بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رومانہ شاہ نے یہ ناول (وچھوڑا) صرف اور صرف نیوایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھا ہے۔اس ناول (وچھوڑا) کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام صرف اور صرف نیوایرا میگزین (New Era Magazine) کے نام محفوظ کیے جاتے ہیں۔ لہذا کسی بھی ادارے،ڈائجسٹ،سوشل میڈیا،ویب سائٹ یا کوئی بھی فرد بمعہ مصنف کو اس کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں شائع کرنے کی سخت ممانعت ہے۔عمل درآمد نہ کرنے کی صورت میں قانونی کاروائی کی جائے گی۔

شکریہ

ادارہ: نیوایرا میگزین

مئی کی کڑک دھوپ میں جان لیوا سورج کے سائے سے بھاگتے لوگوں کے درمیان وہ بھی تھی جس کے کندھوں تک کٹے بال، جو بمشکل پونی میں قید نظر آرہے تھے.

دودھیا رنگ. گہری سیاہ آنکھیں، دراز پلکیں، میک اپ سے بے نیاز چہرہ، ایک ہاتھ میں بلیک ریسٹ واچ، گلے میں سکارف جس کے دونوں کونے آگے لٹک رہے تھے، کمر پر بیگ، پاؤں میں جوگرز، ہمیشہ کی طرح آج بھی وہ پینٹ اور شارٹ ڈارک بلیو کرتے کے اوپر سفید لیب کوٹ زیب تن کیئے، دنیا کو نظرانداز کرتے ہوئے روڈ کے کنارے پر بازو کہنیوں تک فولڈ کیئے وہ گولا گنڈہ کھانے والی واحد لڑکی تھی. حسبِ معمول آج بھی اکیلی ہی کھڑی تھی. گولا پگھل کر لال اور ہرا شربت اُس کی کہنیوں سے ٹپک رہا تھا. وہ سورج سے بھی مقابلہ کرنے والی لڑکی تھی. سورج کی تپش سے جس رفتار سے گولا پگھل رہا تھا وہ اس سے زیادہ تیزی سے کھا رہی تھی. گولا ختم ہوا جوس سے لتھڑے ہاتھ بیگ کی جانب بڑھے. دونو کندھوں سے بیگ اتار کر سامنے کیا.

"اونو یار ٹشوز بھی مک گئے نیا خرچہ پڑ گیا"

ٹشوز کے ختم ہونے کے اعلان کے ساتھ ہی اسے ایک زوردار ٹکر لگی اور بیگ ہی روڈ پر سجدہ ریز ہو گیا.

"اندھے ہو گئے ہو بغیر تو.... نظر کچھ نہیں آتا ایک فلائے او ور بنوالو جس پر بھاگتے پھرا کرو"

اب وہ نیچے جھکی اپنی گری ہوئی چیزیں اٹھانے میں مصروف تھی.

"کیا میں آپکی مدد کر دوں؟"

اچانک آنے والی آواز پر اس نے سر اٹھا کر دیکھا. سورج اسکی آنکھوں میں چبھا اسکی آنکھیں چندھیا گئیں وہ سورج کے سامنے آکر اسکی ڈھال بن گیا اب وہ دیکھ پا رہی تھی. آرمی کے یونیفارم میں ایک شخص اسکے سر پر کھڑا تھا. وہ کسی فرشتے کی طرح آیا تھا. ہلکی بڑھی ہوئی شیو، ماتھے پر پڑے سیاہ بال، چہرے پر پسینے کی بوندیں، بھوری آنکھیں، دراز قد اسکی وجاہت میں اور بھی اضافہ کر رہی تھیں. وہ نہایت شاندار لگ رہا تھا. فوجیوں کی آنکھوں میں چمک دنیا کو فتح کر دینے والی ہوا کرتی ہے لیکن اُسکی آنکھوں میں وہ چمک تھی جیسے وہ اپنی دنیا فتح کر چکا ہو.

"نہیں شکریہ میں کر لوں گی" اس نے اور تیزی سے ہاتھ چلائے.

"اچھا یہ لو اپنے ہاتھ پونچھ لو" اُس نے اپنا رومال آگے بڑھایا اسکی جانب جسے اس نے بڑی تابداری سے پکڑ کر تھا صاف کر کے اپنی جیب میں ہی رکھ لیا تھا.

"اوہ یہ تو کوئی چیز گر گئی ہے تمہاری" فوجی نے ہاتھ سے اٹھانے کی کوشش کی.

New Era Magazine

"نہیں نہیں ہاتھ نہ لگانا"اس نے ایک زوردار آواز سے کہا کہ فوجی بھی بوکھلا گیا.

"میڈم میں کوئی اچھوت نہیں ہوں.جو آپ کے پویتر سامان کو ہاتھ نہیں لگا سکتا"اس نے ایک طنزیہ نشتر چلایا تھا جو نشانے پر نہیں لگا تھا.

"اوکے اگر فوجی کو اتنا ہی شوق ہو رہا ہے عوم الناس کی مدد کرنے کا تو آپ کر ہی دیں میری مدد یہ جو زمین پر بکھر گیا ہے واپس اسکوڈبی میں ڈال دیں"اب اسکے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ ابھری.اور اسکے داہنے گال کا ڈمپل واضع ہوا

"یہ لیں ہو گیا آپ کا کام"کچھ ہی منٹ بعد فوجی نے کام مکمل کرنے کا اعلان کر دیا.

"ہاں تمہارا شکریہ تم نے میری مدد کی،دیکھو کتنا تھک گئے ہو پسینہ بھی کتنا آرہا ہے.

اب تم بھی اپنا پسینہ پونچھ لو.رومال تو میرے پاس ہے تم ہاتھوں کو استعمال کرو"

اس نے انتہائی ہمدردانہ انداز میں کہا کہ فوجی نے سوچنے میں ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کیا اور ہاتھوں سے ماتھے پر آئے پسینے کو صاف کیا اور پھر آنکھوں میں جاتے پسینے کو بھی ہاتھوں سے ہی صاف کرنا چاہا

"او ایم جی...!"وہ چلایا اٹھا.

"کیا ہوا..؟

اس نے عاجزانہ انداز میں سوال کیا جیسے وہ تو ہر چیز سے لا علم ہے.

New Era Magazine

"کچھ نہیں ہوا...آپ کو اتنا سازوں سامان ساتھ لیئے پھرتیں ہیں اگر اس میں پانی ہے تو میرے ہاتھوں پر ڈال دیں"

ہوا میں ایک زوردار قہقہہ بلند ہوا

"پلیز تو کہا ہی نہیں ہے..پہلے پلیز کہیں پھر پانی ملے گا"

"اوکے میم اگر آپ پانی کی ایک بوتل کی مالک ہیں تو پلیز وہ مجھے عنایت کر دیں"

اپنی آنکھوں پر رکھے ہاتھ اب اس نے پانی کے لیئے پیالہ بنا دیئے تھے.

"اب ٹھیک ہے. چلوں ادھر زرا اس طرف آؤ تمہیں پانی عنایت کروں"

اس نے ایک ہاتھ سے بیگ تھاما اور دوسرے ہاتھ سے فوجی کی بازو سے شرٹ پکڑ کر ایک طرف کر کے اسے پانی دے دیا.

"اور ڈالو پانی"

فوجی نے اپنے ہاتھوں کو ہلاتے ہوئے اور پانی کی گزارش کی.

"اور کہاں سے لاؤں بس اتنا ہی تھا میرے پاس" اس نے بوتل بند کی اور بیگ میں رکھنے لگی.

"کیا مطلب اتنا ہی تھا..؟؟"

وہ غرایا تھا.

"ہاں توکون ساڈرم تھا. چھوٹی بوتل تھی پانی کی وہ بھی آدھی"

اب تواس نے بیگ کی زپ بھی بند کردی تھی.

"اتناٹین ڈبہ لے کر پھرتی ہو ساتھ نیلکٹر،ماچس،سوئی دھاگہ،لال مرچیں،کاٹن بڈز

جانے اور کیا کیاہے اس کنوئیں میں. تو پانی کیوں اتنا تھوڑار کھا ہوا ہے"

اب وہ بمشکل آنکھوں کو کھول کر دیکھ رہا تھا

"میں پانی پینے کے لیئے رکھتی ہوں نہانے کے لیئے نہیں. شکر کرو اتنا بھی دے دیا میں

نے "اس نے اتراتے ہوئے کہا

"جی بہت شکریہ"

فوجی کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی جو اسے اور خوبصورت دیکھا رہی تھی.

"پانی میرا جو تھا تو اب تمہارے چہرے پر انشاءاللہ نور بھی آجائے گا"

اپنی بات کہہ کر وہ چل دی تھی اپنی منزل کی جانب.

"فوجیوں کے چہروں پر ویسے بھی نور ہوتا ہے"وہ پیچھے لپکا تھا.

"یہ فوجیوں کی خوش فہمی ہوتی ہے ہاں شہادت کے بعد نور ضرور آجاتا ہے"

وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی آگے بڑھ رہی تھی.

"ہاہاہاہاہاتم غور تو کرو چہرہ نورانی ہی لگے گا"

New Era Magazine

اب وہ آنکھ دبا کے بہت کچھ بول گیا تھا.

"بھلا میں کیوں غور کروں؟اُس نے بھنویں اچکا کر اسکی جانب دیکھا اور اپنی رفتار بڑھا لی.

فوجی کے موبائل پر بیپ ہوئی.

"اچھا چلو اب میں چلتا ہوں ایک ضروری کام ہے زندگی رہی تو پھر ملاقات ہو گی"

موبائل دیکھا اور اس نے دو قدم آگے بڑھائے لیکن پھر پلٹا.

"سنو.."

وہ جو کھڑی روڈ پر کرنے کے لیئے گاڑیوں کے رکنے کا انتظار کر رہی تھی اچانک آنے والی آواز پر چونک کر دیکھا.

"تم گئے نہیں"

"نہیں بس کچھ بتانے آیا تھا"

"وہ کیا"

"مجھے کیپٹن بہرام بخت کہتے ہیں"

فوجی نے کہہ کر ہاتھ آگے بڑھایا

"ہاہاہا اچھا تو یوں کہو نا کہ نام پوچھنے آئے ہو" وہ اسکے سامنے زور سے ہنس دی

New Era Magazine

"تم یہ ہی سمجھ لو"

وہ ہاتھ مسلسل آگے ہی کئے ہوئے تھا

"عروش..... عروش عالم کہتے ہیں مجھے"

بہرام نے اپنے ہاتھ کو دیکھا شاید وہ تھام لے. عروش نے بھی ہاتھ دیکھا اور آنکھ دبا کر بولی. "اور پانی نہیں ہے اب" دونوں کے چہرے کھلکھلا اٹھے.

"اگلی بار پانی کے ساتھ حاضر ہوں گا" اور وہ برق رفتاری سے آگے بڑھ گیا تھا اور وہ صرف دیکھتی رہ گئی تھی.

ooooooooooooo

"بہرام یار حالات بہت کشیدہ ہیں. مجھے لگتا ہے ہمیں باڈر پر بھیجا جائے گا" وہ لمبے قد کا کلین شیو، فوجی ہیئر کٹ، بھرا جسم سانولی رنگت رکھنے والا حسن جاوید تھا کون حسن جاوید؟ بہرام کے بچپن کا ساتھ، اسکے قدم قدم کا ساتھی.

پلے گراؤنڈز سے لے کر سکول تک کا ساتھی

سکول سے لے کر کیڈٹ کالج کا ساتھی

کیڈٹ کالج سے لے کر پی ایم اے کا ساتھی

اور پی ایم اے سے پاسنگ آوٹ کے بعد اب بہرام کی پوسٹنگ راولپنڈی اور حسن کی کھاریاں میں پوسٹنگ کو تین سال کا عرصہ گزر چکا تھا.ایک دوسرے کہ بہت قریب اور یہ بات ان دونوں کے لیئے کسی معجزے سے کم نہیں تھی آرمی میں ہوتے ہوئے بھی کبھی لمبی جدائی نہیں آئی تھی دونوں میں. حسن جب بھی چھٹیوں پر آتا اپنا سارا وقت بہرام کی نظر کر دیا کرتا اور یہ ہی بہرام بھی کیا کرتا تھا

"اب آگے بھیجا گیا تو جانا تو پڑھے گا بس دعا کر ساتھ ہی بھیجیں"

بہرام گاڑی میں بیٹھا سامنے گلی میں موجود ایک ہی مکان پر نظر جمائے ہوئے بولا.

"فوجی ویسے بھی دعاؤں پر ہی چلتے ہیں" دونوں نے قہقہہ لگایا تھا

اچھا سن مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے تو کلئیر مائنڈ کے ساتھ نہیں بول رہا"

"نہیں یار ایسا کچھ نہیں ہے بلکل کلئیر مائنڈ کے ساتھ ہوں میں، جانا ہے، تو بس جانا ہے وطن سے آگے تو کچھ بھی نہیں وطن کی محبت پہلے ہے"

بہرام اُسی مکان پر نظر جمائے آہستہ آہستہ بول رہا تھا

"اچھا تو میرے شیر سب سے پہلے ہو گئی وطن کی محبت، وہ روکا چہرے پر ایک مسکراہٹ ابھری.. "اب یہ بتا وطن کی محبت کے پیچھے جو محبتیں کھڑی ہیں انکا کیا"

حسن نے شرارت کی تھی. بہرام سمجھ گیا تھا.وہ کس بارے میں بول رہا ہے.اس نے بھنویں اوپر اٹھا کر باقاعدہ غور سے حسن کو دیکھا.پھر نظریں پھیر کر آنکھوں میں آنے والا ڈھیروں پانی اندر اتار کر بولا

"وہ بھی نہیں"

اور گاڑی میں ایک دیرپا خاموشی چھا گئی.

oooooooooooooooooooooo

السلامُ علیکم..!!

عروش گولا کھاتے ہوئے اچانک آنے والی سلامتی پر چونکی،مڑ کر چندھائی ہوئی آنکھوں سے دیکھا.چونکی ہوئی لڑکی دیکھ کر مزید چونک گئی.ساتھ میں کھڑا کیپٹن بے نیازی سے گولا کھا رہا تھا

"ایسے کیا دیکھ رہی ہو..؟مسلمان سلام کا جواب دیتے ہیں"گولی کی ایک چسکی لی

"وعلیکم السلام...آج تو مجھے کوئی پرابلم نہیں ہوئی آج کیپٹن صاحب کیسے حاضر ہوئے ہیں"گولے سے نظر ہٹائے بنا ہی وہ بولی.اسکا گولہ تقریباً ختم ہو چکا تھا

"دیکھ نہیں رہی کیا..مزے دار گولا کھانے آیا تھا تم نظر آئی تو ہیلو ہائے کرنے آ گیا"

"اہاں...اچھاتو فوجی واقعی ہی تمیز دار ہوتے ہیں" عروش نے اب ٹشو نکالنے کے لیئے بیگ آگے کیا.

"فوجیوں کا تو پتہ نہیں لیکن میں پیدائشی تمیز دار ہوں" بہرام نے اتراتے ہوئے کہا.

"مذاق بھی اچھا کر لیتے ہیں آپ تو"

عروش نے ایک لمحہ نہیں لگایا جواب دینے میں

"اس میں مذاق والی تو کوئی بات ہی نہیں.اسکا ثبوت بھی دے سکتا ہوں"

بہرام بھی گولا ختم کر کے ہاتھ جھاڑ رہا تھا.

"ثبوت...؟"

عروش نے حیرانگی سے دیکھا.

"ہاں ثبوت.." بہرام نے ہاتھ جیب میں ڈالتے ہوئے کہا

اچھا چلیں دیں پھر".اس نے ٹشو سے ہاتھ صاف کر کے اسے اسے بیگ میں رکھا.اور ایک اور ٹشو نکالا

"سسسسسی.." بہرام نے منہ بنایا..

"دو گھنٹے پہلے تم نے گولا ختم کیا تھا اس وقت گولے کا پانی تمہاری کہنیوں تک پہنچ چکا تھا...ییییک.."اس کے چہرے کے نقوش مسلسل بدل رہے تھے.

"اور دیکھو تم اب تک صاف ہی کر رہی ہو" بہرام نے ہاتھ سے اسکی طرف اشارہ کیا

"یہ اتنی لمبی کہانی میں تمیز کہا تھی" عروش نے اسے گھورا.

میرے ہاتھ دیکھو بلکل صاف ہیں" اسنے اپنے ہاتھ ہوا میں لہرائے..

"میڈم اسے کھانے کی تمیز کہتے ہیں" اب اس نے اپنے ہاتھ جیب میں واپس میں ڈال دیئے.

"پہلی بات کیپٹن بہرام بخت صاحب کھانا انسان کو کھل کر..... مطلب تمیز سے بے نیاز ہو کر کھانا چاہیے. امیروں کی طرح نہیں.. جو کانٹے سے چاول کھانے کا ہی تردد کرتے ہیں" عروش نے دوسرا ٹشو بھی بیگ میں رکھا، وہ منہ بنا بنا کر بول رہی تھی.. وہ اس اس منطق پر ہنس دیا

"اور دوسری بات" بہرام اسکی طرف متوجہ ہوا.

اگر تم اپنا منہ شیشے میں دیکھ لو تو تمہیں اپنی کھانے کی تمیز کا لگ پتہ جائے"

ایک ٹشو بہرام کی جیب میں ٹھونسا. "ضرورت پڑے گی".. کہہ کر چلی گئی.

بہرام نے موبائل نکال کر اپنا چہرہ دیکھا. منہ کے گرد ڈھیروں نشانات تھے. آج بھی اسے پانی کی ضرورت تھی ٹشو کی نہیں. کیونکہ وہ ٹشو سے صاف ہونے والے نہیں تھے

New Era Magazine

oooooooooooooooo

بہرام یاراس مکان سے تمہیں کچھ نہیں ملنا چھاپہ نہیں ماردیناچاہیے؟؟.گاڑی میں آج پھر حسن اور بہرام موجود تھے.باقی تمام جوان بھی سیول کپڑوں میں کچھ فاصلے پر موجود تھے.انہیں خبر ملی تھی کہ راولپنڈی کے علاقے موتی محل میں ایک مکان میں دھماکہ خیز مواد تیار کیا جاتا ہے. بہرام اور اسکی ٹیم تین ماہ سے اس علاقے کی نگرانی کر رہے تھے. حسن بھی وہی آجاتا تھا

"نہیں ہمیں اپنے پلان کے مطابق ہی چلناپڑے گا.یہاں پر کامیابی ضروری ہے.ورنہ بہت تباہی ہوسکتی ہے" بہرام نے گھڑی دیکھتے ہوئے کہا.

اسکا مطلب ہے میری چھٹیاں تو ایسے ہی ضائع کرنے کاارادہ رکھتا ہے" حسن نے آہستہ سے کہہ کر کھڑکی سے باہر دیکھنے لگا.بہرام نے پوری گردن موڑ کر اسے دیکھا..

تجھے اچھے سے یاد ہوگا میری کتنی بار چھٹیاں ایسے ہی تو برباد کرچکا ہے"

"اچھاتو بھائی سے بدلہ لے گا" حسن نے بھنویں اچکا کر دیکھا

"کیسابدلہ.....بھائی صاحب کو جو میرے بغیر سانس نہیں آتی..کہا بھی ہے گھر جاکر آرام کرلے" بہرام نے سٹیرنگ پر دونوں ہاتھ رکھے اور انگلیاں ہلانے لگا

"اچھا میرے یار میں تیرے ساتھ ہوں تو اپنا کام کر لے" حسن نے بہرام کا کندھا تھپتھپایا، وہ مسکرادیا. ان دونوں کی زندگی بس یہ دوستی ہی تو تھی

oooooooooooooo

شام کا وقت تھا سورج ابھی غروب نہیں ہوا تھا. موسم میں زیادہ تپش نہیں تھی. کیونکہ ایک دن پہلے بارش ہوئی تھی. جمعرات کا دن تھا اور عروش پینٹ کے ساتھ بلیک کرتا پہنے. معمول سے ہٹ کر سر پہ دوپٹہ لیئے شاہ چن چراغ کے مزار پر حاضری دینے آئی تھی. وہ ہر جمعرات کو یہاں آیا کرتی تھی.

ہیں تم کدھر؟؟ عروش نے بہرام کو مزار کے باہر اپنے سامنے دیکھ کر کہا

کیوں میں یہاں نہیں آسکتا کیا؟؟ بہرام نے سوال پہ سوال کر دیا تھا

نہیں.... کیوں نہیں.... تم آسکتے ہو بلکہ ایسا کہو تو زیادہ بہتر ہو گا فوجی ہر جگہ ہی جا سکتے ہیں" عروش مزار کے سامنے موجود دکان سے منت کی چیزوں میں سے ایک ایک کو ہاتھ میں لے کر دیکھ رہی تھی

"ہاں کچھ یوں ہی سمجھ لو" بہرام نے بھی ہاتھ بڑھا کر ایک سرخ دھاگہ اٹھایا

"اچھا تو پھر میں یہ سمجھ لوں فوجی بھی ٹھرکی ہوتے ہیں" اس نے نیچے سے اوپر تک ایک سرسری سی نظر اس پر ڈال کر ہاتھ میں تیل کی بوتل اور باجرہ لے کر آگے چلنے لگی

"ہیں" اس نے ڈیلے پھاڑ کر اسے دیکھا

"محترمہ آپ نے میری کس بات پر ایسا سوچ رہی ہیں" وہ بھی اب اسکے پیچھے وہ گیا

"آپ کسی لڑکی کا پیچھا کریں تو آپکو اور کیا کہا جاتا ہے ڈیئر محترم" اس نے مزار کے دروازے سے اندر داخل ہو کر جوتے اتار کر ایک سائیڈ پر رکھے. بہرام نے اسکو دیکھ کر یہ ہی عمل دہرایا. وہ مزار کے احاطے میں ننگے پاؤں چل رہی تھی

"دیکھوں میں نے بلکل بھی تمہارا پیچھا نہیں کیا. مجھے پتہ تھا ہر جمعرات کی طرح تم آج بھی یہاں آؤ گی اس لیئے میں بھی آ گیا" بہرام نے بے خوف ہو کر سچ کہہ دیا. وہ اپنے اوپر لگا ہوا دھبا صاف کر رہا تھا. مزار کے احاطے میں ننگے پاؤں وہ عروش کے ساتھ تیز تیز قدم رکھتے ہوئے چل رہا تھا

"اصولاً مجھے یہ پوچھنا چاہیئے کہ تمہیں کیسے پتہ کہ میں ہر جمعرات کو یہاں آتی ہو لیکن پوچھوں گی نہیں کیونکہ مجھے لگ رہا ہے تمہارے پاس اس بات کا مجھے سُن کر دینے والا جواب ہو گا" عروش نے عین مزار کے درمیان میں موجود علم کو چھوا اور علم کے پہلو میں موجود ڈھیروں دیوں میں سے چند میں تیل ڈالا اور ایک کو روشن کیا. اور دوسری

جانب سے قہقہہ لگا تھا جس پر عروش نے اسے گھورا، بہرام مسکراہٹ غائب ہو گئی.

اُس نے بھی دیا روشن کرنے لے لیئے ہاتھ بڑھایا عروش نے ماچس اسکے ہاتھ میں زور سے تھما کر چلنے لگی، وہ اسکے قہقہے پر جل گئی تھی، بہرام بخت نے بھی دیا روشن کیا اور جلدی سے اسکے پیچھے آیا

"میں تمہارے سامنے سے آیا تھا اس لیئے پیچھا کرنے والی بات واپس لو اپنی فوجی کبھی پیچھے سے نہیں آتا" وہ آہستہ آہستہ عروش کے ساتھ چلنے لگا. کہیں سے ٹھنڈی ہوا کا ایک ہلکا سا جھونکا آیا جسے عروش نے گہرا سانس لے کر اندر تک محسوس کیا بہرام نے ایک نظر اسکو دیکھ کر اپنی نگاہیں پھیر لیں. وہ دونوں اس بات سے انجان تھے کہ دونوں دیوں میں سے ایک کی لو کم ہوتے ہوتے دم توڑ گئی ہے.

میرے ساتھ چلنا ہے تو چپ کر کے چلو" عروش نے اسے دھمکی دی جس پر بہرام نے سر خم کر دیا

"تم یہاں بیٹھ جاؤں، میں اندر دِربتول میں بیٹھ کر یسین شریف پڑھ کر آتی ہوں"

بہرام نے اثبات میں سر ہلایا اور بیٹھ گیا. عروش جب واپس آئی بہرام گم سم بیٹھا سرخ دھاگہ ہاتھوں میں گھما رہا تھا.

کدھر گم ہو؟؟ عروش نے اس کے سامنے ہاتھ ہلاتے ہوئے کہا.

New Era Magazine

کہیں نہیں..اب چلیں کیا.؟"بہرام ایک دم اٹھ کھڑا ہوا.

آج میرا بھی دل کر رہا تھا سرخ دھاگہ لے کر پہنوں"اس نے بہرام کے ہاتھ میں

دھاگہ دیکھ کر خواہش کی

ہاتھ آگے کرو"بہرام کے چہرے پر بے پناہ معصومیت تھی.

نہیں یار میں باہر سے لے لوں گی یہ تمہاری منت کا ہے"

"میری منت"اُس نے عروش کو نظر بھر کر دیکھا

"میری منت کا تمہیں کیا پتہ..کیا ہے..تم ہاتھ تو آگے کروں"بہرام نے متاثر کن

انداز میں کہا عروش اپنا ہاتھ روک نہیں سکی.

"سہی ٹائیٹ کر کے باندھنا"عروش نے اپنے ہاتھ میں بندھتے دھاگے کو غور سے دیکھ

رہی تھی

"یہ لو بہت ٹائیٹ کر کے باندھا ہے اب آسانی سے نہیں کھلے گا"دھاگہ باندھ کر بہرام

کے چہرے پر عجیب سی مسکراہٹ تھی جیسے سب کچھ پالیا ہو دھاگہ باندھ کر وہ دونوں

چلنے لگے

اتنا ٹائیٹ بھی نہیں باندھنا تھا کہ تمہارے علاوہ کوئی کھول ہی نہ سکے"دونوں مزار کر

احاطے میں موجود کبوتروں کو دانہ ڈالنے لگے

New Era Magazine

"ہاں اب یہ میرے علاوہ کوئی نہیں کھول سکتا" وہ مسکرایا..."اور سنو...."عروش نے اسے مڑ کر دیکھا.."اب یہ کسی اور کو کھولنا بھی نہیں چاہیئے"..اتنی بڑی بات وہ شاندار مرد اس پر سکون انداز میں کہہ گیا. عروش کو جھٹکا لگا..کچھ پل وہ کچھ سمجھ نہیں پائی..جب سمجھ آنے لگی تو اس نے نظریں پھیر لیں

"لو جی اگر میں مر گئی تو کیا سب فوجی کو ڈھونڈتے پھریں گے کہ آئے اور دھاگہ کھولے"عروش نے ہنستے ہوئے کہا پچھلی بات کا اثر زائل کرنے کے لئے

"نہیں اس وقت مجھے ڈھونڈنے کی ضرورت نہیں پڑے گی"بہرام نے آگ برساتی نظریں عروش پر ڈالی

کیوں؟ بہرام کی سخت آواز سن کر عروش کے منہ سے بس ایک ہی لفظ نکلا

"کیونکہ محبوب سے پہلے محب کی موت ہوا کرتی ہے"بہرام آگ برسا کر چلا گیا تھا. وہ جو آغاز ملاقات سے ہی سُن نہیں ہونا چاہتی تھی بے حس و حرکت مزار کے احاطے میں کھڑی رہ گئی تھی.

آج منتوں کا دن تھا

آج اقرار کا دن تھا

آج اظہار کا دن تھا

New Era Magazine

آج پیار کا دن تھا

آج ایک شہزادے کا دن تھا

آج ایک شہزادی کا دن تھا

oooooooooooooooooooo

رات کے کھانے کے بعد مریم ہاسٹل کے کمرے میں آئی تو عروش کو کتابوں میں گم دیکھا وہ بیڈ پر اپنے نوٹس پھیلائے پڑھائی میں مگن تھی. مریم درمیانے قد کی دبلی پتلی لڑکی، لمبے سیاہ بال، ہائی پونی، سفید رنگت کی حامل بلیک ٹائیٹس کے ساتھ براؤن فراک میں ملبوس تھی. مریم ہلکے رنگ پسند پہننا پسند کرتی تھی جبکہ عروش ڈارک کلر. عروش کے مطابق ڈارک کلر جلدی گندے نہیں ہوتے، اس لئیے انکو زیادہ دھونا نہیں پڑتا اور جلدی خراب نہیں ہوتے. مریم کا تعلق سرگودھا سے تھا جو ایم بی بی ایس کرنے پنڈی آئی تھی. اور پہلے دن سے ہی عروش کے ساتھ تھی دونوں کلاس میٹ اور رومیٹ تھیں.

ہم تو پڑھائی ہو رہی ہے گڈ.. کونسا ٹاپک کر رہی ہو"

لاسٹ ٹاپک ہے میرا" اس نے کتاب پر سے نظریں اٹھائے بغیر ہی کہا

New Era Magazine

اچھا چلو پھر میں بھی ریوائیز کرلوں ایک بار" وہ اپنے نوٹس کا دتھا اٹھائے بیڈ پر ڈھیر ہو گئی

پیج الٹتے ہوئے عروش کی نظر ہاتھ میں بندھے دھاگے پر پڑی وہ مسکرادی "ہاں.... اب یہ میرے علاوہ کوئی نہیں کھول سکتا..اور سنو.....اب یہ کسی کو کھولنا بھی نہیں چاہیئے" وہ دھاگے پر ہاتھ پھیر رہی تھی کہ اچانک ایک خیال نے اسکا ہاتھ روک دیا..

"کیونکہ محبوب سے پہلے محب کی موت ہوا کرتی ہے" مسکراہٹ غائب ہو گئی.

مسکراہٹ کی جگہ سوچیں آ گئیں. وہ اتنی بڑی اور گہری باتیں اتنی آسانی سے کیسے بول جاتا ہے. کیا آج کی ملاقات حسنِ اتفاق تھی یا حسنِ اہتمام؟.اگر اہتمام تھا تو......

کن سوچوں میں گم ہو..؟" مریم کی آواز نے سوچوں کا حصار توڑا

کچھ نہیں ویسے ہی ٹیسٹ کے بارے میں ہی سوچ رہی ہو" اسنے ایک بار پھر نظریں کتاب پر گاڑ دیں.

؛ٹیسٹ سوچنے سے نہیں یاد کرنے سے آتا ہے ڈیئر" مریم نے مسکراتے ہو کہا

اوکے بابا پڑھ ہی تو رہی ہوں" عروش پڑھائی میں مگن ہو گئی لیکن سوچیں اور الفاظ اسکی یاد کرنے کی صلاحیت میں حائل ہو رہے تھے.

○○○○○○○○○○○○○○○○○○○

اوہ ماشاءاللہ بڑے بڑے لوگ بھی یہاں موجود ہیں "عروش ہمیشہ کی طرح ڈھیلی پونی جو بالوں کے کونے تک پہنچ چکی تھی، جینز کی پینٹ کے ساتھ گرے کرتے کے اوپر لیب کوٹ پہنے، بیگ ایک طرف کندھے پر لٹکائے فوٹو کاپی شاپ پر کھڑی تھی جب اچانک آنے والی آواز سے چونک کر پیچھے مڑ کر دیکھا

ڈونٹ ٹیل می یو ور ناٹ فالوینگ می "عروش نے اوپر سے نیچے تک اسکا جائزہ لیا اور نظر انداز کرنے والے انداز میں کہا

اگر یہ ہی بات مادام میں آپ سے کہوں پھر "بہرام کہنی کو شیشے کے لگے کاؤنٹر پر رکھ کر آگے کو جھکا. وہ آج سیول کپڑوں میں بلیک پینٹ کے اوپر مہرون ٹی شرٹ میں. بال ہمیشہ کی طرح ماتھے پر پڑے جاذب نظر لگ رہا تھا

"کون سی بات؟؟"اس نے نوٹس دیکھتے ہوئے سرسری سا پوچھا

"یہ ہی کہ جہاں میں جاتا ہوں وہاں تم کیوں پہلے سے موجود ہوتی ہو"اس نے مسکراتے ہوئے نشتر چلایا

ایکسیوزمی "عروش نے نوٹس سے نظریں ہٹا کر بغور اسکو دیکھا

بہرام نے کندھے اچکانے پر ہی اکتفا کیا. عروش چل کر دروازے کے قریب آئی. اور زوردار آواز سے بولی

"وہ جو سامنے میڈیکل کالج نظر آرہا ہے نا تمھیں میں وہاں پڑھتی ہوں. اور اگر اس سے تھوڑا آگے جاکے دیکھو تو میرا ہاسٹل ہے میں وہاں رہتی ہوں اور جس شاپ پر آپ کھڑے ہیں یہاں سے میں سٹیشنری، نوٹس وغیرہ لیتی ہوں روز کا آنا جانا ہے" وہ ہاتھوں سے شاپ سے باہر اشارے کر کے بتانے لگی.

"سو مسٹر بہرام بخت اس علاقے میں، میں کسی کا پیچھا تو کرنے سے رہی". وہ دوبارہ کاونٹر کی طرف آگئی

وہ اب پین دیکھ رہی تھی.. "اب سہی سا پین دینا صبح والا بھی رک رک کے چل رہا تھا"

ایک سٹینڈ میں لگے پن کو ہاتھ میں لے کر پیپر پر چک کرنے لگی. کانٹر پر پیسے رکھ کر اس نے اپنا سامان لیا اور باہر آگئی. بہرام نے بھی ایک پین اور ایک سٹیکینگ پیڈ خریدا.

"دیکھوں وہ جو سامنے تمھیں گاڑی نظر آرہی ہے نا وہ ہماری ہے اس میں بندے بھی میرے ہیں. اور وہ جو سامنے دو اور گاڑیاں ہیں وہ بھی ہماری ہیں".. وہ شاپ سے نکل کر اسکے ساتھ چلتے ہوئے ہاتھوں کے اشارے سے اسے ایک ایک چیز بتانے لگا.

"اور وہ جو سامنے گلی نظر آ رہی ہے نا اس کے تیسرے نمبر والے مکان مشن ہے ہمارا میں اس علاقے میں سارا دن گزارتا ہوں. سو مِس عروش عالم میں یہاں کسی کا پیچھا کرنے سے تو رہا" وہ عروش کے سامنے آ کر ہاتھ سینے پر باند کر رک گیا. اور ایک طرف جانے کا ہاتھ سے اشارہ کیا جہاں گولے گنڈے والی ریڑھی کھڑی تھی.

اچھا تو ایک آن ڈیوٹی آرمی آفیسر میرا پیچھا کرتا ہے. اپنے ہی رولز کی خلاف ورزی" و ابرو اوپر کر کے دونوں ہاتھ سینے پر بندھ کر اکڑ کر کھڑی ہوئی.

یہ سچ ہے کہ میں آن ڈیوٹی ہوں لیکن اگر میں وہاں ایک جگی ہر روز کھڑا رہوں تو مجھ پر شک ہو سکتا ہے. اس لیئے ادھر ادھر گھومنا پڑتا ہے. تو میں گھومتے گھومتے تم تک آ جاتا ہوں.. لیکن میری آنکھیں کھلی ہوتیں ہیں"..وہ. مزے سے آہستہ آہستہ سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے دھیمے لہجے میں بول رہا تھا

پلیز..."بہرام نے ہاتھ سے ریڑھی کی جانب چلنے کا اشارہ کیا"آج گرمی زیادہ ہے تو آج میری طرف سے"..عروش نے چند ثانیے لیئے سوچنے کو اور چلنے لگی اسکے ہاتھ کے اشارے کی سمت اب وہ دونوں گولہ گنڈے والے کے سامنے کھڑے تھے. دونوں نے اپنا اپنا گولا تھاما ننھے ننھے قدم اٹھاتے ہوئے آگے بڑھنے لگے.

میں مزار والی بات بھولی نہیں ہوں"

کون سی بات..؟"

جو تم وہاں بھی پہنچے ہوئے تھے"

"اسکا جواب وہی دے دیا تھا اب چپ کر کے گولا کھاؤ پگھل رہا ہے" بہرام نے اسے تنبیہ کی. اور وہ صرف گھور کر ہی رہ گئ. وہ اپنے دھیان میں مگن کھاتا جا رہا تھا. چلتے چلتے وہ بہت دور آ گے تھے

چلتے چلتے ہم کہاں آ گے ہیں "انجان جگہ دیکھ کر عروش نے اجنبیت کا اظہار کیا

انجان جگہ نہیں ہے میں آتا رہتا ہوں یہاں"

تم آتے رہتے ہو تو مجھے کیوں لے آئے ہو" وہ حیران ہوئی

تمہیں اسلیئے لایا ہوں کیونکہ مجھے یہ جگہ پسند ہے اور تمہیں دیکھانا چاہتا تھا یہ جگہ" وہ تیز قدموں سے آگے بڑھ کر ایک بڑے پتھر پر بیٹھ گیا جو جھیل کے بلکل سامنے تھا اور سورج غروب ہونے کا منظر وہاں سے صاف دیکھائی دیتا تھا.

اور میں کیوں دیکھوں تمہاری پسند..؟" وہ اسکے بکل منہ کے سامنے آ کر کمر پر دونوں ہاتھ رکھ کر احتجاج کرنے لگی.

کیونکہ میں چاہتا ہوں تم دیکھو." وہ بھی باہم ہاتھ میں ہاتھ ملائے بغیر کسی جھجھک کے بولا

اور اگر میں کہوں کہ میں نہیں دیکھنا چاہتی تمہاری پسند"

شیشہ دیکھتی ہو؟.. بہرام نے جواب دینے کے بجائے سوال کیا

یہ کیسا سوال ہے؟".. وہ اس بے تکے سوال پر جھنپ گئی اور سامنے سے ہٹ گئی

چلو واپس چلتے ہیں تمہیں اچھا نہیں لگا یہاں آنا" وہ اٹھ کھڑا ہوا جانے کو یک دم تیار

"نہیں کچھ دیر میں چلتے ہیں. سورج غروب ہونے کا منظر نہایت دلکش لگ رہا ہے" وہ بہت ہی انہماک سے دیکھنے لگی. اور وہ تو بس اسے ہی دیکھ رہا تھا. کتنا مکمل منظر تھا کتنا ہی خوبصورتی سے بھرپور تھا عام حالت میں شاید ہی وہ اتنا انجوائے کرتا ہو جتنا آج کر رہا تھا. اسکے ہاتھ موبائل کی طرف بڑھے اور موبائل نے وہ منظر قید کر لیا تھا.

ایک بات پوچھوں".. عروش نے کھوئے کھوئے سے انداز میں سوال کیا کچھ سوچے سمجھے بغیر ہی.

ہاں پوچھو" بہرام نے موبائل سے نظریں ہٹا کر اسے دیکھا پھر موبائل کو دیکھ کر فوراً موبائل واپس رکھ دیا.

اُس دن یہ دھاگہ تم نے مجھے دے دیا تھا تم نے اپنی منت کیوں نہیں مانگی؟ اس نے اپنی کلائی پر سرسری سی نظر ڈالی اور پھر منظر میں گم ہو گئی.

دھاگے سے کیا ہوتا ہے یار منت دل سے مانی جاتی ہے" بہرام نے نہایت پیار سے اسے کہا

"دھاگے سے بہت کچھ ہوتا ہے" وہ یک دم بول پڑی

"ہاں بلکل ہوتا ہے تمہاری کلائی پہ دھاگے کی وجہ اسے اب میں تمہیں پہنچان لیا کروں گا" وہ پتھر پر سیدھا ہوا چنچل انداز میں گویا ہوا.

کیا مطلب؟؟ وہ حیران زیادہ ہوئی تھی یا پریشان یہ اندازہ لگانا مشکل تھا.

مطلب کچھ بھی نہیں"..وہ مسکرادیا

"اف تم اور تمہاری باتیں میں کچھ اور کہہ رہی تھی" عروش جھنجھلائی

"یار فکر نہ کرو...منت مان کر ہی تو دھاگہ باندھا تھا" وہ مسکرایا اسکی مسکراہٹ بھرپور تھی..زندگی سے پھرپور

اچھا اب چلو یہاں سے" وہ اچانک بھاگنے والے انداز میں پیچھے مڑی

کیا ہوا ہے...یار بتاؤ تو ہوا کیا ہے" وہ پتھر سے اٹھ کر اسکے پیچھے لپکا..

"کوئی پرابلم ہے؟ وہ تیز قدموں سے آگے بڑھ رہی تھی.

روکو تو سہی"..اس نے آواز لگائی قدموں کی رفتار اور تیز کی

روک جاؤروحِ بہرام" اور وہ الفاظ اسکے قدموں کی زنجیر بن گئے تھے. وہ چاہ کر بھی آگے نہیں جاپائی. اسے روک لیا گیا تھا اور وہ رک گئی تھی. بہرام نے بھی اپنے قدم روک لیئے اور تیزی سے اسکے پاس آیا.

"مجھے نہیں بتاؤ گی ہوا کیا ہے؟ وہ نہایت معصومیت سے پوچھ رہا تھا جیسے کسی بچے سے اسکی مرضی پوچھتے ہیں

مجھے خوف آتا ہے اس وقت سے، وحشت ہوتی ہے، میرے اندر کچھ ڈوبنے لگتا ہے. اب چلو یہاں سے" وہ ڈھیروں آنسو اندر ہی اتار کر بول کر تیزی سے چلنے لگی

"دیکھو.. مجھے دیکھو.. میں تمہارے ساتھ ہوں. تمہارے پاس ہوں تو پھر ڈر کیسا" وہ دونوں تیز تیز قدموں سے چل رہے تھے.

"ہر خوف ہر ڈر اپنے دل سے نکال دو، میرے ہوتے ہوئے خوف کی کوئی جگہ نہیں ہونی چاہیئے" وہ سمجھا رہا تھا اور وہ خاموش سن رہی تھی.

وہ تیز تیز چلتے ہاسٹل کے قریب آن پہنچے تھے اور مغرب کا وقت بھی گزر چکا تھا اچھا بتاؤ سب سے زیادہ کیا کھانا پسند کرتی ہو؟ جو دل سے پسند ہو تمہیں" عروش کے موڈ کو دیکھ کر اسکے ذہن میں یہ سوال آیا.. وہ اب اب قدرے نارمل لگ رہی تھی

آلو" جواب غیر متوقع تھا

New Era Magazine

بہرام کے ماتھے پر بل اور چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی وہ واقعی ہی معصوم تھی اور بچوں کی طرح نازک بھی.

ایسے کیا دیکھ رہے ہوں سچ کہہ رہی ہوں. میں ہر طرح کے آلو کھانا پسند کرتی ہوں.. بوائلڈ، فرائیڈ، کوکڈ, آلو ہوں اور بس آلو ہوں"...ہاتھوں پر آلوں اقسام گنوا کر مسکرا دی.

"سب سے مزے کی چیز تو تب ہوتی ہے جب میں اپنی ریسپی پر لیز ڈال کر کھاتی ہوں دنیا کی کوئی چیز اسکا مقابلہ نہیں کر سکتی"اسکے منہ میں پانی آنے لگا..اس نے زبان ہونٹوں پر پھیری

"پھر ہمیں کب شرف بخشیں گیں اپنی ریسپی ٹرائی کرنے کا"..بہرام نے جیب میں ہاتھ ڈال کر اسکی طرف دیکھا

"جب ہماری آخری ملاقات ہو گی"..عروش نے راستے میں پڑے پتھر کو زور سے پاؤں مارا وہ دور جا گرا

بہرام چلتے روک گیا..اسکی رنگت اچانک سے زرد ہو گئ.ایسا لگ رہا تھا روح قبض ہونے والی ہے

تم روک کیوں گئے" عروش نے اسے اپنے ساتھ نا پاکر پیچھے مڑ کر دیکھا. وہ کچھ بول ہی نہیں پایا. مردہ قدموں سے اُس تک پہنچا.

ایسا کبھی نہیں ہو گا سنا تم نے" وہ اپنی تمام تر قوت سے بولا.. لیکن آواز بمشکل عروش سن پائی

"تم نے تو پہلے ہی انکار کر دیا یار اب اتنا برا بھی نہیں پکاتی"..اس نے منہ بنایا

"بس میری روم میٹ کہتی ہے. میرے علاوہ اگر کسی نے وہ آلو چکھ لئیے نا تو اس نے بھاگ جانا ہے اور کبھی واپس نہیں آنا" وہ اپنے آپ میں مگن بولے جا رہی تھی اور بس وہ دیکھ رہا تھا..

تم تو سُن ہی ہو گئے میرا ہاسٹل آ گیا میں چلی" وہ کہہ کر آگے بڑھ گئ

سنو......بہرام نے پکارا

ہاں....."وہ چلتے چلتے روک گئ اور آرام سے پیچھے دیکھا. دل میں احساس تھا کہیں پتھر کی نہ ہو جائے

کل ڈنر کر سکتے ہیں ساتھ "اتنے آرام سے تو کبھی نہیں بولا تھا وہ

ہاں ضرور" وہ ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کرنا چاہتی تھی. کیونکہ ان لمحوں میں وہ قید ہوتی جا رہی تھی اور خود کو پتھر بننے سے بھی بچانا تھا کچھ سوچے سمجھے بغیر جواب دے کر وہ

ہاسٹل کے دروازے سے اندر داخل ہو گئی پیچھے رہ جانے والا بس سوچتا رہ گیا. کوئی اتنا معصوم کیسے ہو سکتا ہے کیسے کوئی روتے روتے ہنس لیتا ہے. دنیا کے سامنے پھتر نظر آنے والی اندر سے بلکل موم ہے.

oooooooooooo

رات اپنے عروج پر تھی. گہرا سکوت چھایا ہوا تھا. کچھ ہی دیر تھی کہ تاریکی سر کنے کو تھی جب سانس لینے کی آواز بھی دور دور تک سنائی دے رہی تھی. وہ سب ایک ایک کر کے اپنے مخصوص فوجی انداز میں اسی گلی میں موجود مکان کے قریب پہنچے.
جس کی وہ دن بھر نگرانی کر رہے تھے. ان میں سے دو مین گیٹ پر پہنچے تھے پر وہاں پر اندر سے دروازہ بند تھا اور انہیں احساس ہو گیا. کہ وہ لوگ اندر ہی موجود ہیں. زرا سی چونک یا آواز فائرنگ اور تباہی کا باعث بن سکتی ہے. اب انکا ایک ایک منٹ قیمتی تھا سینئیر نے ان میں سے کچھ کو گھر کے باہر پوزیشنز لینے کو کہا تا کہ اگر ان میں سے کچھ دہشتگرد انکے ہاتھوں بچ نکلیں تو وہ باہر موجود فوجیوں کے ہاتھوں اپنے انجام کو پہنچ جائیں

New Era Magazine

ایک ایک کر کے وہ لوگ کسی کو بھی اپنی موجودگی کا احساس دلائے بغیر گھر کے اندر کود گئے

جب سب اندر پہنچ گئے تو انکے سینئیر نے انہیں اپنی اپنی پوزیشنز لینے کو کہا وہ سب اب جان لینے یا دے جانے کے لیے تیار کھڑے تھے بہرام نے آگے ہو کر دوازے کو ایک زوردار پاؤں مارا وہ دروازہ بھی اندر سے بند تھا اب دہشتگرد چوکس ہو چکے تھے وہ جان چکے تھے کوئی ان کے سر پر آن پہنچا ہے. دونوں طرف سے اب لڑائی کرنے کے علاوہ کوئی راستہ نا تھا. کھڑکی سے ایک فائر باہر کیا گیا. فائر کی زوردار آواز کے ساتھ ہی فوجیوں کی جانب سے فائرنگ شروع کر دی گئی. کیونکہ اگر ایک لمحے کی مہلت دی جاتی تو دہشتگرد سارے علاقے کو دھماکے سے اڑنے کی صلاحیت رکھتے تھے. ہر جانب سے گولیوں کی برسات ہو رہی تھی.

تقریباً پچیس منٹ ایسے ہی گولیاں چلتے رہنے کی آوازیں آتیں رہیں پچیس منٹ بعد گھر کے حال میں بالکل خاموشی چھا گئی. ہر طرف بالکل سناٹا تھا کسی کی بھی آواز نہیں آ رہی تھی بس ایک نعرہ گونجا تھا اللہ اکبر پاکستان زندہ باد. اب ہر طرف دہشتگردوں کی لاشیں دکھائی دے رہی تھیں. بہرام بخت اپنی اور اپنے ساتھیوں کی فتح پر اللہ کے حضور سجدہ ریز ہو گیا.

New Era Magazine

ooooooooooooooo

فجر کا وقت تھا جب تمام جوان اپنے کمانڈر کے دفتر میں آپریشن کی رپورٹ دینے کے لیئے موجود تھے. کمانڈر کے اندر داخل ہوتے ہی سب جوان کھڑے ہو گئے تھے.

"السلام علیکم سر"سب ایک آواز ہو کر بولے تھے۔

"وعلیکم السلام"انہوں نے اپنے مخصوص انداز میں جواب دیا.

"شاباش جوانوں تم لوگوں نے مجھے اپنی دیدہ دلیری اور بہادری سے بہت متاثر کیا ہے"

کرنل مصطفی نے بہرام کی کمر کو تھپکا. وہ آج اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا تھا. کیونکہ جس کام کے لیئے وہ تین ماہ سے محنت کر رہا تھا آج اس میں سرخرو ہو گیا تھا.

"شکریہ سر" بہرام نے ادب سے سر کو خم دیا.

ooooooooooooo

رات کے تقریباً سات بجے کا وقت تھا جب عروش سفید شاٹ فراک، بلیک ٹائیٹس، گلے میں لمبا ڈپٹہ جو ٹخنے چھو رہا تھا، پاؤں میں ایک نگ والے فلیٹ سینڈل، میک اپ کے نام پر صرف گلوس، دہنے کندھے پر چھوٹا گلابی بیگ لگائے ریسٹورنٹ میں اپنا

وعدہ نبھانے پہنچی تھی. وہ ایک خوبصورت مگر چھوٹا سا ریسٹورنٹ تھا. جو اسکے ہاسٹل سے تھوڑی دور واقع تھا. وہ شیشے کے دروازے سے اندر داخل ہوئی ریسٹورنٹ میں سنہری روشنیاں جگمگا رہی تھیں جو پورے ریسٹورنٹ کو چمکا رہی تھیں. بہرام سامنے ہی ٹیبل پر بیٹھا تھا. عروش کو زیادہ تردد نہیں کرنا پڑا تھا اسے تلاش کرنے کے لیئے.

ہائے".. عروش نے دور سے ہی ہاتھ ہلایا

بہرام جو آج بھی بلیک، پینٹ کے ساتھ لائیٹ بلیو ٹی شرٹ میں کلین شیو تھا. تیاری کچھ خاص نہیں تھی دونوں جانب ہی. وہ اپنی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا اسکے استقبال کو.

السلام علیکم... عروش کے قریب آنے پر بہرام نے اسے سلام کیا کرسی کو سرکا کر عروش کو بیٹھنے کا اشارہ کیا

"وعلیکم السلام "وہ بھی تمام آداب کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے نہایت شائستگی سے بیٹھی.

میری آمد زیادہ دیر سے تو نہیں ہوئی "کرسی پر سیٹ ہو کر بیٹھی. بہرام بھی اسکے سامنے بیٹھ چکا تھا

دیر.......زیادہ تو نہیں بس تھوڑی سی "بہرام نے انگوٹھے اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے بتایا.

"کوئی دیر نہیں ہوئی فوجیوں کو پتہ نہیں کیوں اتنی جلدی پڑی ہوتی ہے."اپنے موبائل میں مگن بولے جارہی تھی

ٹائم کو سیکنڈز میں نہیں منٹس میں کاؤنٹ کیا کرو پھر کچھ افاقہ ہوگا تمہیں"..اس نے موبائل ٹایبل کرر کھااور روز سے ہنستے ہوئے کہا.تواسکے داہنے گال کاڈمپل مزید گہرا ہوا.وہ بس اسکی بے تکی باتیں سن کر مسکراتارہتا تھا.اورابھی بھی مسکرارہا تھا

تمہاراشکریہ"..اس نے عروش کودیکھ کر کہا

شکریہ کس لیئے؟؟.عروش نے آنکھیں سکیوڑ کر پوچھا

"تم نے میری دعوت کو قبول کیااور آج یہاں آئیں"بہرام نے ادھرادھر دیکھ کر ویٹر کواشارہ کیا

"تم نے جیسے بلایا تھا آنا تو تھا ہی"عروش باہر دیکھتے ہوئے بولی بہرام کواپنی طرف متوجہ پاکر وہ بھی متوجہ ہوئی نظریں ملیں تو دونوں مسکرادیئے

آڈر کریں....؟کیالو گی؟".ویٹر کواپنی جانب آتادیکھ کر بہرام نے اس سے پوچھا

دراصل میری طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تو لائیٹ ہی لوں گی کچھ"..اس نے ہاتھوں کی انگلیوں کو باہم ملایا

New Era Magazine

کیاہواہے تمہاری طبیعت کو؟زیادہ پرابلم ہے؟؟تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا مجھے "

بہرام اچانک سے ہی بہت فکر مند نظر آنے لگا.

یار کیاہو گیاہے انسان ہوں اونچ نیچ ہوہی جاتی ہے. میں بلکل ٹھیک ہوں "عروش نے

بے نیازی سے کندھے اچکا کر کہا

شیور؟؟..بہرام کے چہرے پر فکر مندی کے تاثرات واضح نظر آنے لگے

یس ہنڈرڈ پرسنٹ شیور". عروش نے دونوں ہاتھوں کو ٹیبل پر رکھااور ہنستے ہنستے سر کو

اوپر نیچے آہستہ سے جنبش دی

اپناخیال کیوں نہیں رکھتی تم؟آج کے بعد زرا بھی اونچ نیچ نہیں ہونی چاہیئے سمجھی "

بہرام نے انگلی کے اشارے سے ڈانٹنے کے انداز میں تاکید کی اور وہ حیران تھی ایسے ہوا

کیاہے

اففف یار میں ٹھیک ہوں تمہیں کیاوہ رہاہے "اس نے گہرا سانس لے کر کہا.اب وہ

اپنی ہر بات پر پچھتارہی تھی آخراس نے اسے کیوں بتایا

یہ سب گولہ گنڈا کھانے کا نتیجہ ہے "بہرام نے اچانک بات پلٹ دی

چلواب آڈر کرو "ایک بار پھر وہ پرانے موضوع پر آچکا تھااس دوران عروش بس اسے

دیکھتی ہی رہ گئی تھی.

ہمم ہمم چکن سوپ اونلی" عروش آڈر کر کے ادھر ادھر نگاہیں دوڑا رہی تھی

کھانا سرو کر دیا گیس تھا دونوں ہی اپنی پسند سے لطف اندوز ہو رہے تھے. ساتھ ہلکی پھلکی گفتگو بھی جاری تھی

"اور اپنی فیملی کے بارے میں کچھ بتاؤ کہاں سے ہو تم..؟ فیملی کہاں ہوتی ہے تمہاری.. فادر کیا کرتے ہیں" بہرام نے ایک ساتھ ہی بہت سے سوال کر ڈالے جس سے عروش کے چہرے پر ایک رنگ آیا اور چلا گیا. وہ خاموشی سے دراز پلکیں جھکا لیں.

"اگر نہیں بتانا چاہتی تو کوئی بات نہیں تم کچھ اور بات کر لیتے ہیں" بہرام نے اسے کافی دیر خاموش اور اڑے رنگ کے ساتھ دیکھتا رہا اور پھر موضوع کو بدلنا چاہا

تمہارا پہلا سوال تھا کہاں سے ہوں تو اسکا جواب ہے یتیم خانے سے ہوں" معصوم آنکھوں میں ڈھیر سارے موتی امنڈ آئے تھے. بہرام کی آنکھیں کھل گئیں اس نے عروش کو گھور کر دیکھا یہ ایک دم سے کیا بول گئی ہے

دوسرا سوال فیملی کہاں ہوتی ہے تو اسکا جواب ہے قبرستان" آنسوؤں کو روکنے کی کوشش جب ناکام ہوئی تو اسنے سر جھکا لیا

تیسرے سوال کا جواب تمہیں پتہ ہی ہو گا. بہرام صرف ہمم ہی کر سکا تھا اسکے چہرے پر ایک ساتھ کئی تاثرات آرہے تھے زمانے بھر کی تھکن اس کے چہرے پر نمایا تھی.

اسکے سامنے وہ منظر تھا جو وہ کبھی نہیں دیکھنا چاہتا تھا. وہ رو رہی تھی.. وہ اُسکے سامنے رو دی تھی وہ.. وہ کیوں روئی تھی وہ تو کبھی نہیں رویا کرتی تھی. اِن سوالات کے وہ بچپن سے جواب دے رہی تھی لیکن آج وہ کمزور پڑ گئی تھی اور اُسکی معصوم آنکھیں کسی اور کو کمزور کر رہی تھیں..

اچھا چلو اٹھو بہت زیادہ کھانا کھالیا ہے میں نے واک کرتے ہیں... چلو چلو اٹھو" بہرام کی جب برداشت سے باہر ہوا وہ سوائے اس افسردہ ماحول کو خیر آباد کہنے کے اور کچھ نہیں کر سکا.. وہ چند منٹ کھڑا رہا عروش کے انتظار میں. کچھ دیر بعد عروش نے اپنی نشست چھوڑ دی اور دونوں باہر نکل گئے

تم نے اور کچھ نہیں پوچھنا؟؟ ایک لمبی خاموشی عروش نے توڑی تھی

یار دیکھو آئی ایم سوری واللہ اگر مجھے زرا بھی آئیڈیا ہوتا تو کبھی ایسا سوال نہ کرتا تمہارا بہت دل دکھا ہے" بہرام سڑک کے کنارے عروش کے سامنے منہ کئے الٹا چلتے ہوئے بول رہا تھا

"نہیں یار ایسی کوئی بات نہیں یہ بات تو روز کسی نہ کسی کو بتانا پڑتی ہے. ان باتوں کا اور میرا بچپن کا ساتھ ہے. میں خود بھی حیران ہوں آج یہ زہر میری آنکھوں سے کیسے ٹپکا" عروش کے قدم زمین پر بھاری ہو رہے تھے. دل کے کسی کونے میں اسے سہارا

New Era Magazine

لینے کا دل کر رہا تھا۔ اُس انسان کا سہارا جو رات کی تاریکی میں اسکا ہم سفر تھا۔ وہ تو افسردہ سا بس اسی کو دیکھ رہا تھا۔ اور خود کو کوس رہا تھا اس نے ایسا سوال کیا ہی کیوں۔

"اچھا اب منہ سیدھا کرو۔ میں تمہیں اپنی کہانی سنا دیتیں ہو پھر تم سے.....

نہیں یار بس چھوڑ وان باتوں کو مجھے کچھ نہیں سننا" بہرام نے بہت ہی افسردہ انداز میں اسے منع کر دیا

توبہ ہے اب اتنا بھی برا کچھ نہیں ہے میری کہانی میں جو تم ایسے سننا ہی نہیں چاہتے "

عروش تیز قدموں سے آگے بڑھ گئی تھی۔

بہرام اب تیز قدموں سے اس سے آن ملا تھا

"یار میں ایسا کوئی کام نہیں کرنا چاہتا جو تمہیں ہرٹ کرے دیکھو نا پہلے ہی کتنے آنسو بہا دیئے تم نے وہ بھی میرے دیکھتے دیکھتے بتاؤ اب کیسے بھرپائی کر پاؤں گا؟ کیسے یہ روتی آنکھیں بھولوں گا؟ کیسے فراموش کروں گا وہ لمحہ جب یہ آنکھیں پرنم ہو کر جھک گئیں تھیں؟ عروش عالم کے آنسو اسکے ہاتھوں میں جذب ہو گئے تھے........افففف" وہ بے دھیانی میں جذباتی ہو کر بہت کچھ بول گیا

وہ صرف پتھر بنی سنتی جا رہی۔ وہ جان ہی نہیں سکی کس وقت اس نے یہ سب نوٹ کیا اور اتنا غور سے نوٹ کیا۔

"یہ سب..." وہ کچھ بول نہیں پائی

بہرام نے بھی محسوس کر لیا تھا یہ کچھ زیادہ ہی ہو گیا ہے.اس نے ہاتھ پینٹ کی پاکٹ میں ڈال کر مٹھیاں بھینچ لیں اب وہ موضوع کو بدل کر پتھر کر توڑنا چاہتا تھا.

اوے میں تمہاری کہانی کا انتظار رات بھر نہیں کر سکتا گھر بھی جانا ہے.اسکو عروش کے آنسوؤں نے اتنا اثر پادیا تھا وہ سوچنا بھول چکا تھا اور اسی موضوع پر واپس آگیا تھا جس سے بچ رہا تھا.چند لمحے خاموشی کی نظر ہو گئے.

بولو بھی کچھ... تمہاری طبیعت ٹھیک ہے؟؟ بہرام اسکے آگے ہاتھ ہلا رہا تھا

ہا....ہاں میں ٹھیک ہوں...اچھا تو ہم کہاں تھے؟" عروش نے لاعلمی کا اظہار کیا..

"ہاں میری کہانی..اچھا تو کیپٹن صاحب ممی ڈیڈی کی ڈیتھ ہو چکی ہے میرے..ایک کار ایکسیڈنٹ میں جب میں چار سال کی تھی.اسکے بعد دادا کے ساتھ رہی اور سال بعد دادا بھی چل بسے..مائی بیڈ..اور مجھے اولفن ہاؤس جانا پڑا" عرش نے کندھے اچکائے جیسے کوئی بڑی بات ہی نہیں ہوئی تھی

کیا مطلب یتیم خانے جانا پڑا کوئی اور رشتہ دار نہیں تھا تمہارا؟؟ بہرام کو عجیب محسوس ہوا

ہاہاہاہا" عروش نے قہقہہ لگایا.

"رشتہ دار؟؟اس نے طنزیہ کہا..ہیں نہ رشتہ دار کیوں نہیں ہیں.. لیکن وہ سب نا ایک دوسرے کے پکے والے رشتہ دار ہیں..میرے نہیں ہیں"

اس نے ایک گہری سانس خارج کی "کیا کہہ رہی ہو..ایک دوسرے کے رشتہ دار ہیں تمہارے نہیں.. سمجھ نہیں آئی بات کچھ "بہرام نے حیرانگی سے کہا

یار دیکھو".....وہ سمجھانے والے انداز میں گویا ہوئی.میرے ڈیڈی لوگ تین بھائی اور ایک بہن تھیں میرے ڈیڈی سب سے چھوٹے تھے.دونوں بڑے بھائیوں کی شادی دو بہنوں سے ہوئی اور ان بہنوں نے اپنے بھائی کی شادی میری پھپھو سے کرا دی...سٹر ینج نا"وہ طنزیہ ہنسی..

"مزے کی بات سنو....رہ گئے میرے ڈیڈی اور دوسری طرف بھی ایک بہن بچ گئی...آگے سمجھ تو گئے ہو گے ہاہاہاہا"..وہ تالی مار کر ہنسی تھی..

یہ تو نارمل سی بات ہے یار..ایسا تو ہوتا رہتا ہے"اس نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا.

لیکن ٹرنگ پوائنٹ یہ ہے کہ میرے ڈیڈی کو اپنی ایک یونیورسٹی فیلو سے محبت ہو گئی مطلب ممی سے اور سونے پہ سہاگہ دادا نے دونو کو نکاح بھی کروا دیا"اب ایک اور قہقہہ بلند ہوا تھا اب کی بار قہقہہ دونوں طرف سے بلند ہوا تھا

پھر؟؟بہرام کو تجسس ہوا

دادا نے سیف کھیلتے ہوئے ڈیڈی کو انکا حصہ دی کر الگ کر دیا..افففف یار" عروش نے اپنے چلنے لی رفتار سست کر دی

دادا کے انتقال کے بعد ممی کی یونیورسٹی فیلو افسوس کرنے آئیں اور مروتً کہہ دیا کہ عروش اگر آپ پر بھاری ہے تو میں سنبھال سکتی ہوں میری دوست کی نشانی ہے..

میری ڈیئر تائی جان نے بغیر کسی حیل حجت کے مرا بیگ انکو تھما دیا.یو عروش وقار عالم بے گھر ہو گی" عروش نے ایک لمبی گہری سانس لی جیسے اس نے اپنے اندر سے بہت بھاری بوجھ نکال پھینکا ہو

نصرت آنٹی مجھے کراچی سے اسلام آباد لے آئیں. وہ ایک این جی او سے منسلک تھیں سو اس لیئے انھوں نے مجھے اس این جی کے ہینڈ اوور کر دیا.جب میں ایٹ سٹینڈرڈ میں تھی آنٹی امریکہ موو ہو گئیں اپنے ہسبینڈ کے ساتھ".. عروش نے چلتے ہوئے آسمان کو دیکھا

"نائن سٹینڈ میں سکولر شپ پر مجھے اسلام آباد سے لاہور بھیج دیا گیا.اور ایف ایس سی کے بعد پنڈی میڈیکل کالج نے سکولر شپ پر بلا لیا.ایم بی بی ایس کا فرسٹ ایئر ختم ہونے کو ہے پھر بس تین سال کے بعد ڈاکٹر بن جاؤں گی..بس سارا سسٹم ہی خیرات پر چل رہا ہے" وہ ہنسی تھی جانے ہنسی میں دکھ زیادہ تھا یا طنز..

تم کیوں ٹن ہو گئے ہو" عروش نے اسے کہنی ماری.

نہیں بس تم کو سن رہا ہوں" وہ صرف سامنے خلا میں دیکھ رہا تھا اس کے لیئے قدم اٹھانا بھی دشوار تھا

اور ہاں...ڈیڈی نے پارٹنر شپ کی تھی اپنے دوست کے ساتھ جو کینیڈا میں مقیم تھے. پاکستان میں ایک آفس کھولا تھا. ڈیڈی کی ڈیتھ کے بعد وہ آفس بند کر دیا اور ڈیڈی کے شیئرز کی رقم میرے اکاؤنٹ میں ڈال دی پانچ لاکھ بیس ہزار. جو مجھے اٹھارہ سال کی ہونے پر ملی. وہ پیسے بھی بیجھتے تھے مجھے، لیکن مجھے اچھا نہیں لگتا تھا اس لیئے میں نے انکو منع کر دیا یار اب میں اتنی سستی بھی نہیں تھی ہر کوئی ہی ترس کھائے مجھ پر تو بس یہ ہے میری کہانی"

اس نے ہاتھ جھاڑے دوسری جانب مسلسل خاموشی تھی. عروش بھانپ چکی تھی اسے بھی سن کر سب کی طرح بہت دکھ ہوا اور اب وہ پچھتا رہا ہو گا کیوں کہا اس نے اسے سب بتانے کو اپنے بارے میں

ہے...ہیلو..وہ اسے مسلسل کہنیاں مار رہی تھی

ہاں بولو" بہرام نے مردہ سی آواز میں کہا

میں بہت امیر ہوادھار چاہیے ہوابتانا..لاکھ دولاکھ میں فوجیوں کوویسے ہی دے دیتی ہوں"دوسری طرف ہلکی سی مسکراہٹ ابھری تھی.

اوہ مائی گاڈ"وہ چلائی

کیاہوا"وہ چونک کراسکی جانب مڑا

میں نے اتنی بڑی غلطی کیسے کردی؟وہ پریشان نظرآرہی تھی

کیاکیاہے بتاؤمیں سب ٹھیک کردوں گا"وہ اس سے زیادہ پریشان ہوا

فوجی توگولیاں بھی مارتے ہیں.اور تمہیں تو میں نے اپنے تمام اثاثے بھی بتادیئے ہیں.

تم ایسی لیئے نہیں بول رہے تم مجھے گولی مارنے کاسوچ رہے ہو"اب اسنے اپنی انگلیاں مروڑنی شروع کردی

ہاہاہاہاہا...کیسی باتیں کررہی ہو میرے وہم وگمان میں بھی یہ بات نہیں تھی" وہ دل کھول کے ہنس دیا تھا

لوتم تو ہنس دیئے...ہنستے رہا کرو اچھے لگتے ہو"عروش نے نظر بھر کرایک بار دیکھا تھا

"ڈرامے باز لڑکی"..وہ ہنستے ہوئے بولا

"چلو اب تم جاؤمیراہاسٹل آگیاہے.پھر ملاقات ہوگی"..وہ بس کہہ کر آگے بڑھ گئی تھی وہ رک نہیں سکتی تھی اوراگر رک جاتی تو کبھی جانہ پاتی.بہرام بس ایسے دیکھتارہ گیا

تھا۔اوراسکا نظر بھر کر دیکھنا دیکھ چکا تھا۔اوراسکا بھاگ جانا بھی سمجھنا چاہ رہا تھا۔چہرے پر مسکراہٹ لیئے وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے ہوئے آگے بڑھ گیا۔واپسی کا سفر اسے پیدل ہی طے کرنا تھا کیونکہ گاڑی تو ریسٹورنٹ کے باہر ہی کھڑی رہ گئی تھی۔

ooooooooooooo

بہرام گھر پہنچا تو گھر میں ایک سکوت طاری تھا جیسے کوئی موجود ہی نہ ہو لیکن ایسا نہیں تھا وہاں لوگ موجود تھے۔اس نے آرام سے کمرے کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا ننھے ننھے قدم اٹھاتا ہوا وہ ایک کرسی کے قریب زمین پر بیٹھ گیا

آج آپا کے بھیا کو کیسے فرصت مل گئی ہے" یہ فاطمہ تھی بہرام کی بڑی بہن..وہ درمیانے قد تینتس سالہ لڑکی جس نے بالوں کو جوڑے میں قید کیا ہوئے۔ بلیک چھوٹی سے قمیض کے ساتھ بلیک شلوار پہنے کرسی پر بیٹھی کتاب پڑھ رہی تھی پیشے کے لحاظ سے وکیل۔بہرام کی طرح وہ بھی بھوری آنکھوں والی تھی۔اس نے کتاب سائیڈ پر رکھ کر نرمی سے بہرام کے سر پر اپنا ہاتھ رکھا۔

آج جلدی آیا سوچا آپ سے باتیں ہی کر لوں کافی دن ہو گے نا آپا نشست کو" ایک فوجی کپتان نے بچو کی طرح اپنی بہن کی گود میں سر رکھا ہوا تھا۔وہ ایسا ہی تھا جن سے پیار

کرتا تھاان کے لیئے معصوم جذبات کا مالک تھا. وہ جب بھی فارغ ہوتا یاتھکا ہوا ہوتا، کوئی بات منوانی ہوتی، کوئی بات کرنی ہوتی بہن کی گود کواپنی پناہ بنالیتااور دل کو خالی کر دیا کرتا تھا.

جس مشن پر تھے اسکا کیا بنا؟..اس نے اسکے بالوں میں نرمی سے ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا

آپا آپکا بھائی کامیاب ٹھہرا"اس نے خوشی سے بہن کی آنکھوں میں دیکھ کر بتایااور پھر سے سر اسکے گھٹنوں پر دیکھ دیا.

کامیابیاں بنی ہی تمہارے لیئے ہیں بھیا"اس نے اپنے بھائی کے سر پر بوسہ دیا

ہر بہن ایسے ہی کہتی ہے"..بہرام نے مسکرا کر کہا

کیونکہ بہنوں کا بھائیوں کے علاوہ کوئی نہیں ہوا کرتا..اور ویسے بھی ہم دونوں کا ایک دوسرے کے علاوہ ہے ہی کون"..فاطمہ کے چہرے پر افسردگی چھا گئی

ہاں جی بس اسی لیئے تو حاضر ہوا تھا آپا جی"..بہرام سیدھا ہوااور اسکے آگے ہو کر بیٹھ گیا

مطلب"وہ حیران ہوئی

مطلب یہ میری پیاری آپا فارس بھائی آئے ہوئے ہیں اور میں چاہ رہا ہوں آپکا نکاح ہو جائے..اسے آپکو ایک ساتھی مل جائے".اس نے فاطمہ کے ہاتھوں کواپنے ہاتھوں

میں لیا. وہ اچانک سے بڑا بھائی بن گیا تھا. فارس حیات فاطمہ کا ماموں زاد تھا اور امریکہ میں نیورو سرجن تھا. فاطمہ سے اسکی بچپن کی ہی دوستی تھی اب وہ اسکو رشتے میں بدلنے چاہتے تھے.

وہ تو ٹھیک ہے پر اچانک سے یہ خیال تمہیں کیسے آگیا؟.. فاطمہ کی حیرانگی میں اضافہ ہو رہا تھا

آپا میری پوسٹنگ کے آڈرز آ گے ہیں.. آ گے جانا ہے. پیر کو روانگی ہے اس لئیے جمعہ کا سوچ رہا ہوں کوئی چھوٹا سا فنکشن ہو جائے" اب وہ فاطمہ کے والد کا کردار ادا کر رہا تھا

بھیا سچ بتاؤ کہاں کی پوسٹنگ آئی ہے.. ایسے کیوں بول رہے ہو" وہ آنکھوں میں آنسو لیئے بھائی کے لیئے فکر مند تھی، اندر دل کے ایک گوشے میں جدائی کا اندیشہ تھا.

ایل او سی چھمب سکٹر..... لیکن آپا کیوں اداس ہو رہی ہے میری" بہرام نے ایک ہاتھ سے بہن کے گالوں کو پیار سے چھوا

بہرام میرا کوئی نہیں ہے تمہارے علاوہ" اس نے بہران کے ہاتھ پکڑے، آنسوؤں کے دریا اب بہہ رہے تھے کیونکہ حالات میں کشیدگی کی خبروں سے ہر کوئی واقف تھا.

فاطمہ دیکھیں یہ دن تو آنا ہوتا ہے نا میں فوجی ہوں آپکو پتہ ہے نا.. میری بہن کو ایسے تو بھئیو نہیں کرنا چاہیے" ہاتھوپر گرفت اور مضبوط ہوئی. وہ بس رو رہی تھی. آنسوؤں کا دریا تھا جو روک ہی نہیں رہا تھا

اتنی چھوٹی سی بات پر آپکو دریا بہاتا دیکھ کر کون کہے گا آپ راولپنڈی بار کے نامی گرامی وکلاء میں سے ایک ہیں جو دن میں بیسیوں کو رولانے کی صلاحیت رکھتی ہیں "اب بہرام فاطمہ کا موڈ ٹھیک کرنے کے مشن پر تھا جس میں وہ کافی حد تک کامیاب بھی ہو گیا فاطمہ مسکرائی اور ایک تھپڑ بہرام کے سر پر رسید کیا

ہاں تو اور کیا سہی تو کہہ رہا ہوں"

اب اتنا بھی ظلم نہیں ہے جتنا تم کہہ رہے ہو تو" اس نے آنسو پونچھے

"اس سے برا ظلم اور کیا ہو گا میری عزیز جاں بہن میرے سامنے رو رہی ہے" فاطمہ کی آنکھیں ایک بار پھر چھلکنے کو تیار تھیں.

"اچھا رونا نہیں میں نے آپکو ایک بریکنگ نیوز بھی تو دینی ہے نا" بہرام کی آنکھیں چمک اٹھی تھیں

"اہاں.. میرے بھائی کے چہرے پر لکھا ہے خبر بہت اچھی ہے.. چلو جلدی سے بتاؤ" بھائی کو دیکھ کر فاطمہ کا چہرہ بھی کھل اٹھا

آپا وہ مجھے نا ایک "موبائل کی رنگ ہوئی اور وہ اٹھ کر چلا گیا

"آپا میں بعد میں سب بتاتا ہوں آپکو.....ہاں بولو ہاں بلکل یہ ہی اڈریس ہے.. کل شام کو کسی بھی وقت ہاں ہاں ہاں "آواز سماعتوں سے دور ہو چکی تھی اور وہ بند دروازے کو دیکھ رہی تھی.

oooooooooooooo

عروش کانوں میں ہینڈ فری لگائے،اورنج کرتہ پہنے، بال جوڑے میں قید کیئے بیڈ پر دراز ہوئی تھی ہاتھ مسلسل موبائل کی سکرین کو چھو رہے تھے دروازے پر دستک کی آواز سے وہ چونکی. دروازہ کھولنے پر معلوم ہوا کوئی پارسل آیا ہے اس کے لیئے.

کس نے بھیجا ہے؟"اس نے پارسل تھامنے کے لیئے ہاتھ نہیں بڑھایا.ہاتھ دروازے پر رکھے کھڑی تھی. وہ حیران ہونے کے ساتھ پریشان بھی تھی اس شہر میں اسکا کوئی نہیں تھا جو اس کو یہ بھیجتا.

بیٹا مجھے کیا معلوم ہو سکتا بھیجنے والا کون ہے"سامنے کھڑے شخص نے تیوری چڑھا کر کہا.

نہیں میرا مطلب تھا کون دے کر گیا ہے دراصل مجھے نہیں لگتا یہ میرے لیئے ہو گا"..

اس نے پارسل کو جھانک کر ادھر ادھر سے دیکھا

"ٹی سی ایس آیا ہے اور اس پر تمہارا ہی نام ہے.. لو یہ دیکھوں "اس نے پارسل آگے کو بڑھایا.

ہہمم "عروش نے آگے بڑھ کر پارسل تھام لیا.اور دوسرے ہاتھ سے دروازہ بند کیا اور بیڈ پر آ کر بیٹھ گئی.کانپتے ہاتھوں سے پارسل کی ریپنگ کھولنے لگی..

"یااللہ تو ہی جانتا ہے اس میں کیا ہے اور صرف تو ہی مجھے بچانے والا ہے. اللہ جی بس بچا لینا.ابھی تین سال ہیں ڈاکٹر بننے میں ڈاکٹر بنا کر مارنا پلیز" پارسل کھل چکا تھا اور اسکے اندر موجود چیزیں دیکھ کر اسکی آنکھیں بھی کھل گئی.دعا قبول ہو چکی تھی تھیں. پارسل کے اندر ایک خوبصورت ٹی پنک اور لائیٹ گرین کلر کا فراک تھا ہاتھ میں لینے پر معلوم ہوا وہ لانگ فراک ہے. فراک اتنا ہیوی نہیں تھا.کیول ویئر تھا. سادہ سی تقریب کے لیئے بلکل مناسب سا.ساتھ میں ایک پاؤں کی پائل تھی جیسے وہ ہاتھ میں لیئے گم سم دیکھ رہی تھی.اور سوچ رہی تھی..

New Era Magazine

"اس ہاسٹل میں میرے علاوہ عروش نامی کوئی لڑکی نہیں ہے. اس کا مطلب ہے یہ سب میرے لیئے ہی ہے پر کس نے یہ سب .... "سوچتے سوچتے اسکی نگاہ ڈبے میں موجود کارڈ پر پڑی ہولے سے ہاتھ بڑھا کر اٹھایا

ڈیئر کمنگ سون ڈاکٹر عروش عالم!!

زیادہ حیران نہ ہوں آپ کل آپا کا نکاح ہے اور یہ لباس آپ زیب تن کر کے آ رہی ہیں.

آپکا محافظ کیپٹن بہرام بخت 😊

کارڈ ابھی ہاتھ میں ہی تھا کہ فون کی رنگ ہوئی. کارڈ کو رکھ کر فون اٹھایا

ہیلو... دوسری جانب سے بھی ہیلو کی ہی آواز آئی.

سوری میں نے آپکو پہنچانا نہیں".. وہ آواز پہنچان چکی تھی. اس نے ہونٹ دانتوں میں دبا کر کہا

اچھا تو اب پہنچان بھی نہیں رہی"

ڈو آئی نو یو؟.. اسکی نظریں ہاتھ میں موجود کارڈ پر جمی ہو تھیں

یہ تو آپکو پتہ ہو گا مجھے کیا پتہ آپ کا.. آپ جانتی ہیں یا نہیں"

New Era Magazine

اوکے میں نہیں جانتی آپکو بائے"..اس نے موبائل کان سے ہٹائے بغیر ایکٹنگ کی

اچھا اچھا روکو تو سہی بہرام بخت عرض کررہاہوں"دل نے ایک بیٹ مس کی تھی.اور چہرے پرانجانی سی مسکراہٹ ابھری

تمھیں میرا نمبر کہاسے ملا"..عروش نے کارڈ فراک کے اوپر رکھ دیا

سچ بتاؤں؟

بلکل سچ سننا چاہوں گی"..اسکے ماتھے پربل نمودار ہوئے

اس دن جب میں اپنا موبائل گاڑی میں رکھ کر آیا تھا.اور تمہیں کہا تھا میں اپنا موبائل کہیں چھوڑ آیا ہوں اور تم سے موبائل لے کراس پر مس بیل دی تھی،نمبر آگیا تھا.اور میں نے سیو بھی کرلیا. کبھی ضرورت بھی پڑھ سکتاہے نا"وہ اطمینان سے تفصیلات سے آگاہ کررہا تھا جیسے بہت بڑا مارکہ مارا ہو.

گاڑی می 6 میں رکھ آئے تھے مطلب تم نے مجھ سے نمبر لینے کے لئیے جھوٹ بولا تھا"..اس نے خفگی سے منہ بنایا

حد ہے یار..اس میں جھوٹ کہاسے ہوا...میں نے کہا تھا کہیں رکھ آیا ہوں.اور یہ بات قانوناً غلط نہیں تھی گاڑی میں رکھ کرہی آیا تھانا"ایک زوردار قہقہہ لگایا عروش بھی ہنس دی.اس سے بحث کرنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا وہ بڑی بڑی باتیں آسانی سے

کہہ دینے کا عادی تھا. وہ بحث کر بھی نہیں سکتی تھی... کیوں؟ کیونکہ وہ اسے اپنی طرف کھینچ رہا تھا. اور وہ اسکی طرف کھچی چلی جا رہی تھی

"اسکا مطلب ہے تم مجھے یقین دلا کر رہو گے فوجی بھی چھچھورے ہوتے ہیں"..اسنے مسکراتے ہوئے کہا تمام سوچوں کو پس پشت ڈال کر.

"کیوں فوجی انسان نہیں ہوتے کیا..ان کے بھی جذبات ہوتے ہیں. یہ اور بات ہے وہ ہر جذبے سے پہلے وطن کو رکھتے ہیں" آواز لگا کہیں دور سے آرہی ہے

"میرا وہ مطلب نہیں تھا مذاق کر رہی تھی" عروش نے فوراً اپنی صفائی پیش کرنا چاہی.

"اچھا چھوڑو سب... تمہیں پارسل مل چکا ہے"

ہمم.."عروش نے چیزوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے تصدیق کی

"اینڈ ہوپ سو تم نے مائینڈ بھی نہیں کیا ہو گا. اگر کیا بھی ہے تو وہ بعد میں دیکھیں گے. کل میری بہن کا نکاح ہے مجھے اچھا لگے گا اگر تم آؤ گی تو. ان سب چیزوں کے بھیجنے کا کوئی نیگیٹو مطلب نا لینا کہ تم افوڈ نہیں کر سکتی اس لیئے بھیجا..بس مجھے اچھا لگے گا اگر تم پہنو گی تو"...وہ ایک سانس میں ساری باتیں کر گیا تھا.

"اچھا اب فون بند کرتا ہوں مجھے جانا ہے کل ملاقات ہو گی. اس نے ریکوسٹ کی تھی آنے کے لیئے اور ساتھ ہی بتا گیا تھا تم آؤ گی اس لیئے کل ملاقات کا عندیہ دیا تھا. وہ تو یہ

بھی نہیں پوچھ سکی تمہیں کیوں اچھا لگے گا. وہ جواب تک اکیلے جی رہی تھی کسی کو منہ سے بات نہیں نکالنے دیتی تھی جانے کیسے اس کے سامنے نہیں بول پائی تھی. اسے یہ ساتھ پسند آرہا تھا. سوال کرنا تو جسے بھول ہی گئی ہو. ہاں لیکن مسکرانا سیکھ گئی تھی.

oooooooooooooooo

آج وہ دن آہی گیا تھا جس کا سب کو انتظار تھا. رات کا سماں تھا پورا گھر روشنیوں سے جگمگا رہا تھا.. نکاح کی سادہ سی تقریب گھر میں ہی رکھی گئی تھی.. گھر کا کونا کونا روشنیوں سے سجایا گیا تھا اور کیوں نہ سجایا جاتا آج اس گھر کی پہلی خوشی تھی جس کو ہر طرح سے مکمل اور پر تکلف ہونا تھا. بہرام نے سفید قمیض شلوار کے اوپر بلیک کوٹ پہنے، بال جل لگا کر پیچھے کئے ہوئے آپا کے کمرے میں دستک دے کر آہستہ سے داخل ہوا. اندر موجود لڑکیاں بہرام کو دیکھ کر ہی دروازے کی سمت لپکی کیونکہ وہ جان چکی تھیں آج ایک باپ اپنی بیٹی سے راز و نیاز کرنے آیا ہے. فاطمہ بھاری کامدار ٹی پنک اور گولڈن لہنگے میں ملبوس میچنگ جیولری پہنے نفاست سے کئے گئے میک اپ کے ساتھ وہ بے حد حسین لگ رہی تھی آج وہ کہیں سے بھی ایک سخت جان اور تلخ جملے بولنے والی وکیل نہیں لگ رہی تھی. وہ تو نازک سی گڑیا لگ رہی تھی جس پر بھائی نثار ہوا جا رہا تھا.

"آپا بہت اچھی لگ رہی ہیں آپ سچ میں "اس نے فاطمہ کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیا اور اسے کرسی پر بیٹھا کر ہمیشہ کی طرح اس کی پاؤں میں بیٹھ گیا

میرا بھائی بھی تو کسی شہزادے سے کم نہیں لگ رہا آج لگتا"

اچھا ہمیشہ نہیں لگتا کیا؟..اسکے ماتھے پر بل اور چہرے پر نازا لگی ابھری

"لگتا تو ہمیشہ ہی ہے لیکن آج میرا آدھا روپ میرے بھیا پر بھی آیا ہوا ہے" فاطمہ نے اپنے ہاتھ کو شفقت سے بہرام کے چہرے پر پھیرا۔بہرام نے ہاتھ کو تھاما اور چوم لیا

"آپا کوئی ایسی بات آج کے دن جو آپ ابو سے، امی سے،اپنی بہن سے، بھائی سے یا اپنی کسی بہت اچھی سہیلی سے کرنا چاہتی ہیں مجھ سے کرلیں میں ہمیشہ کی طرح سنو گا آج بھی" بہرام نے فاطمہ کو کندھوں سے تھاما ہوا تھا

"پتہ ہے کیا امی ابو کے بعد ہر رشتہ تم میں ہی تو پایا ہے اس لئے ان رشتوں کی کوئی ضرورت ہی نہیں بھیا تم ایک ہی کافی ہو میرے لیئے" فاطمہ نے بہرام کے ہاتھ کو اپنے کندھے سے ہٹا کر اپنے دونوں ہاتھوں میں تھاما

میری پیاری آپا" اسنے آگے ہو کر فاطمہ کو گلے سے لگالیا۔

آپا جی"..بہرام نے آہستہ سے پکارا

جی میرے بھیا" اس نے آنسوؤں کو صاف کیا

New Era Magazine

آپ خوش تو ہیں نا۔؟" بہرام کا سانس تو جیسے یہ سوال پوچھتے ہوئے رک ہی گیا تھا۔ وہ کشمکش میں تھا کیا وہ اس جواب سے سر خرو ہو جائے گا

ہاں میں بہت خوش ہوں۔ فارس مجھ سے بہت محبت کرتے ہیں وہ میرے ساتھ زندگی گزارنا چاہتے ہیں اور میں بھی اور سب سے بڑی بات یہ ہے ہمیشہ کی طرح اب بھی میرے بھائی نے میری خواہش کا احترام کیا اور میرے اس فیصلے میں میرا ساتھ دیا" وہ بھائی کے سینے سے لگی ہولے ہولے بول رہی تھی

"آپا آپ نے آج بھی ہمیشہ کی طرح اپنے بھائی کو سرخرو کیا" اس نے فاطمہ کے سر پہ بوسہ دیا

اچھا آپا اب میں باہر انتظامات دیکھ لوں" اس نے فاطمہ کو خود سے الگ کیا اور اپنے آپ کو نارمل کرتے ہوئے ایک بھائی سے کیپٹن بہرام بخت بنا اور دروازے سے باہر نکل گیا۔

کہا تھا یار تو کب سے تجھے ڈھونڈ رہا ہوں" دروازے سے باہر نکلتے ہی حسن مل گیا تھا اسے، حسن نے بھی بلکل بہرام والے حلیے میں تھا بس صرف کوٹ کی جگہ ویسٹ کوٹ پہنے ہوئے تھا

"ادھر ہی تھابس زرا آپا کے پاس گیا تھا" بہرام نے حسن کے کندھے پر ہاتھ رکھا

دونوں ننھے ننھے قدم اٹھاتے ہوئے باہر کی جانب روانہ ہوئے

"سب ٹھیک ہے..؟؟"حسن نے بہرام سے جاننا چاہا

"ہاں ہاں سب بلکل ٹھیک ہے"اس نے بہت مطمئن انداز میں جواب دیا.

باہر بھی سب ٹھیک ہے میں نے سارے انتظامات دیکھ لیئے ہیں کسی چیز کی کوئی کمی نہیں ہے تو بھی ایک نظر دیکھ لے"حسن نے اسے تقریب کے انتظامات کے بارے میں آگا کیا

بس تونے کہہ دیا ٹھیک ہی ہوگا نا"اس نے اپنے یار کو پیار سے دیکھ کر کہا

"اتنا اعتبار نہ کر ویرے یہ نا ہو دھوکہ ہی نہ دے جاؤں کسی دن"حسن نے شرارت کی

وہ دنوں ایک دوسرے کے سامنے کھڑے تھے

"ہاہاہا میرے بھائی تو اور دھوکہ وہ بھی مجھے.......دے ہی نہ دے"..بہرام نے طنزیہ کہا گویا وہ اعتبار کی بلندیوں پر تھا

دے بھی سکتا ہوں انسان ہوں"حسن نے بہرام کے کندھے پر ہاتھ رکھا.

چل ہٹ اُدھر مجھے کام ہیں"بہرام نے پیار سے اسے جھٹکا.

اچھامیں آپ کے دربار میں حاضری دے آؤں "حسن نے مسکراتے ہوئے اپنے پاؤں کا رخ واپس موڑلیا.

"حسن جنید تیرا دھوکہ بھی بہرام بخت کے سر آنکھوں پر" بہرام نے واپس مڑ کر کہا تھا حسن کو، حسن نے بھی مڑ کر دیکھا بہرام کو اور پھر دونوں مسکرا اپنے اپنے راستے ہو لئے تھے

ooooooooooooooooooooooo

بہرام بتیوں سے جگمگاتے باغیچے میں کھڑا آنے والے مہمانوں کا استقبال کر رہا تھا لیکن نظر دروازے پر جمی صرف ایک مہمان کی منتظر تھی

"کیا ہو گیا ہے دروازے کو کیوں گھور رہا ہے مہمان ادھر ہیں سارے" حسن نے آتے ہی اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر سوال داغا بہرام نے صرف اسے گھور کر دیکھا

"مجھے ناگھور تیار ہو جا آپا تیرے ساتھ ساتھ میرے سر پر بھی سہرا باندھنا چاہ رہی ہیں" حسن نے اندر ہونے والی گفتگو سے آگاہ کیا

اچھا" بہرام نے صرف اچھا پر ہی اکتفا کیا.

کیامطلب اچھا".. حسن یہ تو جانتا تھا بہرام کو شادی میں کوئی دلچسپی نہیں ہے لیکن اب وہ اس سے اس طرح کے مختصر جواب کی توقع نہیں کر رہا تھا.

اچھا کا مطلب اچھا" بہرام نے اسکی طرف مڑے بنا جواب دے دیا

وہ سمجھ چکا تھا بہرام کی نگاہیں کس کی منتظر ہیں"..مجھے کبھی محبت نہیں ہو سکتی...بہرام بخت محبت کے لئے بنا ہی نہیں ہے"حسن نے انگلی اٹھا کر اس کے سینے پہ دستک دی

"ایسی کوئی چیز نہیں جو مجھے بہرام بخت کو پگھلا سکے....یہ تاریخی جملے ادا کرنے والا بہرام بخت ایک لڑکی کے لیئے آنکھیں بچھائے کھڑا ہے"اس نے زوردار قہقہہ لگایا

""""یعنی میرا بھائی پگھل گیا" اس نے ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے ایک اور قہقہہ لگایا..بہرام بس مسکرا رہا تھا وہ جانتا تھا یہ اب چپ نہیں کرے گا اور نا ہی اسے روکنے کا کوئی فائدہ ہو گا

اسلام علیکم...!!!ایک خوب صورت آواز اُن کے کانوں سے ٹکرائی..دونوں نے اچانک آنے والی آواز کی سمت دیکھا.

وعلیکم السل...-----!!بہرام کی نظر اسی پے ہی ٹھیر گئی..اُسکی وہ معصوم آنکھیں، کندھوں پر پڑے خوبصورت بال،ہونٹوں ریڈ لپ سٹک جو کمال لگ رہی تھی یہ کہنا

غلط نہیں ہوگا وہ بلا کی حسین لگ رہی تھی وہ پنک اور گرین فراک کے ساتھ ہم کلر پاجامہ پہنے پنک باریک کام والا ڈوپٹہ گلے میں ڈالے، ہلکی پھلکی جیولری زیب تن کیے ہوئے نفاست سے کیے گئے میک اپ کے ساتھ بلکل اسکے سامنے کھڑی تھی نظر تھی کے ٹھہرتی نہ تھی اس کے حسن پر..

وہ دونوں ایک دوسرے کے سامنے کھڑے کسی شہزادے اور شہزادیسے کم نہیں لگ رہے تھے. وہ دونوں نہایت مکمل اور خوبصورت لگ رہے تھے

السلام علیکم بھابھی" حسن نے آگے ہو کر سلام کیا عروش متوجہ ہوئی جو بہرام کی نظروں کے حصار سے بے چین تھی وہ بھابھی لفظ پر چونکی گئی.

کون بھابھی..؟ عروش جو عجیب کشمکش میں تھی پوچھ بیٹھی.

کون بھابھی.. کس نے کہاہے بھابھی..؟" حسن صاف مکر گیا

ابھی آپ نے ہی تو".. عروش نے غائب دماغی کے حسن کی طرف اشارہ کیا

نہیں.. نہیں آپ کی توجہ کسی اور طرف تھی اس لئے آپ نے بھابھی سنا ہے" حسن نے آنکھو سے بہرام کی طرف اشارہ کیا.

بہرام نے حسن کو کہنی ماری "بکومت"

مس عروش یہ میرا دوست ہے مطلب بھائی ہے حسن جنید.. یہ بھی فوجی ٹائپ ہے میری طرح اور حسن یہ مس عروش عالم ہیں میڈیکل کی سٹوڈنٹ ہیں" بہرام نے دونوں کا تعارف کروایا.

آپ سے مل کر اچھا لگا" عروش نے مسکراتے ہوئے کہا

مجھے بھی...بہت سنا تھا آپ کے بارے میں آج مل کر اچھا لگا" حسن نے بھی فارمیلٹی پوری کی.

میں ابھی آیا" حسن کہہ کر وہاں سے غائب ہوا.

دراصل یہ میرا بچپن کا دوست ہے..اس کے بارے میں کبھی بتا نہیں سکا" بہرام نے وضاحت کی

"اہاں..اچھے ہیں...ویسے آپ نے کبھی کسی کے بارے میں بھی نہیں بتایا" عروش شکوہ کر ہی گئی.

"ہاہاہا..کیا جاننا ہے میڈم نے" وہ ہنستا ہوا عروش کے ساتھ جا کھڑا ہوا

جو آپ بتانا مناسب سمجھیں" اس نے اسکی طرف دیکھتے ہوئے کہا

"اچھا..چلو سن لو کوئی لمبی کہانی نہیں ہے.امی میرے دنیا میں آنے سے چلی گئیں دنیا سے" وہ سامنے دیکھتے ہو گویا ہوا

"او سوری... میں تمہیں سیڈ نہیں کرنا چاہتی تھی" عروش کو لگا پوچھ کہ غلطی کر گئی ہے

"نہیں نہیں تمہیں تو بتا ہی سکتا ہوں سب.. اور فادر گورنمنٹ سرونٹ تھے لیکن ساتھ کینسر پیشنٹ بھی امی کی بعد بس وہ گزار ہی رہے تھے زندگی.. لیکن چھ سال سے زیادہ نہیں رہ سکے.. بس اب ایک آپا اور حسن ہیں میری زندگی میں... آپا میری صرف بہن نہیں ماں بھی ہیں باپ بھی بہن بھائی دوست سب کچھ آپا ہی ہیں. وہ خلا میں دیکھ کر بول رہا تھا

انہوں نے مجھے کبھی کسی رشتے کی کمی کا احساس نہیں ہونے دیا. ابو کے انتقال پر جو کچھ ہمیں ملا سب آپا نے میری تعلیم پر لگا یا خود گورنمنٹ کالج سے پڑھتی رہیں اور مجھے کیڈٹ کالج میں پڑھنے بھیجا. میری اس بہن کے مجھ پر بہت احسانات ہیں. یہ سمجھو مجھے میری زندگی سے زیادہ عزیز ہیں ماں باپ کھونے کے بعد مجھے اپنی بہن کھونے کا حوصلہ نہیں. اور حسن میرا یار ہے میرے دکھ درد کا ساتھی، میرے اچھے برے وقتوں کی ڈھال، میرے دکھ میں آنسو بہانے والا، میرے لئے لوگوں سے لڑ جانے والا اور بھی کچھ بتاؤں کہ سمجھ آگیا" وہ اسکی طرف مڑا اور ہنس دیا. سفید رنگ آج اس پر بھی خوب جچ رہا تھا. عروش اسے بولتا ہوا دیکھتی رہی. اسکی بھوری آنکھوں میں اداسی تھی

New Era Magazine

مجھے اچھے سے سمجھ آگیا ہے" وہ مسکرائی سامنے سے دلہن کا لا یا جارہا تھا ڈوپٹے کے نیچے وہ سب لوگوں کے ساتھ سٹیج کی جانب جارہی تھی. بہرام نے جا کے بہن کو تھام لیا. سٹیج پر بیٹھنے کے کچھ ہی دیر بعد دلہا اور نکاح خواں آچکے تھے اور چند جملوں کی ادائیگی کے بعد فاطمہ بخت نے نکاح کے بندھن میں بندھ کر اپنی زوجیت فارس حیات کے نام کر دی. دور کھڑی عروش بہن بھائی کی لازوال محبت پر رشک کرنے لگی.

oooooooooooooooo

نکاح کی تقریب اختتام پذیر ہوتے ہی بہرام نے عروش سے درخواست کی کہ وہ اسکے ساتھ جھیل پر چلے اور اب دونوں جھیل پر پہنچ والے ہی تھے. جب خاموشی میں عروش کی آواز سنائی دی تھی

"تو پھر آپ کی دعوت کب موصول ہوگی ہمیں" ننھے ننھے قدم اٹھاتی وہ گویا ہوئی

"کیسی دعوت.؟"اسنے مڑ کر اسے دیکھا.

"شادی، بیاہ کوئی منگنی، نکاح وغیرہ کسی بھی چیز کا" وہ اپنے ہاتھوں میں موجود بر سلیٹ کو گھماتے ہوئے بولی

"تمہیں کیاانٹرسٹ ہے میری شادی میں ویسے" بہرام نے اِبکی بار پوری گردن موڑ کر تاثرات دیکھنا چاہے.

'لو بھلا مجھے کیاانٹرسٹ ہو گا. میں تو جنرل نالج کے لیئے پوچھا. کیونکہ میں نے سنا ہوا ہے کہ فوجی سخت دل ہوتے ہیں. شادی نہیں کرنا چاہتے وغیرہ وغیرہ اس لیا سوچا پوچھ لوں".. عروش پیچھے ہاتھ باندھے چلتے ہوئے اپنی عجیب سی منطق پیش کرنے لگی

نہیں یار ایسا بلکل بھی نہیں ہے فوجی بھی انسان ہوتے ہیں ان کے پاس دل بھی ہوتا ہے اور جذبات بھی بلکل عام انسانوں والے ہی ہوتے ہیں" وہ سینے پر ہاتھ باندھے اپنے اندر کی سچائی دھیمے سے انداز میں بتانے لگا.

عام الفاظ میں تم یہ کہنا چاہ رہے ہو چھچھورے ہوتے ہیں" عروش نے اسے اداس،اور اتنا آہستہ بولتے دیکھ کر بات بدلنا ہی سہی سمجھا.

میں یہ کہنا چاہ رہا ہوں فوجی بھی انسان ہوتا ہے بلکہ یہ کہا جائے تو زیادہ بہتر ہو گا ایک جذبات سے بھرپور انسان ہوتا ہے جتنا مرضی وہ روبوٹ بن جائے اپنے اوپر جتنے بھی خول چڑھا لے لیکن سب کی طرح وہ بھی ایک نارمل انسان ہی ہوتا ہے. اور پھر ایک دن ایسا آتا ہے اسے بھی محبت ہو ہی جاتی ہے مگر وہ اظہار سے خوفزدہ ہوتا ہے"..وہ

جیب میں ہاتھ ڈالے چلتے ہوئے نہایت دھیمے لہجے میں بول رہا تھا.اور عروش ہمہ تن گوش سب سُن رہی تھی جیسے کوئی صحیفہ پڑ کر پھونک رہا ہو.

"کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اگر اس نے اپنی زبان پہ لگا تالا توڑ دیا تو پھر ایک نہیں دو دلوں کو قربانی کے لیے تیار ہونا پڑے گا.. مگر جب کوئی کمزور لمحہ اسے توڑ دیتا ہے تو وہ فوجی کی زندگی کی پہلی ہار ہوتی ہے..وہ جس نے کبھی ہارنا نہیں سیکھا ہوتا.وہ ہار ہی جاتا ہے" اس نے عروش کو غور سے دیکھا اپنی بھوری اداس آنکھوں سے "اور پھر کسی کی معصوم آنکھیں اسکو بے بس کرنے کی صلاحیت رکھتی ہیں" وہ جھیل کے کنارے پتھر کے پاس جاکر کھڑے ہوئے اچانک بتیاں روشن ہوئیں.کوئی خاطر خواہ انتظام نہیں تھا لیکن جھیل کے کنارے موجود ہر چیز روشن تھی اور عروش چندھائی ہوئی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی کہ اچانک وہ گھٹنوں کے بل اسکے سامنے بیٹھ گیا.عروش حیران تھی اچانک چلتے چلتے اسے کیا ہوا اور یہاں کیا ہو گیا ہے

"سومِس عروش عالم... شریکِ حیات بنے گی میری؟؟" اسکے سامنے نازک سی ایک نگ والی رنگ تھی اور چہرے پر مسکراہٹ سجائے وہ شاندار مرد اسکے سامنے گھٹنے ٹیکے بیٹھا تھا

وہ تو بس دیکھتی ہی رہ گئی تھی.اتنی خوش نصیب تو وہ کبھی نہیں تھی

"اب کیاساری رات گھٹنوں کے بل بٹھاؤ گی؟" بہرام نے رنگ کو زرا آگے کیا.

"مجھے بلکل سمجھ نہیں آ رہی میں کیا کہوں یہ سب اتنا اچانک مجھے واقعے ہی سمجھ" عروش کنفیوز سی ہاتھوں کو رگڑ رہی تھی وہ اٹھ کھڑا ہوا

"تو میری فوجن کو کس نے کہا ہے ابھی جواب دے ٹیک یور ٹائم" وہ اسکے عین سامنے کھڑا ہوا.

میری فوجن؟؟"عروش نے بھنویں اوپر کیں اور حیرانگی سے پوچھا.

ہاں جی"اب اسکے چہرے کے ساتھ آنکھیں بھی مسکرا رہیں تھیں. رنگ ابھی بھی ہاتھ میں ہی تھی. ہر فیصلے کی طرح یہ فیصلہ بھی اس نے خود ہی کر لیا تھا

"تو یہ فیصلہ تم خود ہی کر چکے ہو.. ہو سکتا ہے میں انکار کر دوں"... عروش نے شرارت کی تو بہرام نے انگوٹھی بند کر کے جیب میں رکھ لی

ہاہاہا سوچ لو میں نے تمہیں باڈر پے لے جانا ہے" وہ کہاں چپ رہنے والوں میں سے تھا.

ڈرا رہے ہو؟؟".. عروش کے ماتھے بل پڑے

فنہیں بتا رہا ہوں".. وہ ہاتھ کوٹ جیب میں ہاتھ ڈالے پر سکون انداز میں بولا

وہاں لے جا کے کیا کرو گے؟" اسے بہرام کی ذہنی حالت پہ شک ہوا

شہید.... سمپل "بے دھانی میں بول گیا تھا اور وہ ڈھیلے پھاڑ کر دیکھ رہی گئی تھی

ظالم انسان.. ابھی کچھ اور بول رہے تھے اور اب دیکھو زرا".. وہ اس سے تھوڑے

فاصلے پر پڑے پتھر کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی

اتنا غصہ نا کرو... باڈی کی حفاظت میں خود کروں گا".. بہرام اس کے قریب آیا اور

آہستہ سے بولا اور زور سے ہنس دیا. وہ سامنے ہی دیکھتی رہی.

"پتہ ہے کیا تم جیسے مرد ہی ہوتے ہیں جن کو بیٹی دیتے ہوئے لوگ کہتے ہیں اب وہاں

سے جنازہ آئے تمہارا.... وہ صرف "گا" نہیں لگاتے. اب... وہاں.. سے... جنازہ...

آئے... گا... تمہارا" وہ ایک ایک لفظ پر زور دے کر بولی. دوسری جانب سے قہقہہ

بلند ہوا. جو اسکے مصنوعی غصے میں مزید اضافہ کر گیا اور وہ لمبے لمبے قدم ڈگ بھرتی

واپسی کے لیئے مڑی.... کہ اچانک آنے والی آواز اسکے پاؤں کی زنجیر ہوئی

"تم مجھ پر نہیں لیکن میری وردی پر یقین کر سکتی ہو روحِ بہرام" اسکے قدم روک گئے،

بہرام اب کی بار اسکے سامنے آ کر کھڑا ہوا. اس کے قریب ہوا، عین منہ کے سامنے

"ہم وردی والے وہ لوگ ہوتے ہیں جو عزت پر جان بھی قربان کر دیتے ہیں. اور میں

تمہیں اپنی عزت بنانا چاہتا ہوں" آج وہ ہر بات کہہ دینا چاہتا تھا وہ اپنے حلیے کی طرح

New Era Magazine

باتیں بھی شاندار کر رہا تھا. چہرے پر پھیلی مسکراہٹ. ماتھے پہ پڑے بال اسے جاذبِ نظر بنا رہے تھے.

"اچھا تو یہ ارشاد فوجی نے اور کہا کہا کیا ہے؟ اب عروش کی باری تھی. بہرام کی مسکراہٹ اچانک سے غائب ہوئی

"شادی کوئی گڈے گڑیا کا کھیل ہے؟ اسکا چہرہ سرخ تھا وہ سوالیہ نظروں سے عروش کو دیکھنے لگا

"تمہیں کیا لگتا ہے میں لڑکیوں کو پرپوز کرتا پھرتا ہوں جو تمہیں بھی کر رہا ہوں.؟ فوجی بندہ ہوں میری زندگی کا کیا بھروسہ میں کیوں وعدے کرتا پھروں.. تمہیں دیکھا دل نے خواہش کر دی تمہیں زندگی میں شامل کرنے کی. اور وہ تمہیں بتا دیا ہے" بات فوجی دل پہ لے گیا تھا کیونکہ یہ تو صرف اسکا ہی دل جانتا تھا سامنے کھڑی یہ معصوم آنکھیں اسے لے ڈوبی تھیں. ورنہ اور کس کی اتنی مجال تھی جو اسے گھٹنوں کے بل لے آئے.

"یار تم تو مائینڈ ہی کر گئے میں مذاق کر رہی تھی. سوری" اس نے کانوں کو ہاتھ لگایا.

عروش...." نام اتنی نرمی سے نام پکارا گیا تھا جس میں صرف محبت تھی. اور یہ پہلی بار تھی جب عروش عالم نہیں صرف عروش کہا گیا تھا.

ہمم "اسنے کان ہنوز اُسی طرح پکڑ رکھے تھے.

"اپنی ڈکشنری سے سوری اور پلیز جیسے لفظ نکال کر پھینک دو"وہ اتنی نرمی اور محبت سے بولا جیسے وہ سارہ محبتیں آج ہی نچھاور کردے گا. وہ دوسروں پر حکم صادر کرنے والا کسی سے ریکویسٹ کر رہا تھا

"سوری اور پلیز نہیں کہوں گی تو پھر تم میری بات کیسے مانا کرو گے ؟"عروش کے ہاتھ لاشعوری طور پر نیچے آ چکے تھے.

روح بہرام "حکم " تم صرف حکم کرنا"چہرہ کھل اٹھا تھاوہ معصوم آنکھوں میں مستقبل دیکھ رہا تھا.

اب چلیں... گیارہ بجنے میں بیس منٹ ہیں ہوسٹل کا گیٹ بند نہ ہو جائے؟؟"بہرام نے گھڑی دیکھتے ہوئے کہا.

اور تمہارا جواب..؟عروش نے چلنے سے پہلے جواب دینا چاہا

پرسوں روانگی ہے میری اس سے پہلے میری فوجن سوچ لے سہی سے پھر" اب وہ دونوں آہستہ آہستہ چل پڑے تھے.

اچھا تو ایسا ہے تو پھر روانگی پر نہیں واپسی پر جواب ملے گا. یار اب مجھے سوچنا بھی ہے نا اتنا مشکل فیصلہ کرنا ہے"وہ اسے ستانے کے موڈ میں تھی دوسری جانب چہرے پر

مسکراہٹ گہری ہوئی تھی. کیونکہ جواب دونوں کو پتہ تھا دور آسمان بھی برسنے کو تیار تھا. جانے اتنی محبت کو دیکھ کر یا پھر اس محبت پر..

oooooooooooo

ہاہاہاہا.....رات میں جھیل کے کنارے کی خاموشی میں دور دور تک قہقہوں کی آوازیں جا رہیں تھیں یہ ہسنے والے کوئی نہیں بلکہ بچپن کے جگری یار، پاک فوج کے دو سپوت تھے. حسن ایک ہفتے کی چھٹی پر آیا تھا اسے بھی حالات کی کشیدگی کی وجہ سے تیسرے دن ہی بہرام کے ہمراہ جھنپ سیکٹر پہنچنا تھا.اس لیئے اب وہ دونوں اکھٹے تھے اور ماضی کی کارستانیوں کو یاد کر کے خوش ہو رہے تھے.

"بس کر دے یار اب تو ہنس ہنس کر پیٹ میں درد شروع ہو گیا ہے" بہرام نے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر کہا

اوففففففف" حسن نے ایک لمبی آہ بھری

"حسن تجھے وہ یاد ہے جب ہم نے کلاس بنک کی تھی اور سر کو پتہ چل گیا تھا" بہرام نے ماضی کا ایک اور پنہ کھولا

ہاں اور تو صاف مکر گیا تھا" حسن نے ایک مکا بہرام کو مارا

تو اور کیا کرتا پہلے کم ٹاپک تھے لیکچرز کے لیئے جو کلاس بنک کرنا بھی ایڈ کر والیتا"

"دیکھ یار جس انسان کو ہم نے کبھی منہ بھی نہیں لگایا تھا اس نے کیسے ہماری گواہی دی تھی کلاس میں ہی موجودگی کی" وہ دونوں زوردار قہقہہ لگا کر ہنسے.

یار وہ فرشتہ تھا جو غائب چیزوں کو دیکھ سکتا تھا" بہرام نے ایک اور لقمہ دیا

اس نے کہا ہوگا میں تو ڈوب رہا ہوں ان فرشتوں کو بچا کر ثواب کما لوں "ایک اور قہھقہ بلند ہوا قہقہے تھے کہ تھم ہی نہیں رہے تھے.

یار مجھے اس وقت وہ فرشتہ صفت انسان بہت یاد آیا تھا جب پی ایم اے میں ہمیں سینئرز کو رپورٹ نہ کرنے پر ڈپ ملی تھی"..بہرام نے ماضی کی ایک اور یاد کو ہوا دی جس نے دونوں کے رونگٹے کھڑے کر دیئے تھے

افففف کیا یاد کروا دیا ہے یار منفی سولہ ڈگری پر جب پانی میں اتارا تھا نا اف اف بس نہ پوچھ "حسن تو کانپ اٹھا تھا.

مجھے تو لگا تھا آج کلفی بنے گی میری....پر دیکھ ہماری کلفی تو نہ بنی لیکن ہم افسر بن گئے" بہرام نے جھیل میں دور سے ایک پتھر پھینکا.

کیپٹن صاحب اب اٹھیں مجھے کل امی سے ملنے بھی جانا ہے..دیر ہو رہی ہے" حسن کو گھڑی دیکھ کر وقت کا اندازہ ہوا کہ کتنا وقت ماضی کو یاد کرنے میں گزار چکے ہیں..یہ صرف وہ ہی جانتے تھے کہ آج ماضی کیوں یاد آرہا ہے.کیونکہ وہ ایک مشن پر جا رہے

تھے جانے واپسی ہو یا نہیں. جانے وہ اس جھیل کے کنارے سے اٹھ کر جنت کی نہروں
کی کنارے ملیں.

ooooooooooooooo

عروش کالج سے واپس آکر تھوڑی دیر سوئی پھر اٹھ کر چائے پینے کے بعد رف ست
حلیے میں اپنی اسائنمنٹ بنانے لگی
بیڈ پر اسکی کتابیں پھیلی تھیں. اسکا قلم تیزی سے فائل پر چل رہا تھا. وہ اپنے کام میں مگن
تھی جب اچانک فون کی رنگ ہوئی. سکرین پر جگمگانے والا نمبر انجان نہیں رہا تھا اب.
مصروف سے چہرے پر ایک مسکراہٹ پھیل گئی فون اٹینڈ کرنے پر مسکراہٹ اور
گہری ہو گئی.
کھڑکی میں آؤ" ایک آواز گونجی تھی
وہ جلدی سے بیڈ سے اٹھ کھڑی ہوئی. بجلی کی رفتار سے کھڑکی کے پاس پہنچی پردہ ہٹایا
سامنے وہ پچھلی ملاقات سے مختلف باوردی کھڑا تھا. عروش کی مسکراہٹ غائب ہو گئی.
بولو" عروش نے کانپتے لہجے میں کہا تھا
نہیں بولنا تو کچھ نہیں تھا بس صرف ایک نظر دیکھنے آیا تھا" بہرام نے آج پھر ہمیشہ کی
طرح وہ ہی کہا تھا جو وہ کہنے آیا تھا.

دیکھ لیا؟عروش کی گرفت پردے پر مضبوط ہوئی.

ہاں" وہ سراٹھائےاوپردیکھ رہاتھا

اب جاؤ"عروش نے آنکھیں میچ کر کہا.

جاناہی توہےاب روحِ بہرام" بہرام نے جانے کتنے آنسواندراتارتے ہوئے کہا.ان دو لفظوں نے ہمیشہ کی طرح عروش کی کی بیٹ مس کی.

روکوایک منٹ"اس نے پردہ ہاتھ سے چھوڑدیااور سامنے سے غائب ہوگئ. بہرام نے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے کال بند کردی.اگلے ہی لمحے عروش کچھ فاصلے پر اسکے سامنے تھی. بہرام دیکھ چکا تھا.اسکی بھیگی دراز پلکیں. عروش بس دیکھ رہی تھی اس شاندار مرد کواپنے سامنے.

اب ایسے چہرے سے الوداع کروگی"..وہ جیب میں ہاتھ ڈالتاہواآگے آیا

تواور کیاکروں"اسکی آنکھوں سے ایک آنسو گرا.

یاراب یہ ناکرو"وہ اسکاآنسودیکھ کرتڑپ گیاتھا.وہ خاموش سر جھکائے کھڑی رہی.

"سنو.....جب فوجی وردی پہنتاہے نا،تواپنی جان وطن کو سونپ دیتاہے تب سب سے پہلے اپنے جذبات کومارناسیکھتاہے.شاید میں کمزور نکلاتمہارے لیئےاپنے جذبات نہیں مارسکا.اور تمہیں بھی اس سب میں شامل کرلیا.اب مجھےاور کمزور ناکرو"اس

نے آگے ہو کر اسکا ہاتھ تھام لیا اسے تلخ حقیقت سے آگاہ کرنے لگا. عروش بس سر ہلا رہی تھی گویا وہ ہمت جمع کر رہی تھی الفاظ ساتھ نہیں دے رہے تھے...

"ایک فوجی کی قربانی میں اسکی ساری فیملی شامل ہوتی ہے..اور تمہیں پتہ ہے نا تم میری فوجن ہوں. سو بی سٹرانگ" بہرام نے اسکے ہاتھوں کو تھپتھپایا.

میں سٹرانگ ہوں" وہ بمشکل مسکرائی

ڈیٹس مائی گرل" بہرام بھی مسکرایا.

واپس کب آؤ گے" عروش نے ہر چیز کو نظر انداز کر کے صرف ایک بات جاننا چاہی

پکا کچھ نہیں بتا سکتا شاید جلدی، شاید کچھ عرصہ لگ جائے یا......" بہرام نے جملہ ادھورا ہی چھوڑ دیا

بات پوری کرلو بہت ہمت والی ہے تمہاری فوجن" عروش نے اسکے ہاتھوں کو مضبوطی سے تھاما

شاید کبھی نہیں ہم وردی والوں کی زندگیوں کا کوئی اعتبار نہیں"...بہرام نے بات مکمل کی عروش کا دل تو جیسے کسی نے مٹھی میں ہی لے لیا ہو

"یار میں ہوں یا نا ہوں تم نے مضبوط رہنا ہے. حالات جیسے بھی ہوں تم نے مقابلہ کرنا ہے. اگر میں یاد آؤ تو بس میرے لیئے دعا کرنا. ایک بات یاد رکھنا ہمیشہ، ساری حقیقتوں

New Era Magazine

کے ساتھ ساتھ ایک حقیقت یہ بھی ہے کہ بہرام بخت نے تمہیں ٹوٹ کے چاہااور آخری سانس تک چاہے گا" وہ اسکاہاتھ تھامے بس بولے جارہاتھا. جیسے وقت کم اور کہنے کو بہت کچھ ہو.

"ہر سانس امانت ہے، جانے کب امانت واپس کرنی ہو، بس تمہیں اپناخیال رکھنا ہے. واپس آیاتو صرف تمہاراہوں گانہ لوٹ سکاتو معاف کردیناپلیز" وہ توسب کچھ کہہ گیا لیکن سننے والے کے اوپر آسمان گرا.ایک طوفان تھاجواسکواپنی لپیٹ میں لے رہاتھا.. دل ڈوب رہاتھا.

"اب جاناہے دیر ہورہی ہے" بہرام نے قدم پیچھے کیئے

میں انتظار کروں گی"..وہ ساری لغتات کے الفاظ جمع کرکے بس اتناہی بول سکی وہ سورج کے سامنے ڈٹ جانے والی آج محبت کے سامنے ڈھیر ہوگئی. محبت اسکی زندگی میں اہم کب ہوئی یہ وہ خود بھی نہیں جان پائی

اللہ حافظ" وہ کہہ کر چلا گیا

اللہ کی امان میں جاؤ" اور وہ کہہ کر دور جاتاہوادیکھتی رہی.

○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○

فاطمہ سفید کپڑوں پر بلیک کوٹ پہنے ڈائینگ ٹیبل کے پاس کھڑی پانی پی رہی تھی جب بہرام ہاتھ سے بیگ نیچے رکھ کے پاس آکر کھڑا ہوا. بہن نے پانی کا گلاس چھوڑ کر بھائی کے اور قریب آکر کھڑی ہوئی. دونوں کی بھوری آنکھیں اداس تھیں.

"آپا آپکو مضبوط رہنا ہے آپکو نہیں بکھرنا آپ تو کبھی نہیں بکھری... آپا اب بھی نہیں" عروش کے بعد اب وہ اپنی بہن کو. ملنے آیا تھا. آپا بھی سب کچھ چھوڑ کر بھائی کو تکے جارہی تھیں.

"آپ کمزور نہیں ہیں. فوجی کی بہن کمزور نہیں ہے. آپکو تو بہت کچھ دیکھنا ہے. اس خاکی کو سبز میں لپٹا ہوا بھی. جس حالت میں بھی آپکا بھیا لوٹ کر آیا آپ کے چہرے سے مسکراہٹ کہیں نہ جائے" آپا کو دل سے لگائے وہ تسلی دے رہا تھا. فوجیوں کی زندگی ہوتی ہے لیکن اُس سے مشکل اُن کا جانا ہوا کرتا ہے..

بھیا".... وہ الفاظ سے لوگوں کو مات دینے والی بھائی کے سامنے لاجواب تھی...

نہیں فاطمہ.." وہ ہمیشہ آپا کو مضبوط کرنے کے لیئے اسکا نام لیا کرتا تھا...

"ایک یہ ہی تو وہ چہرہ ہے جو مجھے مضبوط کرتا ہے. آپ کمزور نہیں ہیں. فوجی کی بہن کمزور نہیں ہے" کچھ چہرے آپکا سب کچھ ہوا کرتے ہیں. لیکن ان چہروں سے آگے بھی ایک چیز ہوتی ہے.... یہ دھرتی وہ چیز ہے جو سب سے آگے ہے". آپا کے سر پر

بوسہ دے کر وہ الگ ہوا. وہ بہن کے آنسو پونچھ نہیں سکتا تھا رونا بہتر تھا.بیگ اٹھانے کو جھکا ایک نظر اپنی یادوں سے جڑے گھر کو دیکھا.ایک نظر آپا کو بہن کی آنکھوں کی سرخی دیکھ کر مشن پر جانا واقعی مشکل تھا.اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا.دروازے سے باہر نکل گیا. پیچھے کھڑی بہن سب کام چھوڑ کر بھائی کے لیئے مصلے پر بیٹھ گئی اور اسکی واپسی تک اب یہ ہی ہونا تھا

oooooooooooooooooooo

آپ تیار ہیں؟"

وہ بلند آواز میں پوچھ رہے تھے

"یس سر"

پورے کمرے میں یس سر کی آواز گونجی.

"آپ سب کو ایک نہایت اہم مشن کے لیے منتخب کیے گیا ہے.لائن اف کنڑول پر حالات بہت کشیدہ ہیں. خطرہ آبادی کو ہے"..کرنل مصطفٰی اپنے جوانوں کو روانہ کرنے سے پہلے بریفنگ در رہے تھے

New Era Magazine

"سر انشاءاللہ دشمنوں کو اُن کے تمام تر ناپاک ارادوں کے ساتھ صحفہ ہستی سے مٹا دیں گے۔ یہ بزدل لوگ ہم سے مقابلہ کرنے کی بجائے ہمارے ملک کی معصوم عوام کو نشانہ بنا رہے ہیں۔ اب ان کو سبق سکھانا ضروری ہے اللہ کی مدد ساتھ رہی تو ہم دشمنوں کو صفحہ ہستی سے مٹا کر لوٹیں گے"

خاموش کمرے میں بہرام بخت کی جوش و جذبے سے بھری ہوئی آواز گونجی تھی۔

"شاباش مجھے تمہارا جوش پسند آیا"

شکریہ سر"

آج آپ کو ملک کی خاطر اپنا حال قربان کرنا پڑے تو آپ کر گزریں گے؟

"یس سر" سب ایک آواز ہو کر بولے۔

"آر یو آل ریڈی؟"

کرنل مصطفی کی آواز کمرے سے باہر تک گونجی تھی

"یس سر"

"مورالز؟" کرنل نے اونچی آواز میں پوچھا

"ہائی سر" سب یک زبان ہوئے

"اپ ٹو دی؟"

''سکائی سر'' پھر سے کمرے میں ان سب جوانوں کی جوش سے بھری ہوئی آواز گونجی. سب کے حوصلے بلند تھے. اس کے ساتھ ہی کرنل مصطفی نے انکے اس مشن کے لیے انہیں تھمزاپ کر کے بیسٹ آف لک کہااور پاکستان آرمی کا یہ وفداپنی منزل کی طرف بڑھ گیا.

oooooooooooooooo

بہرام کو گئے آج چوبیس دن گزر گئے تھے. ہوسٹل کا کمرہ تھا جس میں سکوت تھا مریم وائیٹ شارٹ فراک، بلیک ٹائیٹس، بالوں کو کھلا چھوڑے لیپ ٹاپ میں مصروف تھی، عروش زرد کرتہ زیب تن کیئے بالوں کا ڈھیلا جوڑا بنائے کمرے کی کھلی کھڑکی کے پاس پچھلے چار گھنٹوں سے کھڑی سوچ رہی ہے وہ اب کہاں ہو گا..؟ناشتہ کہاں کرتا ہو گا...؟شیو کتنی بڑھی ہوئی ہو گی....؟ کھانا ٹھیک سے کھاتا بھی ہو گا کہ نہیں.....؟ اس نے اپناموبائل اٹھا کر سکرین دیکھی شاید روشن ہو جائے لیکن وہ تو پچھلے چوبیس دونوں سے روشن نہیں ہوئی تھی ناآج ہونی تھی. اس نے اسکا نمبر دیکھا دل ہی دل میں سوچا کتنا خوش نصیب نمبر ہے جو اس کے زیر استعمال ہے.

New Era Magazine

"بہرام بخت نے تمہیں ٹوٹ کے چاہا اور آخری سانس تک چاہے گا" اچانک سے اسکے کانوں میں اسکی آواز آئی جیسے بہرام نے اسے مخاطب کر کے کہا ہو. اس نے پلٹ کر دیکھا مگر کچھ نظر نا آیا وہ پاگلوں کی طرح ادھر ادھر دیکھنے لگی، کوئی موجود نہیں تھا. مگر بہرام کی آواز اس کی باتیں کمرے کے چاروں اطراف گونج رہیں تھیں. کمرے میں اب عروش کے علاوہ کوئی موجود نہیں تھا

"روحِ بہرام"... میری فوجن"... "شیشہ دیکھتی ہو، میرے ہوتے ہوئے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے" کمرے میں بہرام کو نہ پاکر وہ کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی

"بس ایک نظر دیکھنے آیا تھا" آخری ملاقات ذہن کے پردوں پر گھومنے لگی دل کر رہا تھا آج بھی وہ کہے

"سامنے آؤ"....کوئی چیز اسے گالوں تک بہتی ہوئی محسوس ہوئی، مریم نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا

"دیکھو کافی بنا کر لائی ہوں" اس نے کافی کا مگ آگے بڑھایا. عروش نے کافی کا مگ تھام لیا.

مریم کھڑکی کے سامنے رکھی کرسی پر بیٹھ گئی

اتنا یاد کرتی ہوں اسے" مریم نے کافی کی ایک چسکی لیتے ہوئے کہا

New Era Magazine

"یاد تو انکو کیا جاتا ہے نا جو بھول جائیں۔ یار وہ نہیں بھولتا مجھے"۔ آنسوؤں کا ضبط ٹوٹ گیا۔

او..او..او.. لیسن ایسے نہیں کرنا، پاگل یو آر آ بریو گرل...ڈونٹ کرائے" مریم نے اٹھ کر اسے اپنے ساتھ لگایا۔ کچھ پل وہ سسکیاں لے کر روئی

میں ٹھیک ہوں تم ٹینشن نہ لو" عروش نے آنسو صاف کیئے اور مسکرا دی۔

مریم نے کھڑکی کھول دی....ہوا کے ایک جھونکے نے انکا استقبال کیا مگر ہر طرف سکوت تھا ویسا ہی سکوت جیسا عروش کے دل میں تھا۔

oooooooooooooooo

ادھر جب سے بہرام گیا تھا فاطمہ آپا کی زندگی بظاہر تو رواں دواں تھی لیکن دل تھا کے بے چین ہر گھنٹی پر چونک جاتا۔ وہ ایک اعلی درجے کی وکیل تھی لیکن دل تو بہن کا تھا نا جو بھائی کے لیئے جذباتی تھا..اخبار پڑھتے پڑھتے فاطمہ کی آنکھوں کی حرکت اور ہاتھ دونوں روک گئے سامنے نظر آنے والی خبر میں پاک فوج کے افسر کی شہادت کی خبر تھی...وہ چاہتی تھی بس اب اسکا بھائی آ جائے..اب وہ اسے نہیں جانے دے گی..

چلتی سانسوں کو روکنے کے لیئے فون کی گھنٹی کافی تھی..

خا....خان بابا آ کر فون اٹینڈ کریں" اپنے پاس رکھا فون بھی نہیں اٹھا پائی وہ..خان بابا بھاگتے آئے اور فون اٹھایا..

بیٹا.. فارس صاحب کی کال ہے امریکہ سے" وہ ریسیور اسکے ہاتھ میں دے کر چلے گئے

ہیلو.. "دبی دبی آواز میں بولی

کہاں تھیں کب سے کال کر رہا ہوں موبائل پر میں پریشان ہو گیا تھا" آواز میں پریشانی سنائی دے رہی تھی.

موبائل شاید کمرے میں ہے میں باہر ہوں.. سوری".. نظریں مسلسل اخبار پہ ہی جمی ہوئی تھیں

کوئی بات نہیں... پریشان لگ رہی ہوں".. دوسری جانب سے آواز ابھری

بہرام کا سوچ رہی تھی" اخبار کے خبر والے حصے پر ہاتھ پھرتے ہوئے بولی

"اللہ خیر کرے گا.. اتنا نہ پریشان ہو تم.. بس دعا کرو اللہ اسکو اسکے مقصد میں کامیابی دے".. فارس اسے اتنی دور سے صرف تسلی ہی دے سکتا تھا.. فوجیوں کے گھر والوں کے لئے تسلیاں ہی ہوا کرتیں ہیں

آمین" فاطمہ نے دل سے آمین کہا

کوئی کال نہیں آئی".. فارس نے بہرام سے رابطے کا پوچھا

نہیں.. لیکن حسن نے اپنے گھر کال کی تھی کہہ رہا تھا حالات بہت خراب ہیں" اس نے اخبار سائیڈ پر رکھا

اللہ خیر کرے گا... میں کچھ دیر میں کال کرتا ہوں کانفرس پے ایک میری" فارس نے اجازت چاہی

اوکے اللہ حافظ" دوسری جانب سے فون رکھ دیا گیا تھا. وہ کچھ دیر فون کو دیکھاتی رہی اور پھر کافی بنانے کا آڈر دے کر کمرے میں چلی گئ.

oooooooooooooooo

وہ عشاء کی نماز ادا کر کے مصلے پر اللہ کے حضور سر سجدے میں جھکائے کافی دیر بیٹھی روتی رہی وہ رو کر اپنے دل کا بوجھ ہلکا کر رہی تھی..

"کیا کہا تھا.... اگر میں یاد آؤ تو بس میرے لیئے دعا کرنا"

وہ مجسم اسکے سامنے بیٹھا تھا.....

"بہرام" اسنے دھیرے سے پکارا آنسو صاف کر کے اٹھنا چاہا مگر سامنے کوئی نہیں تھا عروش نے آنکھیں میچ لی.. آنکھیں جب کھولی ہاتھ دعا کے لیئے اٹھائے.

"اے اللہ میں تو ہمیشہ آپ سے صرف کامیابیاں ہی مانگتی رہتی ہوں.. لیکن اب کامیاب ہونا ضروری نہیں رہا... آپ تو سب جانتے ہیں نا" آنسوؤں کی ایک لڑی تھی جو رک نہیں رہی تھی..

"آپ جانتے ہیں نا آپ سے بات کر کے مجھے طاقت ملتی ہے..اب مجھے اور مضبوط کر دیں..میں نہیں جانتی کیا سنے گے میرے کان لیکن اتنا ضرور جانتی ہوں آپ مجھے ہمت دیں گے سب کچھ کرنے کی "اس نے اپنا منہ ہاتھوں میں چھپا لیا..

"اللہ میں نے تو آپ سے کبھی بھی کسی رشتے کے نا ہونے کا شکوہ نہیں کیا..اپنے رشتوں کے ہوتے ہوئے بھی اکیلے ہونے سے نہیں گھبرائی.. لیکن اب میرے اللہ بہرام وہ واحد رشتہ ہے جسے میں آپ سے مانگتی ہوں.اسے مجھ سے دور نا کرنا.اسکو میرا کر دے..صرف میرا".اس نے آنسوؤں سے بھرا ہاتھوں کی قید سے آزاد کیا

"اے رب اسے لمبی زندگی دینا..چاہیے میری زندگی کے بدلے ہی پر اسے زندگی دینا، اللہ بہرام وہ انسان ہے جس کے لیئے میں آپ کے آگے رو رہی ہوں..اسے کامیاب لوٹانا"اس نے اپنا منہ اوپر کیا جسے وہ آسمانوں میں موجود اس زات کو دیکھ رہی ہے.وہ طوفانوں سے لڑ جانے والی لڑکی بہرام بخت کے لیئے خود کو بھی ہار سکتی تھی.اُسکی دعا ابھی ختم نہیں ہوئی تھی مریم نے کھانا کمرے میں لانے کا اعلان کیا..اس نے فوراً سے آنسو پونچھے مصلہ تہہ کیا اور کھانے کے لیئے آ کر بیٹھ گئی..

کبھی تو اس موبائل کی جان بخش دیا کرو"مریم کو کھانا کھاتے ہوئے موبائل استعمال کرتے ہوئے دیکھ کر کہا..

New Era Magazine

تم جلدی سے کھانا کھاؤ میں نے تمہیں کچھ بتانا بھی ہے" مریم نے اسکا موبائل بھی اپنے پاس رکھا ہوا تھا

ہائے اللہ کھانے کھاتے ہوئے بھی میرے کان کام کرتے ہیں.. تم بولو میں سن رہی ہوں" عروش ہنس دی جبکہ مریم صرف مسکرائی تھی. اور دونوں نے آرام سے کھانا کھایا

"اب بولو کھانا کھالیا میں نے پھر مجھے نوٹس بھی بنانے ہیں تم اپنی تقریر کر لو" عروش نے پلیٹس اٹھا کر ٹیبل صاف کیا..

عروش" مریم نے آہستہ سے اسے پکارا

ہھمم" اسنے بے دھیانی میں جواب دیا

عروش میں نہیں جانتی اس خبر کا تم سے کوئی تعلق ہے بھی یا نہیں لیکن" اس نے موبائل کو دیکھتے ہوئے کہا

خبروں کا مجھ سے کیا تعلق ہو سکتا ہے یہ اب تم خود سوچو" وہ زور سے ہنسی

تم سے مطلب بہرام ہے" مریم نے بم گرایا

بہرا..... بہرام..... کیا کہہ رہی ہو کون سی خبر.. کیا خبر ہے" اس نے قریب آ کر مریم کو کندھوں سے کو پکڑ لیا..

عروش گھبراؤ نہیں یار.. ہو سکتا ہے اس خبر کا تم سے تعلق ہی نا ہو" مریم نے اسے تسلی دی

"کیا ہوا ہے جلدی بولو.. پہلے تم نے جلدی کھانا کھلایا مجھے.. میرا موبائل بھی تمہارے پاس ہے" اس نے مریم سے نہایت عاجزی سے پوچھا جیسے جسم میں جان ہی باقی نہ رہی ہو.

یہ لو......پڑھ لو.." مریم نے موبائل آگے بڑھایا

نہیں مریم نہیں نا یار" وہ بے بسی کی انتا پر تھی "تم خود بتا دو میری ہمت جواب دے رہی ہے" عروش نے سر مریم کے کندھے سے ٹیک لیا

"ایل او سی سے چند میٹر دور دیوا وٹالہ سیکٹر چھمب میں دھماکا خیز مواد پھٹنے کے نتیجے میں 9 فوجی جوان شہید ہو گئے ہیں جب کہ 6 جوان زخمی بھی ہوئے.. زخمیوں کی حالت تشویشناک ہے" مریم نے موبائل دیکھ کر خبر کو پڑھ رہی تھی....

"دھماکے کی نوعیت کا تعین کیا جا رہا ہے اور یہ دھماکا بھارت کی ریاستی دہشت گردی اور دو طرفہ جنگ بندی معاہدہ کی خلاف ورزی کا ثبوت ہے"....مریم نے پوری خبر اسے پڑھ کر سنا دی اور موبائل ایک طرف پھینک دیا

عروش میں مشن پر جارہا ہوں.... چھمب سیکٹر... میرا مطلب مظفر آباد"اس کے کانوں نے آواز سنی

"عروش میری جان سب ٹھیک ہو گا انشاءاللہ تم فکر نہ کرو"مریم نے اسے اپنے ساتھ لگا کر تسلی دی.

مریم میں کیا کروں گی اب.. کون بتائے گا مجھے کچھ "آنسو آنکھوں سے جاری تھے اس وقت وہ دنیا کی بے بس ترین لڑکی تھی.

اُسکی بہن کو کال کرو" مریم نے اسے موبائل تھمانا چاہا

"میرے پاس نمبر نہیں ہے"....آنسو تھے کہ روک ہی نہیں رہے تھے.

"اللہ پہ بھروسہ رکھو...میں کچھ سوچتی ہوں."....مریم نے اپنا موبائل اٹھایا ایک میسج ٹائپ کیا، موبائل بیگ میں ڈالا بیگ اٹھایا"عروش اٹھو ہم بہرام کے گھر جارہے ہیں...گھر تو پتہ ہے نا تمہیں"مریم عروش کے قدموں میں بیٹھ کر اسکے ہاتھ کو پکڑ کر کہا..اُس نے ہاں میں سر کو جنبش دی...

"چلو اٹھو پھر"...چند ہی لمحوں بعد وہ بہرام کے گھر کے باہر موجود تھیں.اندر سے گارڈ برآمد ہوا.عروش گیٹ سے تھوڑا فاصلے پر کھڑی تھی

السلام علیکم... مریم نے سلام کیا

وعلیکم السلام... گارڈ نے بھی مودبانہ انداز میں جواب دیا.

ہم بہرام کے دوست ہیں.. دراصل بہرام کے بارے میں پتہ کرنے آئے تھے ہم، وہ ایک خبر آئی ہے نااس لیئے "

"کیپٹن صاحب گھر پر موجود نہیں ہیں"... گارڈ نے بغیر کسی حیل حجت کے جواب دیا

"جی وہ مشن پر گیاہواہے ہمیں پتہ ہے اسے کاپوچھنا تھاوہ خیریت سے توہے؟؟"... ہم کوکچھ نہیں پتہ میڈم"... گارڈ نے دروازہ بند کرناچاہا.

اچھاسنیں.. ہمیں بہرام کی بہن سے پوچھ کربتادیں... یاانکانمبر دے دیں".. میڈم ایک ہفتے سے شہر سے باہر گیاہے..اس لیئے ہمیں کسی بات کانہیں پتہ نمبر ہم نہیں دے سکتا"....اپنی تقریر کرکے گارڈ نے دروازہ بند کردیا.. مریم نے عروش کومڑ کر دیکھاجونڈھال سی اسے دیکھ رہی تھی... مریم نے پیچھے مڑ کراُسے گلے سے لگالیا..

"خودکوسنبھالومیں نے فہد کو میسج کیاہے وہ آرہاہوگا.وہ دونوں کچھ ہی دور گئیں تھیں گاڑی کے ہارن کی آوازآئی...مڑکے دیکھاگاڑی سے فہد،اسامہ،اور نوشیروان باہر آئے..جوعروش اور مریم کے کلاس فیلواور گروپ میٹ بھی تھے.وہ سب آپس میں بہت اچھے دوست تھے.

فہد درمیانے قد کا، گرے ہڈ کے ساتھ بلیو جینز پہنے، سٹائلش ہیئر کٹ کو جل لگا کر مزید نفاست سے سیٹ کیئے چھوٹی داڑھی والا نوجوان ایک ہوٹل آف چینز کے مالک کا اکلوتا بیٹا تھا اور راولپنڈی میں ہی رہتا تھا. اور اُسامہ قدرے لمبے قد کا، بلیک کرتہ پینٹ کت سات پہنے، چھوٹے چھوٹے بال، لمبی داڑھی، ہاتھوں میں تین مختلف بریسلٹ، ایک گورنمنٹ آفیسر کا بیٹا تھا. جن کی پوسٹنگ لاہور ہو گی تھی اسلام آباد سے اور اسامہ یہ روک کیا تھا یاروں کے ساتھ جبکہ نوشیروان گلگت سے آیا ہوا درمیانے قد کا پٹھان، سفید قمیض شلوار پر بلیک ویسٹ کوٹ، گھنے بالوں، بائیں طرف سے نکلی مانگ نے ایک دائیں طرف کی آنکھ کو دھک رکھا تھا. تینوں نے ایف ایس سی ایک ہی کالج سے کیا اور ایک ہی میڈیکل کالج کا انتخاب کیا. لیکن وہ تینوں ہمیشہ ایک دوسرے کا کہتے کہ اُس کی وجہ سے اِس کالج میں آئے کوئی اپنے اوپر بات نہیں آنے دیتا تھا.. عروش اور فاطمہ کے ساتھ ایک پروجیکٹ پر گروپ بنا پھر یہ گروپ پکا ہو گیا. سب ایک دوسرے کی ڈھال تھے. فہد کے علاوہ سب ہی ہاسٹلز کے مکین تھے. اس لیئے ایک دوسرے کا ساتھ دینا واجب سمجھتے تھے.

"سب ٹھیک تو ہے نا.... تمہارا میسج ملا تو میں پریشان ہو گیا تھا.. ہم سب ہی آ گئے"..

فہد گاڑی کا دروازہ کھلا ہی چھوڑ کر تیز قدموں سے اُن کے پاس آیا

مریم نے اسے ساری کہانی سنا ڈالی عروش نے ایک لفظ نہیں بولا. انھوں نے آج پہلی بار عروش کی آنکھوں میں آنسو دیکھے وہ سب عروش کو اِس حالت میں دیکھ کر اور بھی پریشان ہو گئے کیسے چٹان جیسی لڑکی نڈھال کھڑی ہے. وہ بڑی سے بڑی مشکل کو بھی باتوں میں اڑانے والی آج بیچ سڑک کے کھڑی رو رہی تھی

"میں اسکے گھر سے پتہ کرتا ہوں".. فہد کہہ کر دروازے تک گیا اور کچھ سوچ کر واپس آ گیا

"کیا ہوا" مریم نے پوچھا

"یہ کچھ نہیں بتا سکتا یار"... فہد نے دروازے کی طرف دیکھ کر کارڈ کے بارے میں کہا

کیوں"...اسامہ نے حیرانگی سے پوچھا

نیم پلیٹ نہیں دیکھی کیا. یہ ایک پرا سیکیوٹر کا گھر ہے اور سونے پر سہاگہ یہ ایک آن ڈیوٹی آرمی آفیسر کا گھر ہے جناب..اُن کی پرسنل خبریں راہ چلتے لوگوں کو کون دے گا".. فہد نے موبائل جیب سے نکال کر کان سے لگایا اور سب سے تھوڑی دور جا کھڑا ہوا

افففف یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں تھا" مریم نے سر اپنے ماتھے کو چھوا

"میں راہ چلتی نہیں ہوں..میں تو بہرام کی...."عروش نے اتنی دیر میں صرف ایک جملہ بولا تھا اور وہ بھی ادھورا ہی چھوڑ دیا..

وہ تینوں اُسکو دیکھ کر ایک دوسرے سے نظریں چرا گئے اتنے عرصے کی دوستی میں پہلی بار عروش کو انھوں نے ٹوٹتے ہوئے دیکھا تھا. انھوں نے اسے ہمیشہ مضبوط اعصاب کی بہادر لڑکی پایا تھا. اس لیئے ان کے لیئے یہ برداشت کرنا مشکل تھا.

اسامہ اور عامر بھی فہد کے پیچھے چلے گئے. وہ دونوں اُنکو دیکھ رہی تھیں وہ کچھ ڈسکس کر رہے تھے..

مریم".. عروش جو اندھیر میں دیوار سے ٹیک لگائے کھڑی تھی اسکی مری ہوئی آواز لگا کسی کھائی سے آئی ہے

ہاں".. مریم نے اسے دیکھا

"مجھے میرے بہرام کی خبر کون دے گا" آنکھ سے ایک آنسو نکل کر گال پر بہہ گیا. وہ دور کہیں خلا میں دیکھ رہی تھی..

"عروش ایسے نا سوچو، یہ لوگ کچھ پتہ کر کے بتائیں گے" مریم نے فہد وغیرہ کی طرف اشارہ کیا.

"کون بتائے گا وہ کیسا ہے میں نے تو اس کے لیئے......"

گاڑی میں بیٹھو"... عروش کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی فہد نے آکر حکم جاری کیا..

کچھ پتہ چلا؟؟" مریم نے پوچھنا مناسب سمجھا

گاڑی میں بیٹھو بتاتا ہوں" وہ سب گاڑی میں بیٹھ گئے گاڑی فہد نے سٹارٹ کر کے سڑک پر دوڑا دی..

"ہم سی.ایم.ایچ. جا رہے ہیں..ابو سے بات ہوئی ہے انھوں نے تمام ترانفارمیشن لے کر دی ہے.. کہہ رہے ہیں..بہرام جس حالت میں بھی ہوا اسے ہسپتال ہی لے کر آئیں گے.ہو سکتا ہے ہمیں مظفر آباد جانا پڑے"

فہد نے اپنے اور اسامہ کے والد کے ساتھ ہوئی گفتگو کا خلاصہ بتا دیا.

"اور نیوز میں بہرام کا نام بھی نہیں ہے."نوشیر واں نے اسے تسلی دینے کے لیئے گفتگو میں حصہ لیا وہ بس خاموش شیشے سے باہر دیکھتی رہی

گاڑی کی رفتار اتنی زیادہ تھی کہ وہ بیس منٹ میں ہسپتال میں تھے.اب بس صرف انھوں نے انتظار کرنا تھا.فہد کے معلوم کرنے پر ہسپتال کی جانب سے بتایا گیا تھا کہ چھمب سیکٹر پر حملے کے زخمیوں اور باڈیز کو ہیلی کے ذریعے پنڈی ہی لایا جائے گا.اس لئیے انتظار کے سوا کوئی راستہ ہی نہیں تھا.

"دیکھنا عروش وہ تمہیں جو دکال کرے گا ابھی ہم میں نے ہر طرف نیوز دیکھ لی شہید ہونے والوں میں وہ نہیں ہے اور زخمیوں میں بھی نہیں ہے "اسامہ محتاط ہو کر بول رہا تھا وہ سب عروش کے ساتھ ہی کھڑے تھے.

"لیکن یار نام کم ہیں اور زخمیوں اور شہداء کی تعداد زیادہ بتائی جا رہی ہے "نوشیر وان نے بھی اپنی ریسرچ بتائی..

ہو سکتا ہے وہ ٹھیک ہو "فہد نے عروش کی طرف دیکھتے ہوئے دھیمی آواز میں کہا.

تین تصاویر بھی جاری کی گئیں ہیں ابھی تک شہدا کی "نوشیر وان موبائل دیکھتے ہوئے بتانے لگا

یہ دیکھو...زوہیب شہزاد، قاسم علی اور حسن جنید اور تو".....وہ جو سب سے بے خبر بیٹھی تھی امید لیے اصل میں وہ بے خبر نہیں تھی.سب سن رہی تھی بس بول نہیں پا رہی تھی حسن جنید کے نام پر ایک سرد لہر اسکے پورے جسم میں دوڑ گئی..

مجھے دیکھاؤ "عروش نے ہاتھ آگے بڑھا کر موبائل مانگا نوشیر وان نے موبائل اسکے ہاتھ میں دے دیا

حسن جنید "...عروش کے لب پھڑ پھڑائے..

السلام علیکم بھابھی "..ایک آواز کانوں کے پردوں کو چھو کر گزر گئی..

New Era Magazine

"حسن میرا یار ہے" ایک اور آواز کہیں دور سے آئی..

"دکھ درد کا ساتھی..اچھے برے وقتوں کی ڈھال" عروش نے تصویر پر ہاتھ پھیرا.

"بہرام کا دوست تھا یہ" عروش نے اعلان کیا سب جو اپنی اپنی باتوں میں مصروف تھے انہیں تو جیسے سانپ سونگ گیا ہو. اتنے میں شور کی آواز آئی تھی شاہی جلوس ہسپتال پہنچ چکا تھا. وہ سب دوڑ کر دروازے تک پہنچے. لیکن انکو پیچھے کر دیا گیا.. سٹیچر ان کے سامنے سے گزر رہے تھے. وردی والے سارے سوئے ہوئے تھے سرخرو ہو کر. ایک جوان کے جسد خاکی سے زرا سا کپڑا سرکا

"میرے دکھ میں آنسو بہانے والا میرے لئے لوگوں سے لڑ جانے والا" عروش کی آنکھیں بھر آئیں. ذہن کے پردے پر سب کچھ کسی فلم کی طرح چل رہا تھا. یہ تو وہ ہی تھا جو کچھ دن پہلے اس کے سامنے کھڑا تھا اور آج دنیا سے بے خبر ہے

عروش کے دل میں ایک چھوٹی سی امید کی کونپل پھوٹی وہ شہدا میں نہیں تھا..ائیر ایمبولینس کے ذریعے زخمی کی آمد بھی ہو شروع ہوئی سب کی حالت قدرے بہتر تھی ہوش میں کوئی نہیں تھا. بہترین طبّی سہولیات کے لئے انکو پنڈی شیفٹ کر دیا گیا تھا. دو لوگ ایسے بھی تھے جنکی حالت نازک تھی. اُن میں کیپٹن بہرام بخت سرفہرست تھا. مظفر آباد سی.ایم.ایچ سے اسکی حالت کی سنگینی کی وجہ سے اسے پنڈی ریفر کیا گیا. منہ

میں مصنوعی سانس دیتے ہوئے وہ اسے عروش کے سامنے سے بجلی کی تیزی سے لے گیئے... عروش چکرا کر رہ گئی مریم اور اسامہ اسکی طرف لپکے اور اسے آگے بڑھ کر تھام لیا، پانی پلا کر ایک جگہ بٹھایا. کچھ ہی دیر میں چند وکلا بھی وہاں پہنچ چکے تھے. جن میں فاطمہ آپا بھی تھیں. فہد نے آگے جا کر ان سے ساری صورتحال کا پوچھا اور واپس آگیا. مریم کے پوچھنے پر اس نے ایک نگاہ عروش پر ڈالی اور پھر بول پڑا وہ جانتا تھا وہ اب کچھ بھی چھپا نہیں سکتا.

"وہ کہہ رہی ہیں دعا..... صرف دعا... حالت تشویشناک ہے.. گولیاں دل کے قریب لگی ہیں". فہد نے ساری بات لگے لپٹے الفاظ میں بیان کر دی

عروش نے آنکھیں میچ لیں اور سر کو مریم کے کندھے پر گرنے دیا.

"میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں عروش لیکن وطن کی محبت پہلے ہے" عروش کے کانوں میں کسی نے دھیرے سے سرگوشی کی، اس نے آنکھیں کھول کر ادھر ادھر دیکھا کوئی نہیں تھا سوائے انتظار کرنے والوں کے..

اس نے اب کی بار سر پیچھے کر کے دیوار سے لگا لیا.. "میں تمہیں اپنی عزت بنانا چاہتا ہوں" ذہن کے پردوں پر گزرے پل کسی فلم کی طرح چل رہے تھے.

"یار میں ہوں یا نا ہوں تم نے مضبوط رہنا ہے"""تمہاری فوجن مضبوط ہے"..وہ بڑبڑائی ایک آنسو آنکھ کے کنارے سے نکل کر کنپٹی سے بالوں میں جذب ہو گیا

"حالات جیسے بھی ہوں تم نے مقابلہ کرنا ہے"آنسوؤں کی ایک لڑی اسے گالوں سے نیچے گردن تک کا سفر کر چکی..

"یار یہ نا کرو تمہارے آنسو مجھے کمزور کرتے ہیں"کسی نے ہولے سے اسکے قریب ہو کر کہا..عروش نے فوراً دونوں ہاتھوں سے آنسو پونچھ لیئے..

"اگر میں یاد آؤ تو بس میرے لیئے دعا کرنا"وہ سیدھی ہو کو بیٹھی..ارد گرد نظر دوڑائی اٹھ کر نماز گاہ کی طرف چلی گئی تقریباً دو گھنٹے بعد جب وہ اللہ سے راز و نیاز کر کے لوٹی ہی تھی کہ آپریشن تھیٹر کا دروازہ کھلا اور سامنے سے آنے والے نے کہا"آپریشن کامیاب رہا لیکن ابھی پوری طرح کچھ کہہ نہیں سکتے.اگلے اڑتالیس گھنٹے اہم ہیں.آپ لوگ دعا کریں" فاطمہ آپا نے کرسی کو تھام لیا تھا

"آپ کمزور نہیں ہیں آپ فوجی کی بہن ہیں"فاطمہ کو بھائی کی باتیں یاد آئی.وہ نڈھال کرسی پر جھکی اور وہی بیٹھ گئی.عروش نے اسے دیکھا اور مریم کے ہاتھ سے پانی کی بوتل لے کر اس کے قریب آئی پانی فاطمہ کی طرف بڑھایا.جو اس نے نہیں تھاما ہاتھ میں تسبیح لیئے بس ورد کر رہی تھی..

"آپاپانی پی لیں" آپا کہنے پر فاطمہ تڑپ گئی.ایک آپا کہنے والا ہمیشہ کی نیند سو چکا تھااور دوسراموت سے لڑرہاتھا.فاطمہ نے گلاس تھام لیاگلاس منہ سے لگا کر دو گھونٹ بمشکل اتارے..

"آپکا کون ہے یہاں"فاطمہ جان چکی تھی لیکن پھر بھی تصدق کرنا چاہی..."زندگی"..عروش کے اس جواب پر فاطمہ نے پلٹ کر اسے دیکھا جو سر جھکائے انگلیاں مڑوڑ رہی تھی..

"میں نے آپکوایک بریکنگ نیوز بھی تو دینی ہے نا"بہرام کی چمکدار آنکھیں فاطمہ کے سامنے آئیں..ایک پرانہ منظر اسکے سامنے تھا

اہاں..میرے بھائی کے چہرے پر لکھاہے خبر بہت اچھی ہے..چلو جلدی سے بتاؤ.

آپاوہ مجھے ناایک....."فون بجا تھااور بہرام جملہ ادھورا چھوڑ کر اٹھ کر چلا گیا تھالیکن آج جملہ مکمل ہو گیا تھا.فاطمہ کے چہرے پر عروش کے لیئے ڈھیروں پیار ابھرا تھااسنے مسکرا کر عروش کے ہاتھ پر اپناہاتھ رکھا تھا""میرابھائی بہادر ہے جلد ٹھیک ہو جائے گا"عروش نے بھی مسکرا کر ہاتھ تھام لیا تھا..

oooooooooooooooooo

وقت کا پہیہ چلا اور چھ دن اپنے ساتھ لے گیا. بہرام کی حالت بہتر ہو رہی تھی. آپریشن کے چوتھے دن اسکو آئی سی یو سے وارڈ میں شفٹ کر دیا تھا. اب وہ زندگی کی طرف گامزن تھا. آپا اور عروش سارا سارا دن اسکے پاس ہی رہتیں تھیں. لیکن کمرے میں صرف خاموش ہوتی تھی. آج دوسرا دن تھا بہرام کی حالت بہتر تھی وہ باتیں بھی کر رہا تھا.

بہرام تم ٹھیک ہو نا.؟".. عروش نے سوپ پلاتے ہوئے اپنے دل کو مطمئن کرنا چاہا.

تمہیں کیسا لگ رہا ہوں".. بہرام نے اس سے شرارت کرنا چاہی.

کبھی تو سیریس ہو جایا کرو" عروش نے اسے جھڑکا

"یار دیکھو میں بلکل ٹھیک ہوں، تمہارے سامنے ہوں" اس نے ہاتھوں کو اٹھا کر اوپر کیا.

"گولیاں دل کے قریب لگی تھیں" ہاتھ دل کے قریب آہستہ سے لے کر گیا.

"اب دیکھو لو اس دل میں تم تھی نا اسے گولیاں چھو بھی نہیں سکیں".. اس نے آرام سے ہاتھ دل پر رکھا

"اور جب تم پوری کی پوری میرے پاس ہو تو یہ کیسے ہو سکتا ہے میں ٹھیک نہ ہوں".. بہرام نے اسکے چہرے پر پریشانی کے آثار دیکھ کر اسے مطمئن کرنے کے لئے

اتنی باتیں کہیں شاید وہ کسی ایک سے ہی وہ دشمن جان مطمئن ہو جائے. عروش مطمئن نظر آ رہی تھی اتنے میں آپا بھی کمرے میں داخل ہو کر اسکے بیڈ کے قریب آ کر کھڑی ہو گئیں.

"تم نے بہت ڈرا دیا تھا" آپا نے آتے ساتھ ہی بھائی کو پیار سے ڈپٹا. بہرام نے مسکرا کر سر جھکا لیا تھا. دل میں ایک خلش تھی بچپن کا ساتھ چھوٹنے کی. یہ ہی تو اسکا انداز تھا سب کچھ اندر ہی رکھتا تھا کسی کو اپنی تکلیف کی خبر تک نہیں ہونے دیتا تھا. سب کچھ اکیلے ہی جھیل لیا کرتا تھا

آپا حسن کی امی؟؟ وہ نے سر جھکائے صرف اتنا ہی پوچھ پایا

انکی طبیعت ٹھیک نہیں ہے. لیکن بہادر خاتون ہیں.. عمرہ پر جانے کی ضد کر رہی ہیں" فاطمہ نے بھائی کے بالوں میں پیار سے ہاتھ پھرتے ہوئے سب بتایا. بہرام صرف اثبات میں ہی سر ہلا سکا.

بھیا میں جاؤ زرا ایک کیس دیکھنا ہے".. بہرام نے خاموشی سے اسے جانے کی اجازت دے دی. فاطمہ بھائی کو بوسہ دے کر کمرے سے نکل گئی. حسن اسکے بھی بھائیوں جیسا تھا وہ بھی زیادہ دیر حسن کی بات نہیں کر سکی. اور راہ فرار اختیار کر گئی. کتنے ہی پل خاموشی کی نظر ہو گے.

"حسن کی تدفین پر گئے تھے آپا کے ساتھ میں اور میرے دوست "گہری خاموشی میں ایک آواز ابھری تھی بہرام نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا.

تم... تم بھی گئی تھی.."بہرام نے حیرانگی سے پوچھا

ہاں میں.. تم نہیں جا سکتے تھے اس لئے میں گئی تھی تمہاری جگہ" عروش نے اسے مسکراتے ہوئے کہا

تمہارا شکریہ". بہرام نے سر جھٹک دیا اب ساری زندگی اس نے اسی دکھ کے ساتھ جینا تھا کہ ایک وہی تھا جس نے اسکا آخری دیدار نہیں کر سکا

یہ میرا فرض تھا"... عروش کے یہ الفاظ اختتامی ثانت ہوئے اس کے بعد کمرے میں پھر سے گہرا سکوت چھا گیا.. اور بہرام آنکھیں بند کر کے لیٹ گیا..

oooooooooooooooooo

وقت گزر رہا تھا بہرام ہر گزرتے دن کے ساتھ مزید بہتر ہو رہا تھا. سب اپنی اپنی زندگیوں میں مصروف ہو چکے تھے. بہرام گھر بھی آچکا تھا. آج بہرام کو دیکھنے عروش کے دوست آئے تھے سب ہی خوش تھے کیونکہ انہوں نے ایک آگ کا دریا پار کیا تھا اس رات کے بعد سے..

"بہرام آپکو پتہ ہے اس لڑکی نے اپنے ساتھ ساتھ ہمیں کتنا رولایا ہے"... فہد نے عروش کی طرف دیکھ کر آنکھ دبا کر کہا. سب ہنس دیئے

بہرام کو ڈھیروں پیار آیا کیونکہ جسے وہ چاہتا تھا اسے اسکی فکر تھی.. عروش بہرام کی نظریں خود پر پاکر نظریں چرانے گئی. خان بابا کے ہاتھ آپا نے چائے اور لوازمات بھجوا دیئے تھے سب نے چائے پر اپنے ہاتھ صاف کیئے. آپا نے بھی انھیں جوائن کر لیا تھا اور سب کا شکریہ بھی ادا کیا. فہد، اسامہ، مریم، عامر سب جانے کو تیار کھڑے تھے.. لیکن آپا سے باتوں میں مصروف تھے. عروش بہرام کے پاس کھڑی تھی جب فاطمہ نے مسکراتے ہوئے اسکا نام پکارا، آپا کی آواز سے چونکی.

"عروش مجھے اپ کے پیرنٹس سے ملنا ہے" آپا نے مسکراتے ہوئے کہا.. پیچھے کھڑے سب لوگوں نے خوب ہوٹنگ کی..

میرے پیرنٹس نہیں ہیں".. کمرے میں خاموشی چھاگئی.. گو کہ آپا کے علاوہ سب یہ بات جانتے تھے پھر بھی سچائی کو نظرانداز کرتے ہوئے موقعے کی مناسبت سے خوش تھے.

اوہ سوری..."..وہ شرمندہ سی نظر آرہی تھیں..

آپکا کوئی بھی جو بڑا ہو وہ بھی چلے گا". آپا نے ماحول میں خوشگواری پیدا کرنے کے لیئے ایک چٹکلہ چھوڑا..

میرا کوئی بھی نہیں ہے میں ہوسٹل میں".. عروش کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی بہرام نے اسکی بات کاٹ کر اپنی بت شروع کر دی.

"وہ تمہارے دوست انتظار کر رہے ہیں آپا کو میں سب بتا دوں گا". اس نے عروش کو جانے کا سنگل دے دیا تھا.. عروش اپنے دوستوں کے ہمراہ روانہ ہو گئی. ادھر آپا الرٹ ہو چکی تھیں.. بہرام نے انہیں سب بتا دیا تھا... اسے اپنی آپا پر یقین تھا اس لیئے صرف ضروری باتیں ہی بتائیں تھی مطمئن کرنے کی کوشش بھی نہیں کی تھی..

oooooooooooooooo

بہرام کی طبعیت تو بہتر ہو رہی تھی. لیکن اسکو ہلکا سا بخار ہر وقت رہنے لگا تھا. دل ہر وقت بے چین رہتا تھا وہ خوش ہو کر بھی خوش نہیں ہوتا تھا. ہر کوئی اسکا دھیان بٹاتا. لیکن اسکی روح کو لگی چوٹ اسے ایک پل کا سکون نہیں دے پا رہی تھی. وہ کہتے ہیں نا.. جسم کو لگی چوٹ کو ایک نا ایک دن ٹھیک ہونا ہی ہوتا ہے لیکن روح کو لگی چوٹ کو بھرنے کے لیئے زندگی درکار ہوا کرتی ہے. اسی طرح حسن کی شہادت بھی بہرام کی روح کو زخمی کر گئی تھی.. بہرام ہر وقت اسی کو یاد کرتا رہتا.. مسکراتا رہتا. اب تک وہ

حسن کی قبر پر بھی نہیں جاسکا تھا۔ حسن جنید کی قبر لاہور میں کی گئی تھی۔ بہرام کی حالت قابل سفر نہیں ہوئی تھی۔اور شاید ہمت بھی نہیں تھی۔۔ حسن جنید کی زندگی کیوں بہت مختصر تھی۔ وہ ہر وقت ایک ہی بات سوچتا رہتا تھا۔ وہ بس اک یاد بن گیا تھا زندگی یاروں سے ہی ہوا کرتی ہے۔۔اس بات کا بہرام کو ہر گزرتے پل کے ساتھ اندازہ ہو رہا تھا۔

لیکن اب سب اک یاد بن گیا تھا۔ جیسے زندگی نے اپنے دامن میں سمیٹ لیا تھا۔۔۔

ooooooooooooooo

رات بارش کے بعد لاہور کا موسم ٹھنڈ بڑھ گئی تھی ایسے۔ میں لاہور اور بھی اداس دیکھائی دیتا تھا۔ایسے میں بہرام پینٹ اور گرے شیٹ کے اوپر مہرون سویٹر پہنے، ہاتھ میں گھڑی پہنے،ماتھے پر بکھرے بالوں کے ساتھ آج پہلی بار ہمت کر کے حسن کی والدہ سے ملنے لاہور آیا تھا۔ حسن کی والدہ نے لائٹ گرین سوٹ کے ساتھ پر پر سفید دوپٹہ نفاست سے رکھے بیٹے کی پر چھائی کو دیکھ کر اپنا ضبط کھو دیا۔ بہرام کو سامنے دیکھ کر انکے قدم لڑ کھڑا گئے۔ بہرام نے آگے بڑھ کر انکو تھام لیا اور اندر لے گیا۔ان دونوں نے کئی پہر بیٹھ کر حسن کو یاد کیا۔ایک ایک لفظ کے ساتھ انکی تڑپ

اور آنسوؤں میں اضافہ ہو رہا تھا. پھر دل کو یہ بات ماننے پر مجبور کیا کہ وہ اب اس دنیا میں نہیں ہے. لیکن کہتے ہیں کہ جنہیں آپ دل سے چاہتے ہیں وہ آپ کے دل میں تو زندہ ہوتے ہی ہیں لیکن وہ ہمیشہ آپ کے ساتھ بھی ہوتے ہیں اسی طرح ان کو بھی حسن اپنے ساتھ ہی محسوس ہو رہا تھا. بہرام نے انکی گود میں سر رکھ دیا تھا.

"بچے مکہ میں جب میں نے حسن کے لیئے دعائیں کی نا مجھے اس دن یقین ہو گیا کہ وہ میرے ساتھ ہے مجھے دیکھ رہا ہے اُسنے مجھے اکیلے نہیں چھوڑا، مجھے نہیں پتا کہ کیسے مگر میرے کانو نے اس دن اسکی آوازیں سنی"..وہ بہرام کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے آنسو بھری آنکھوں سے، دھیمے لہجے میں بول رہیں تھیں

"اُسنے مجھے امی کہہ کر پکارا......اسکی مجھے وہ شرارت بھری ہنسی سنائی دی.... جسے میں کبھی نہیں بھول سکتی"...آنسو تھے جو تھمنے کو تیار ہی نہیں تھے لیکن آنسوؤں کے ساتھ ایک فخر تھا... شہید کی ماں ہونے کا فخر...

"امی مجھے اکیلا کر گیا ہے وہ...میں بہت اکیلا محسوس کرتا ہوں خود کو" اب بہرام کی باری تھی راز و نیاز کرنے کی.. بہرام نے اپنا دل ہلکا کیا تھا اور حسن کی والدہ کے اسرار پر رات بھی وہی رکا تھا...

ooooooooooooooo

فاطمہ سفید قمیض شلوار کے اوپر بلیک کوٹ پہنے بالوں کا جوڑا بنائے اپنے آفس میں فائلوں میں مصروف دیکھائی دے رہی تھی..جب موبائل کی رنگ ہوئی.فاطمہ نے کال پک کی دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز آئی

ہیلو.."

گڈ"دوسری جانب سے کچھ کہنے پر فاطمہ نے شاباشی دی

"ہاں..".فاطمہ پین سے سامنے پڑے کاغذ پر لائنز لگا رہی تھی

ہاں.. سہی"...فاطمہ چپ سادھے بس سن رہی تھی.

اور کیا پتہ چلا"..اس نے پین ہاتھ سے ٹیبل پر رکھ دیا

"شاید وہ لوگ وہاں سے"..اس نے افسردہ لہجے میں کہہ کر پن دوبارہ ہاتھ میں لیا

"اففففف ایسا ہے.... چلو تم نے ری کنفرم کر لیا ہے ناسب"..فاطمہ نے پن گماتے ہوتے کسی خیال کے آنے پر اسے پوچھا...دوسری طرف سے گرین سگنل ملنے پر اس نے سر خم کر دیا..

تمہارا شکریہ..میں تمہارا کیس ہی دیکھ رہی تھی..چلو پھر میں بتاؤں گی تمہیں اگر کسی چیز کی ضرورت ہوئی تو"فاطمہ نے فون بند کر کے سائیڈ پر رکھ دیا..چند لمحے کچھ سوچنے کے بعد اس نے ایک نمبر ڈائل کیا

فاطمہ بات کر رہی ہوں"

ہاں..میں بلکل ٹھیک..ہمم..آج اگر فری ہو تو مجھے تم سے ملنا ہے..اوکے میں ایڈریس میسج کر رہی ہوں..ایک بجے تک..اوکے"..فاطمہ نے موبائل پھر سے سائیڈ پر رکھ دیا..اب کی بار اپنے اپنا سر کرسی کی پشت سے ٹیک لیں..آنکھوں موند لیں..اب صرف گھڑی کے ایک بجانے کا انتظار تھا..

ooooooooooooooo

عروش جینز کی پینٹ کے ساتھ بلیک شرٹ کے اوپر لانگ سویٹر پہنے کھلے بالوں کے ساتھ کمرے میں جاموش بیٹھی دیواروں کو گھور رہی تھی،اب وہ جب بھی ہوسٹل واپس آتی کمرے میں ہی بند رہتی... وہ مریم سے پہلے ہی کالج واپس آجایا کرتی تھی مریم گرین فل سوٹ کے اوپر بلیک کوٹ،سر سکارف سے ڈھکے ہوئے کمرے میں داخل ہوئی تو پورا کمرا ابکھرا ہوا تھا..."وہاں کھڑی کیا دیکھ رہی ہو یہاں آکر دیکھو میں کیا لے کر آئی ہوں"...مریم نے ہاتھ سے بیگ بیڈ پر پھینکنے..

عروش میں تم سے بات کر رہی ہوں"..مریم نے عروش کی توجہ اپنی طرف نہ پا کر

اسے ہلایا..

ہا...ہاں..کیا ہوا"...عروش چونکی..

کدھر گم ہو..."..مریم نے کھڑکی سے نیچے جھانکتے ہوئے کہا..

کدھر گم ہونا ہے ادھر ہی تو ہوں"..عروش بکھری چیزیں سمیٹنے لگی

جب سے تمہارا غازی لوٹ کر آیا ہے..تم عجیب سُمْ...بُکمْ..ہو.."...مریم نے

آنکھ دبا کر شرارت سے کہا...عروش صرف مسکرا ہی سکی

"کوئی لڑائی تو نہیں چل رہی....اب تم جاتی بھی نہیں اسکی طرف"..مریم نے بھی

بکھری چیزیں سمیٹنے میں ہاتھ بٹانا شروع کیا...

"نہیں ایسا تو کچھ بھی"...موبائل کی رنگ ہوئی..بات ادھوری ہی رہ گئی...

"عروش تمہارا فون ہے"..مریم نے اپنے موبائل کو دیکھ کر کہا

"یار دیکھ لو کون ہے" عروش نے بے زاری سے کہا

ایک محاورہ یاد آ رہا ہے لیکن معاف کیا"..مریم زور سے ہنسی..

"غازی ہے تیرا"...مریم دیکھ کر پیچھے ہو گئی.."اب اٹھا بھی لو"

مریم.......کاٹ دو کال"...عروش اپنے بیگ میں چیزیں ڈالنے لگی

New Era Magazine

"ہیں..ہیں..ہیں...میں کیوں کاٹ دوں"..مریم نے حیرانگی سے اسے

گھورا. دونوں کی تکرار کے درمیان ایک بار فون بند ہو کر دوبارہ آرہا تھا

"اوکے پھر بجنے دو"..عروش کہہ کر نظریں چرا گئی.مریم نے کال کاٹنے کے

بجائے پک کرلی تھی

کھیلو.."..عروش نے اسے گھورا

جی جی عروش روم سے باہر ہے،یہ لیں آگئی ہے بات کرلیں"...مریم نے موبائل

عروش کی طرف بڑھادیا..عروش منہ کھلا اسے دیکھتی رہ گئی..

السلامُ علیکم..!!اس نے جھجھکتے ہوئے سلام کیا..

"الحمدللہ اور آپ"..عروش زمین کو گھورے جارہی تھی

نہیں ناراض کیوں ہونا ہے"

نہیں نہیں کوئی پرابلم نہیں ہے"

بس بزی تھی اس لیئے"..اب کے مریم نے اسے گھورا تھا اس کا جھوٹ سننے پر

"نہیں..وہاں نہیں..کئی اور کسی بھی اور جگہ"..

"نہیں بس وہاں نہیں..اوکے میں میسج کردوں گی..اللہ حافظ"..عروش نے کال بند

کرکے گہرا سانس لیا..

New Era Magazine

"عروش ہم دونوں اچھے اور برے وقت میں سب سے پہلے ایک دوسرے کے لیئے موجود ہونے والے ساتھی ہیں، تم مجھ سے شیئر کر سکتی ہو جو بھی ہے".. مریم اسکے سامنے کرسی پر آکر بیٹھی

عروش نے اپنے ہاتھ آنکھوں پر رکھ کر بے اختیار رو پڑی. اسکے ہاتھوں کی جھولی آنسوؤں سے تر ہوگئی مگر منہ سے آواز تک نہیں نکلی. مریم کو سمجھ نہیں آرہا تھا ہوا کیا ہے

"مجھے ایسا لگ رہا ہے... کہ میری میری روح پرواز کر جائے گی".. ہچکیوں سے اسکی سانسیں رک رہی تھیں، میرا دل ایسے دھڑک رہا ہے جیسے یہ باہر نکلنا چاہتا ہو" عروش نے اپنے سرخ چہرے اور بہتی آنکھوں سے مریم کو دیکھا عروش نے ساری بات مریم کو سنا کر اپنا دل ہلکا کر دیا تھا. مریم گھٹنوں اسکا سر اپنی گود میں رکھ کر اسکے بال سہلاتی رہی یہاں تک کے وہ روتے روتے سو گئی تھی.

oooooooooooo

سردیاں اپنی رخصت کا عندیہ دے رہیں تھیں. ماحول میں گھٹن محسوس ہو رہی تھی.. ایسے میں عروش پینٹ کے اوپر سرخ لائینگ والا کرتے کے اوپر لیدر کی براؤن جیکٹ پہنے ایک پارک میں بینچ پر سر جھکائے بیٹھی تھی.. پہروں بیٹھے رہنے کے بعد اس نے

ایک میسج.."آئی ایم آن مائی وے"ٹائپ کر کے بھیج دیا..اور آسمان تکنے لگی..اللہ سے ہمت مانگنے لگی.وہ ہمتوں والی لڑکی ہمت کھو رہی تھی ٹوٹ رہی تھی بکھر رہی تھی. دوبارہ جڑنے کی ہمت مانگ رہی تھی.

السلامُ علیکم..!!"اچانک آنے والی آواز وہ پہچان چکی تھی..آہستہ سے سر اوپر کر کے دیکھا.سامنے بہرام سفید قمیض شلوار پر بلیک کوٹ پہنے سامنے کھڑا تھا

وعلیکم السلام"..چہرے پر مسکراہٹ سجائے اس نے آنے والے کا استقبال کیا..

لگتا ہے بہت بزی ہو گئی ہے میری فوجن"بہرام نے شرارت کرتے ہوئے کہا

"بلکل.....میری سٹڈیز بہت ٹف ہو گئی ہیں"..عروش نے ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا.

ڈاکٹر صاحبہ آپکا ایک مریض ادھر بھی تو ہے نا اسکو بھی آپکی بہت ضرورت ہے"بہرام کے لہجے میں اس وقت سوائے پیار کے اور کچھ نہیں تھا.عروش نے نظریں چرا لیں

"اتنے دن ہو گئے..ملاقات ہی نہیں ہوئی.کال پر بھی بات نہیں ہوئی.میں نہیں آ سکتا تھا تم نے بھی آنا ہی چھوڑ دیا..ڈیٹس ناٹ فیئر"...بہرام نے اپنا سارا دکھڑا سناتا ہوا اسکے پاس بینچ پر بیٹھ گیا

بتایانابزی تھی"۔۔ عروش نے عارضی ساجواب دیا۔۔ بہرام نے عروش کے لہجے میں غیر معمولی تبدیلی کواچھے سے نوٹ کیا

"تم نے جواب بھی نہیں نادیا ابھی تک" ماحول کا تناؤ ختم کرنے کے لیئے اپنے پروپوزل پر بات شروع کر دی۔۔ اسے احساس دلانے کے لیئے وہ اکیلی نہیں ہے کوئی ہے جو اسے ہر مشکل میں اسے کے ساتھ کھڑا ہونے کو تیار ہے.

"ہاں اسی کا تو جواب دینے آئی ہوں"۔۔ عروش باقاعدہ بہرام کی طرف مڑ کر بیٹھی۔۔ اسکے چہرے کو بغور دیکھا۔۔ شاید وہ اسے آنکھوں میں محفوظ کر رہی تھی۔۔

رئیلی۔۔؟"۔۔ بہرام پُر جوش ہوا۔۔ لیکن۔۔۔ مجھے پہلے پتہ ہوتا تو خالی ہاتھ نا آتا"۔۔۔ وہ تھوڑا خفا ہوا لیکن خوشی اسکے چہرے پر نمایاں تھی.

"تم میرے دل سے اُترتے جا رہے ہو"۔۔ عروش نے ایک دم سے نہایت مضبوط لہجے میں اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا.

ہاہاہاہا"۔۔۔ بہرام کا قہقہہ ہوا میں بلند ہوا۔۔ عروش نے حیرانگی سے اسے دیکھا۔۔ وہ بلکل بھی اس قسم کے ری ایکشن کی توقع نہیں کر رہی تھی۔۔

اچھا اچھا گھورو نہیں"... بہرام نے ہنسی روکتے ہوئے ہاتھوں سے اشارہ کیا.. "شاکڈ ہونے والی ایکٹنگ کرنا تھی نا.. اب کروں گا.. تم دوبارہ کہو".. بہرام سیدھا ہو کر بیٹھ گیا

بہرام آئی ایم سیریس"... عروش نے تیوری چڑھا کر کہا

اوکے.. اوکے... میں بھی سیریس ہوں نا.. ایک بار دوبارہ بول لو"... اب کی بار بہرام بھی سیریس تھا...

"مجھے اب تم سے کوئی تعلق نہیں رکھنا"... اس نے اپنے ہاتھوں پر نظریں گاڑے لڑکھڑاتی زبان سے انگارے اگلے.

دوسری جانب سے کوئی ری ایکشن نہیں آیا تھا. جب اس نے سر اٹھا کر بہرام کی طرف دیکھا تو مسکرا رہا تھا. کچھ دیر دیکھنے کے بعد بولا

"یو یلی کھیلنے میں مزہ آتا ہے لیکن ٹرسٹ می مجھے کوئی مزہ نہیں آرہا"... اس کی آواز میں سختی تھی لجہ پتھر تھا..

"یہ ہی سچ ہے... مجھے اپنی تعلیم مکمل کرنی ہے.. اور ایک اچھی ڈاکٹر بننا ہے.. اور بہت کچھ کرنا ہے لائف میں اس لیئے یہ سب "اس نے اپنے ہاتھوں کو دیکھا جو پسینے سے بھر چکے تھے

بہرام اسکی آنکھوں میں بے یقینی سے دیکھنے لگا...اسے نظریں چرانی پڑیں...

"افففف تم بھی نا.....میری جان لے لو گی....اپنی انہیں باتوں کی وجہ سے"...

بہرام نے گہرا سانس لیا...

"روح بہرام تم لائف میں جو کچھ بھی کرنا چاہتی ہو میں تمارے ساتھ ہوں...بس مجھے صرف تمہارا ساتھ چاہیے"..اسے اس بے تکے ریزن پر ڈھیروں پیار آیا.

مجھے...تم سے....محبت......نہیں ہے"عروش نے ایک ایک لفظ پر زور دے کر اسکی طرف دیکھ کر کہا

"پھر وہ سب کیا تھا..جو وقت ہم نے ساتھ گزارا"..بہرام کہتے کہتے رکا اسکی آنکھیں کی درازیں سرخ ہونے لگیں،گال ایسے تھے کوئلہ دہک رہا ہو.

"وہ سب میں نے تمہارے لیا کیا تھا.میرے جانے پر تم ہی تڑپ جایا کرتے تھے،لیکن بہرام میں نہیں کر سکتی اب اور یہ سب"...وہ اٹھ کھڑی ہوئی..بہرام نے ایک نظر اس پر ڈالی

"پر میں نہیں رہ سکتا تمہارے بغیر"...وہ شخص جو جان دینے کا دعوے دار تھا اس کے سامنے بیٹھا تھا،وہ اس کے سامنے ریزہ ریزہ ٹوٹ کر بکھر رہا تھا.بس وہ دیکھے جا رہی تھی.

نہیں رہ سکتے..اب یہ تمہارا مسئلہ ہے"..عروش نے مضبوط لہجے میں کہا

"تمہیں تو اچھا لگتا تھا نہ میرا پیار جتانا؟..بہرام کے الفاظ دم توڑ رہے تھے

میں نے کبھی کہا ایسا؟..."عروش نے ابرو اوپر کر کے سوال کے اوپر سوال پھینک دیا

میری زندگی کا سکون تم سے ہے"اس وقت وہ اپنے آپ کو دنیا کا بے بس ترین انسان تصور کر رہا تھا

میں نے تمہیں کب کہا کہ تم میرا سکون ہو مجھے گھٹن ہوتی ہے اس سب سے"..

عروش خود بھی نہیں سمجھ پا رہی تھی وہ کیا کہہ رہی ہے

کوئی اور ہے کیا؟"اس نے ڈھڑکتے دل کے ساتھ پوچھا

"میرے ہوتے ہوئے تمہیں کسی اور سے محبت کیسے ہو گئی؟"وہ اذیت کی آخری حد پہ تھا.

"نہیں ایسا کچھ نہیں ہے"وہ بے نیازی سے ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے ہر سوال کا جواب دے رہی تھی.

تو پھر یہ سب کیا ہے"...بہرام نے عاجزانہ انداز میں پوچھا..وہ اُس پر غصہ بھی نہیں کر پایا

"میں نے جو کہنا تھا کہہ دیا ہے اب اور کچھ نہیں ہے" دم توڑتا عروش کا حوصلہ اب بلکل ریزہ ریزہ ہو چُکا تھا کھڑے کھڑے پیروں پے سوجن ہونے لگی. وہ ٹوٹے اور بوجھل دل کے ساتھ واپس پلٹنے کے سوا کچھ نہیں کر سکتی تھی. بہرام کے الفاظ حلق میں ہی دم توڑ گئے. اسکے الفاظ ایک لڑکی کے سامنے دم توڑ چکے تھے ایک ہاری ہوئی محبتؔ کا وزن اپنے کندھوں پے اٹھانا بہت مشکلؔ مرحلہ تھا. وہ شاندار مرد جو ملک کی حفاظت کرنے کی صلاحیت رکھتا تھا. اپنی محبت کی حفاظت نہیں کر پایا. اسکے قدم لڑکھڑا رہے تھے. وہ کسی کے آگے کبھی نا جھکنے والا عروش عالم کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھ جایا کرتا تھا. کچھ فیصلے اچانک ہی ہوتے ہیں.. اور فیصلہ ہو گیا تھا.. ہجر کا فیصلہ...

ooooooooooo

کھڑکی سے اندر آتی روشنی مریم کو اپنے چہرے پہ محسوس ہوئِی تھی کروٹ لے کر اس نے جگہ چینج کی تھی اور منہ تکیے میں چھپالیا تھا جس کا مطلب یہ تھا کہ وہ مزید اور سونا چاہتی ہے.. آج کلاس نہیں تھی اسی لیئے وہ ساری محنت سونے پر کر رہی تھی. کمرے کا دروازہ کھولنے کی اچانک آواز آئی.. اور دروازہ عروش اور مریم کے علاوہ کوئی کھول خود کھول نہیں سکتا تھا.. اور عروش کبھی بھی روم میں اتنی خاموشی سے داخل نہیں ہوا

کرتی تھی...کچھ سوچ کر مریم کمبل ہٹا کر اٹھ بیٹھی.اور بالوں کا جوڑا بنانے لگی وہ نائیٹ ڈرس میں تھی

"کیا اتنی جلدی کیسے آگئ وہ بھی اتنے آرام سے بہن مجھے ڈرا ہی دیا تم نے"..اس نے نائیٹ ڈرس میں بالوں کا جوڑا بناتے عروش ہر ایک نظر دوڑائی لیکن عروش کا چہرہ کسی بھی قسم کے تاثرات سے خالی تھا.

کافی دیر اسے دیکھنے کے بعد جب اسے کوئی جواب نا ملا تو وہ پاوں بیڈ سے اتارتی چپل پہن کر باتھ روم کی طرف چلی گئ تھی

اسے ناجانے کیوں ایسا لگ رہا تھا کہ سب نارمل ہو کر بھی نارمل نہیں ہے.. باتھ روم سے فریش ہو کر لوٹی تو عروش کو پانی کا گلاس تھما کر پاس ہی بیڈ پر بیٹھ گئ.

"کیا ہوا ہے تم بہرام کے ساتھ گئیں تھیں نا".مریم نے اسے ہلایا..

"یار اب کچھ تو بول لو"..مریم نے اسے ایک بار پھر ہلایا اسکے ہاتھ سے بیگ لے کر سائیڈ پر رکھا..

مریم.........میں سونا چاہتی ہوں" اتنی دیر بعد بس اسکے منہ سے یہ ہی نکلا تھا..

مریم کو خطرے کی بو آگئ تھی..

"عروش....ڈونٹ ٹیل می.. تم بڑی آپا جی کے خیالات کا اظہار بہرام سے کر آئی ہو"...مریم کی آنکھیں کھل چکی تھیں..

مجھے جو ٹھیک لگا میں نے وہ ہی کیا"..عروش نے مضبوط لہجے میں کہا

"کر کہ کیا آئی ہو یہ تو بتاؤ"..مریم نے عاجزانہ انداز میں کہہ کر اسکے چہرے کو ہاتھ کے پیالوں میں لیا..

"جو کرنے کو کہا گیا تھا"...عروش اسے تکے جا رہی تھی..جب وہ منظر اسکی آنکھوں کے سامنے تھا.

عروش ڈارک گرین کرتے پر کوٹ پہنے، سر پر سکارف لپیٹے، سرخ ہوتی ناک کے ساتھ کلاس لے کر نکل رہی تھی،اسکے موبائل کی رنگ ہوئی..انجان نمبر دیکھ کر اس نے کال کاٹنا چاہی لیکن کسی سوچ کے تحت اٹھالی..

ہیلو..سوری میں نے آپکو پہنچانا نہیں... بہرام کی آپا..؟" اس نے آنکھوں کو سکیڑ لیا.

"کسی ہیں آپا آپ..؟"..شیور..اوکے...جی میں پہنچ جاؤں گی."...ساتھ ہی دوسری جانب سے کال ڈراپ کر دی گئی عروش موبائل کو گھورنے لگی..ایک کشمکش کی کیفیت تھی..اتنا عجیب انداز..

فاطمہ اپنے دفتر میں ایک فون پر مصرف تھی جب دروازہ کھلنے کی آواز سے وہ متوجہ ہوئی. آنے والے کو ہاتھ کا اشارہ کیا. وہ اندر آ گئی. فاطمہ نے فون رکھ دیا

السلامُ علیکم..!!"اس نے اسلام کیا

وعلیکم السلام..!!"فاطمہ نے ہاتھ سے بیٹھے کا اشارہ کیا.

چائے، کافی" فاطمہ نے فون پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا

نہیں شکریہ کچھ بھی نہیں"..اس نے مسکراتے ہوئے کہا

تمہیں پتہ ہے میں نے تمہیں یہاں کیوں بلایا ہے عروش"..فاطمہ میز پر آگے ہو کر بیٹھی..

اس نے نفی میں سر ہلایا..

مجھے تم سے تمہارے بارے میں جاننا ہے"..اس نے آہستہ سے گفتگو کا آغاز کیا

"مجھ سے میرے بارے میں... مطلب؟". وہ حیران ہوئی..

"مطلب یہ کہ تم کون ہو.؟بیک گراونڈ تمہارا..... تمہاری فیملی... تم ہاسٹل میں کیوں رہتی ہو... الفن ہاؤس والی کیا کہانی ہے سب کچھ.. وہ بھی سچ سچ.. وہ کہانی نہیں جو تم سب کو سناتی ہو"..فاطمہ نے ایک ایک جملہ انگلیوں پر گنا..اسکے لہجے میں تلخی تھی

میں سمجھ نہیں پارہی آپ کہہ کیا رہی ہیں. کون سی کہانی جاننا چاہ رہی ہیں"..اسے فاطمہ کے الفاظ میں حقارت محسوس ہوئی

"دیکھو میرے پاس اتنا وقت نہیں تمہیں ڈکٹیشن دوں.. تمہارے پاس نیا کچھ نہیں ہے بتانے کو بس وہ ہی ہے جو مجھے پتہ چلا ہے...اب مس عروش عالم صاحبہ درخواست صرف آپ سے اتنی ہے. بہرام سے دور رہو..بہت دور... تم جیسی بھی ہو مجھے فرق نہیں پڑتا.. لیکن تم سے تو اب اپنی نسل نہیں نا بڑھائیں گے ہم"...فاطمہ نے میز پر مزید آگے ہوتے ہوئے بم پھینکا شروع کیئے.. عروش سُن ہو چکی تھی.ایک بھوری آنکھوں والے کو ہر چیز کے باوجود اسے اسکا ساتھ چاہئے تھا اور ایک بھوری آنکھوں والی کو یہ ساتھ منظور نہیں تھا.اس کے تمام ترجذبات کی کوئی اہمیت ہی نہیں تھی.. اسے پل بھر میں ایک غلطی قرار دے دیا گیا تھا.

"آ....آپ کو پتہ بھی ہے آپ کہہ کیا رہی ہیں."... عروش کی آنکھیں برس پڑی.. چہرے کے رنگت زرد پڑ چکی تھی.اس کی محبت کو اتنا سستا کر دیا گیا تھا

"جو سچ ہے وہ ہی بتا رہی ہوں"..فاطمہ اپنے موبائل پر دیکھنے لگی

"آپ نے میری زات کو سوالیہ نشان بنا رکھا ہے جو، ایسا کچھ نہیں ہے". اب کی بار عروش بھی میز پر آگے کو ہوئی، وہ لاکھ کوششوں کے باوجود آواز میں تلخی نہیں لا پائی تھی.

اچھا تو پھر کیسا ہے یہ ہی تو پوچھا ہے اگر کچھ ہے تو بتاؤ".. فاطمہ نے موبائل ہاتھ سے چھوڑ دیا. آنکھوں سے عینک سر تک لے گئ

"چار سال کے بچے کی اتنی یاد داشت ہوتی ہے، مجھے یاد ہے میں نے اپنے والدین کو ایک دوسرے کے ساتھ خوش دیکھا ہے اور ایک کار......." فاطمہ کا فون بجنے لگا دوسری طرف بہرام تھا فاطمہ نے کچھ دیر بعد کال کرنے کا کہہ کر فون بند کر کے اسکی طرف متوجہ ہوئی

ہاں تم کیا کہہ رہی تھی"... فاطمہ نے ایک بار پھر گفتگو کا آغاز کیا

"نہیں میں کچھ نہیں کہہ رہی تھی.. آپ کی دعوت پر آئی ہوں آپ بولیں کیا چاہیے"

عروش اب اور اپنی صفائی میں کچھ بھی کہنا اپنی توہین سمجھ رہی تھی....

"یہ محبت کا چکر ختم کرو. اب میرے بھائی سے ملنے کی ضرورت نہیں"... فاطمہ نے میز پر اپنے دونوں ہاتھ باہم جوڑ کر رکھتے ہوئے کہا

"یہ بات آپ اپنے بھائی سے کیوں نہیں کہتیں"... عروش بھی اسی کے انداز میں اسکے سامنے بیٹھی

میرا بھائی معصوم ہے. وہ تمہاری باتوں کو سچ سمجھ رہا ہے"...

"بیرسٹر صاحبہ فوج میں معصوموں کو نہیں سمجھدار انسانوں کو بھرتی کیا جاتا ہے اب آپکو کلئیر کرنا ہوگا کہ آپ فوج پر الزام لگا رہی ہیں یا بھائی پر"..عروش کے چہرے پر ایک تلخ مسکراہٹ ابھری.اب کی بار وہ بہرام کو کٹہرے میں لے آئی تھی

"ہاہاہاہا باتیں اچھی کر لیتی ہو"...فاطمہ بات کو نظر انداز کر گئی

اور آپ گندی"...آپ نے اگر کوئی اور بات نہیں کرنی تو مجھے دیر ہو رہی ہے"..

عروش نے اٹھنا چاہا

جسٹ لک آٹ یو... گولہ گنڈہ بن کر پھرتی ہو..پتہ نہیں بہرام کو کیا نظر آتا ہے تم میں"...فاطمہ نے ہاتھ سے اشارہ کر کے اسکے گرد دائرے بنائے

یو نووٹ...آپ جیسے لوگوں کی وجہ سے ہی محبت بدنام ہوتی ہے"..عروش نے اپنے ہاتھ اپنے سامنے باہم ملا کر رکھے

مجھ جیسے یا تم جسے"فاطمہ نے استفسار کیا

New Era Magazine

جس کا جتنا ظرف ہوتا ہے اُتنی ہی بات کرتا ہے. مجھ اپنے اوپر فخر ہے. میں دو محبت کرنے والے لوگوں کی نشانی ہوں"..اس کے چہرے پر خوبصورت مسکراہٹ نمودار ہوئی اور ڈمپل تو بہت بچ رہا تھا اسکے چہرے پر

نشانی یا..."..فاطمہ کرسی پر پیچھے ہو کر بیٹھی

"میں نے کہا نا ظرف...اور بائے داوے.. وہ بھی آپ جیسے ہی لوگ ہوتے ہیں جن کی وجہ سے محبت کی نشانی جھولوں کی بجائے کچرے کے ڈھیر سے ملا کرتی ہیں"..فاطمہ آگے ہو کر اپنے ہاتھوں پر جھکی

بکواس بند کروا اپنا اب تم"..فاطمہ آگے ہو کر تیز لہجے میں بولی

"میڈم ابھی کہا نا ظرف، باتیں تو کی ہیں اب سنیں بھی..میں تو جا رہی تھی دوبارہ آپکی دعوت پر ہی بیٹھی ہوں"اس کے تلخ لہجے کے باوجود عروش پر رتی برابر بھی اثر نہیں ہوا

"آپ بہرام کی بہن ہیں، اُس انسان کو میں نے دل و جان سے چاہا ہے، بہرام آپ سے بہت پیار کرتا ہے، آپکو اپنی ماں کا درجہ دیتا ہے، اس لیئے آپ کی جو بھی سوچ ہو، آپ میرے لیئے قابلِ احترام ہیں.."...عروش کی نظریں اپنے ہاتھوں پر جمی تھی. اور دھیمے لہجے میں بول رہی تھی

"آ......آپکو پتہ ہے بہرام نے مجھے جب آپ کا بتایا تو کیا الفاظ تھے اسکے.... میری بہن کے مجھ پر بہت احسانات ہیں. یہ سمجھو مجھے میری زندگی سے زیادہ عزیز ہیں.. ماں باپ کھونے کے بعد مجھے اپنی بہن کھونے کا حوصلہ نہیں" آنسوؤں کی ایک لڑی اسکے گال بھگو گئی چہرے پر ایک افسردہ سی مسکراہٹ تھی.. الفاظ ختم ہوتے جا رہے تھے..

"بہرام کے پاس اب رشتے نہیں رہے... آپ کے علاوہ اسکا اور کوئی نہیں ہے... اگر اسکو پتہ چلا آپکی سوچ کا وہ ٹوٹ جائے گا بکھر جائے گا"... اس نے سر اٹھا کر سرخ آنکھوں سے فاطمہ کو دیکھا..

"آج مجھے احساس ہو رہا ہے سگے رشتوں کی زندگی میں موجودگی بہت ضروری ہے. بہرام شاید مجھے بے وفا سمجھ کر بھول جائے.. لیکن آپ کے لئیے بدگمانی اس کے دل کو مار دے گی یہ تو رشتہ ختم ہونے والا بھی تو نہیں ہے نا.. وہ مجھے بھول سکتا ہے آپکو نہیں".. عروش نے آنکھیں میچ لیں.. سر نیچے جھکا لیا..

میں..." عروش کے حلق میں کچھ ڈوبتا ہوا نظر آیا.." میں اپنا بہرام آپ کو سونپی ہوں"..

اس کے بعد وہ ایک سیکنڈ بھی نہیں رو کی.. برق رفتار سے وہ اٹھی کمرے کا دروازہ کھول کر باہر نکل کر بھاگنا شروع کر دیا.. جب ہوش آیا تو کسی انجان راستے پر تھی.. وہیں بیٹھ گئی ڈھیروں آنسو بہائے.. سر اپنے گھٹنوں پر رکھ دیا

"ایک بات یاد رکھنا ہمیشہ.... ساری حقیقتوں کے ساتھ ساتھ ایک حقیقت یہ بھی ہے کہ بہرام بخت نے تمہیں ٹوٹ کے چاہا اور آخری سانس تک چاہے گا"... ہوا ایک ماضی کا پیغام لے کر آئی تھی.. عروش کے آنسوؤں میں اضافہ ہو گیا. سڑک پر ملنے والی محبت اب اسے سڑک پر رولا بھی رہی تھی. آنسو تھے جو رک ہی نہیں رہے تھے. لیکن اب یہ ہی تو اسکی زندگی تھی. اس نے آنسو پونچھنے.. اور اٹھ کھڑی ہوئی.. سر اٹھا کر بھیگی آنکھوں سے آسمان کی طرف دیکھا "محبت کرنے والوں آج آپکی بیٹی محبت ہار آئی ہے" آہستہ سے پکارا.. اب وہ بے جان قدموں کے ساتھ چلنے لگی.. ایک ایک قدم من بھر کا ہونے لگا.. لیکن یہ قدم اب اسے اٹھانے تھے اور زندگی بھر اٹھانے تھے.

ماضی کا وہ ایک تلخ دن یادوں سے اوجھل ہوا. عروش کھڑکی کے سامنے کھڑی تھی "پتہ نہیں وہ گھر گیا ہو گا یا کہیں اور...." نظریں کھڑکی سے باہر کھڑے لوگوں پر جمع تھی

"وہ جس کا خلوص جسکی محبت جسکی دیوانگی سب اسی کے منہ پہ مار آئی ہو.... پہلے اسے یقین دلایا کہ جو تم وہ کوئی بھی نہیں اور پھر اسے اسکی نظروں میں گرا کر اب اسکی اتنی فکر کیوں ہو رہی ہے "مریم نے بیڈ پر بیٹھے طنزیہ طنزیہ لہجے میں کہا. وہ باہر دیکھتی رہی آنکھوں میں سمندر بھر کر....

"اس شخص کے لیئے تمہارے جذبات انتہا پر تھے یار "مریم اٹھ کر آئی اور اسکے سامنے کھڑی ہو گئ

"تھے نہیں..... اب بھی اسی انتہا پہ ہیں مریم "عروش نے پہلی بار تیز لہجے میں مریم کی بات کاٹی

"اور وہ میری محبت نہیں میرا عشق ہے. اور عشق روز روز نہیں ہوا کرتا "وہ خالی نظروں سے مسلسل باہر ہی دیکھتی رہی

اگر انکو کوئی شک ہے تو تم اپنے رشتہ داروں سے کیوں نہیں ملواتی انکو..؟؟ "مریم نے اسکا ہاتھ ہمدردی سے تھاما

مجھے نہیں علم ان لوگوں کا کہاں ہیں".. عروش نے اسکے ہاتھوں سے اپنا ہاتھ چھڑوا کر بیڈ پر جا بیٹھی

"ہم انکو ڈھونڈ سکتے ہیں یار"... مریم نے اسکے ساتھ بیٹھ کر التجایا انداز میں کہا

"بلکل ان کو ڈھونڈ سکتے ہیں میں بہرام کے لیئے یہ سب بھی کر گزروں. لیکن پتہ ہے کیا تمہیں لگتا ہے میرے رشتہ داروں کو سارے سین کا پتہ چلا تو وہ مجھے اپنا خون مانیں گے. وہ میری زات کو ہی مشکوک بنادیں گے"... عروش ہاتھ جھاڑ کر اٹھ کھڑی ہوئی.

"ہم ایسا نہیں ہونے دیں گے.. میں بات کروں گی ان سے... ان کو جو چاہیۓ ہو ادیں گے".. مریم نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا

"اچھا تو جو اُن کو شک ہے وہ یقین میں بدل دوں.. میں اپنے ہی رشتہ داروں کو رشوت دوں کہ مجھے اپنا خون مانیں.."... عروش طنزیہ مسکراتے ہوئے نیچے جھک کر جوتوں کے سٹیپ کھولنے لگی..

"مطلب تم فیصلہ کر چکی ہو" مریم نے اپنی دونوں کہنیوں کو اپنی گود میں رکھ کر آگے جھک کر بیٹھی

"میں نہ صرف فیصلہ کر چکی ہوں میں خود کو ہر چیز کے لیئے تیار بھی کر چکی ہوں"

عروش نے الماری کھول کر کپڑے نکالے اور باتھ روم میں چلی گئ. شاید اسے دنیا سے لڑنے کے لئے اور بھی مضبوط ہونا تھا..

oooooooooooo

گرمیوں کا آغاز ہوا چکا تھا. حسن کی شہادت کو چار ماہ کا عرصہ گزر چکا تھا. حبس بھی اپنی آمد کا پتہ دیتی تھی. بہرام کی وزیرستان میں پوسٹنگ کے آڈرز بھی آچکے تھے اور اسے اگلے ہفتے جانا تھا. وہ آج سفید قمیض شلوار میں ماتھے پر ہمیشہ کی طرح بکھرے بالوں کے ساتھ لاہور میں اپنے جگری یار کی قبر پر بیٹھے تھوڑی سے مٹی ہاتھ میں اٹھائے اسے دیکھ رہا تھا.

"آج اور کل میں کتنا فرق ہے نا یار، کل ہم دونوں اس مٹی کے اوپر بیٹھتے تھے، چلتے تھے.. اور آج دیکھ تو مجھے اکیلا چھوڑ کے اس کے نیچے جا سویا ہے"... بہرام کی آنکھیں برس رہی تھیں وہ کہاں رونے والوں میں سے تھا لیکن حسن اسے رولا گیا تھا، اسکی آنکھیں خالی لگ رہیں تھیں، چھوڑ کے جانے والے.. آنکھیں خالی کر جاتے ہیں.

بہرام نے مٹی ہاتھ سے چھوڑ کر جیب سے رومال نکال کر قبر کا قطبہ صاف کیا جس پر روشن حروف درج تھے.. کیپٹن حسن جنید شہید".. بہرام نے رومال جیب میں رکھ کر نام والے مقام پر ہاتھ پھیرا. "تمہارے بغیر زندگی گزارنا بہت مشکل ہے. میں نے کبھی تیرے بغیر جینا سیکھا ہی نہیں. میں بہت اکیلا ہو گیا ہوں.. یہ موسم تو ہمیں پسند تھا. چائے پینا کتنا اچھا لگتا تھا رات کو سڑکوں پر نکل آنا" بہرام اپنا ضبط کھو گیا تھا اور بھر

دیکھنے والوں نے دیکھا تھا کیپٹن بہرام بخت زاروں قطار رو رہا تھا.الفاظ نکلنے مشکل تھے منہ سے....

"میں جب تک زندہ....رہوں گا تمہیں اور تمہاری دوستی کو یاد رکھوں گا..دوست کیوں کے تیرے جانے سے مجھے تم سے اور محبت ہو گئی ہے"...وہ اٹھا پھول ڈالے قبر پر دعا کر کے دوست کو اکیلا چھوڑ کر خود بھی اکیلا وہاں سے نکل گیا...آج بہرام ہر اس جگہ پر گیا تھا جہاں وہ دونوں جایا کرتے تھے..رات گئے جب گھر میں داخل ہوا نظر باغیچے کے اس حصے پر پڑی جہاں وہ نکاح کی رات کھڑے تھے..آنکھوں کے پردوں پر ماضی کی ایک خوشگوار یاد نے ڈیرا ڈالا تھا..

"اتنا اعتبار نہ کرو یرے یہ نا ہو دھوکہ ہی نہ دے جاؤں کسی دن"حسن نے شرارت کی

"ہاہاہا میرے بھائی تو اور دھوکہ وہ بھی مجھے......دے ہی نہ دے"بہرام نے طنزیہ کیا تھا اور وہ اعتبار کہ بلندیوں پر تھا

"دے بھی سکتا ہوں انسان ہوں"حسن نے بہرام کے کندھے پر ہاتھ رکھا.

چل ہٹ ادھر مجھے کام ہیں"بہرام نے شرارت سے اسے جھٹکا تھا

اچھا میں آپا کے دربار میں حاضری دے آؤں"حسن نے مسکراتے ہوئے اندر کی جانب جانے لگا

New Era Magazine

"حسن جنید تیرا دھوکہ بھی بہرام بخت کے سر آنکھوں پر" بہرام نے اسے پیچھے سے پکارا تھا..اور ماضی کی اس پار کھڑے بہرام بخت نے اپنے بالوں کو اپنے ہاتھوں میں جکڑ لیا تھا. آج کیپٹن بہرام بخت خود پر ضبط کھو چکا تھا..وہ بچپن کے یار کے لیئے بچوں کی طرح رو رہا تھا..

ooooooooooooo

تم نے کلاس کیوں مس ہے؟ میڈم پیپرز سر پر ہیں".....عروش نے آج کلاس نہیں لی تھی وہ نیوی بلیو کرتہ پہنے لیب کوٹ کے بغیر ہی کالج میں بینچ پر بیٹھی اپنی سوچوں میں گم تھی جب اسے مریم کی چنگارتی ہوئی آواز آئی تھی. عروش نے سر اٹھا کر دیکھا، مریم وائیٹ شارٹ فارک پلازو کے ساتھ پہنے، لیب کوٹ بازو پر ڈالے اسکے سامنے کھڑی تھی

"مجھے سمجھ نہیں آتی اس لیئے کلاس میں جانے کا کوئی فائدہ نہیں"...اس نے خالی نظروں سے ادھر ادھر دیکھا...

"عروش.........ایسے کب تک چلے گا ایک ہفتہ ہو گیا.. تم کلاسز مس کر رہی ہو... تم ڈاکٹر بن رہی ہو..مذاق نہیں ہے...اسے تو تم اپنی ٹاپ پوزیشن کھو دو گی".....

مریم نے اسکے ساتھ بیٹھ کر اسکے ہاتھوں پر ہاتھ رکھا

"اچھا.......ابھی بھی کچھ باقی ہے میرے پاس کھونے کو؟؟... عروش نے مریم کو سوالیہ نظروں سے دیکھا اسکی کی آنکھوں میں سے سمندر باہر آنے کو بے تاب تھا.

"عروش تم نا بہت اچھی لڑکی ہو..اور یار میں بہت خوش تھی.. تمہیں خوش دیکھ کر.. مجھے معاف کردو شاہد میری ہی نظر تمہیں کھا گئی"..مریم نے اس کے ہاتھوں پر اپنی گرفت مضبوط کی

مریم....."عروش نے اسے پکارا..."میں کبھی نہیں چاہتی تھی کہ مجھے محبت ہو.... میں دور بھاگتی تھی محبت سے....پھر ایک دن اس نے دبے پاؤں میری زندگی میں قدم رکھا. مجھے اس کا بات کرنا اچھا لگا....مجھے اسکا میری فکر کرنا اچھا لگا"..اس نے مریم کے کندھے پر اپنا سر رکھ دیا

ہاں گیارہ ماہ کے مختصر سے عرصے میں مجھے اس سے محبت نہیں عشق ہو گیا"..وہ خلا میں دیکھ کر بولنے لگی

پھر مجھ جیسی سمٹی ہوئی".......آنسو حلق میں اٹک گئے سانس لینا دشوار تھا......."خزاں جیسی لڑکی کی زندگی میں پیار بہار بن کر آیا....مجھے ہر طرف زندگی اور رنگ نظر آنے لگے میں خوش رہنے لگی....ایسا لگتا تھا اس زمین پر مجھ سے زیادہ

خوش نصیب کوئی ہو ہی نہیں سکتا.... سب کچھ ایک خواب لگتا تھا" وہ سر مریم کے کندھے پر ٹیکے سامنے دیکھتے ہوئے آہستہ آہستہ بول رہی تھی

"لیکن پھر تمہیں پتہ ہے کیا ہوا میری آنکھ کھل گئی اور وہ خواب ٹوٹ گیا"... اس نے بے بسی کی انتہا کرتے ہوئے سر اٹھا کر مریم کو دیکھا، اور مسکرائی...

"تم جانتی ہو اس خواب کی تعبیر میں، میں بے وفا ٹھہری.. میں محبت کے لیئے بری ٹھہری.."... اس نے آنسو صاف کیئے.. مریم صرف اسے سن رہی تھی. کیونکہ نہ کچھ کہنے کا وقت تھا.. اور نا کچھ کہہ سکتی تھی...

"اُس نے مجھے کوئی تلخ بات تک نہیں کہی، میں اپنی محبت کی لاش اٹھائے وہاں سے چل پڑی تھی. لیکن میں آج بھی اس مقام پر ہوں لیکن بے وفا ہوں".. وہ ایک جھٹکے سے اٹھی بیگ ہاتھ میں لیا.. بغیر وجہ کے کپڑوں کا بھی جھاڑا.. مسکراتے ہوئے.. وہاں سے تیز قدموں سے چلتی ہوئی کالج کے گیٹ سے باہر نکل گئی.. مریم اسے بس جاتا ہوا دیکھتی رہی..

ooooooooooooo

اپریل شروع ہوچکا تھا..اتوار کادن تھا آسمان بھی برسنے کو تیار تھا..ایسے میں ایک گاڑی آکر ہوسٹل کے گیٹ پر آکر رکی تھی. مریم جو رف سے حلیے میں موسم کا جائزہ لینے کے لیئے کھڑکی کا پردہ ہٹایا..نیچے جو نظر گئی.تو سامنے گاڑی کو دیکھ کر عروش کو بلایا. عروش نائیٹ ڈرس میں تھی اب وہ ایسے ہی رہتی تھی بجھی سے رف سے حلیے میں آرام سے اٹھ کر آئی،نیچے دیکھا اس کا جسم ٹھنڈا ہو گیا.کیونکہ نیچے اور کوئی نہیں بہرام بلیک قمیض شلوار میں موبائل ہاتھ میں لیئے کھڑا تھا.وہ آج ہمت نہیں کر سکتی تھی بہرام کی آنکھوں میں دیکھ کر جھوٹ بولنے کی. مریم اور عروش نے ایک دوسرے کو دیکھا.....گمان یہ کیا جارہا تھا کہ وہ عروش کو ہی کال کر رہا ہے لیکن اسے ہر جگہ سے بلاک کر چکی تھی..اس لیئے رابطے کا کوئی راستہ نہیں تھا..

"مریم پلیز جاؤ اور اس کو کہو میں شہر سے باہر ہوں..اور جو کچھ کہہ سکتی ہو کہہ آنا"..

عروش مریم سے التجا کر رہی تھی

عروش میں کیسے"...مریم گڑبڑائی

"ایسے ویسے یا جیسے بھی کرو..بس اسے یہ یقین ہو جائے کہ......"عروش کہتے کہتے رکی الفاظ ساتھ نہیں دے رہے تھے آنکھیں تھی جو برسنے سے باز نہیں آتیں تھیں..

"اچھا....اچھا.. تم رونہیں مم....میں جاتی ہوں" مریم نے حامی بھر کر بیگ اٹھایا اور باہر کی جانب نکل گئ.

اب مریم کا بہرام سے سامنا تھاایک گہری سانس لی ذہن میں جھوٹوں کاانبار لیئے اس کے پاس آئی.

ہائے مسٹر بہرام"مریم نے مسکراتے ہوئے ہاتھ ہلایا..

ہیلو"..بہرام نے بجھے سے انداز میں جواب دیا..

آپکا یہاں کیسے آناہوا"...مریم نے بے نیاز انداز میں کہا

میرے خیال سے آپکو پتہ ہے میرے یہاں آنے کا مقصد"......بہرام نے اس سے زیادہ بے زار انداز میں کہا

اہاں.....لیکن میرے خیال سے آپکاوہ مقصد ختم ہو چکا ہے".....مریم اب اپنے موبائل میں مصرف ہونے کی پوری طرح ایکٹنگ کررہی تھی.

عروش سے ملنا ہے کیسے ملاجاسکتا ہے"...بہرام نے ہمیشہ کی طرح نپے تلے الفاظ میں اپنا مدابیان کیا..

New Era Magazine

"عروش اپنے گروپ کے ساتھ ریسرچ ورک کے لیئے شہر سے باہر گئی ہوئی ہے.... واپسی کا کچھ علم نہیں مجھے"... مریم نے بھی رٹے رٹائے جملے دہرانے میں ہی عافیت جانی.

اگر آپکو کچھ اور نہیں کہنا مجھے تو میں جاؤں.. مجھے دیر ہو رہی ہے میں نے ابھی انکو جوائن کرنا ہے".. مریم نے جانے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا

"میں نے عروش سے محبت نہیں عشق کیا ہے" بہرام نے اپنا موبائل جیب میں رکھا

"اس سے الگ ہونے کا فیصلہ میرے جسم سے روح کھینچ لے گا" اس نے منہ دائیں جانب موڑ کر آنسوؤں کا غبار اندر اتارا

میں نے اپنی زندگی کے سخت اصولوں کو بھولتے ہوئے اسکو چاہا ہے. جانے وہ بے اختیاری کا کون سا لمحہ تھا جب میں اسکا اسیر ہو گیا" وہ بے اختیار سب بولتا جا رہا تھا

"محبت انسان کو ساری دنیا سے بے خبر کر دیتی ہے میں بھی ہو گیا، صرف اسے چاہنے کہ حد کر دی... میں اسے کچھ کہہ بھی سکتا" اس نے ہونٹ اور آنکھیں دونوں میچ لیں.. چند ثانیے بعد دوبارہ گویا ہوا

"ہمت ہی نہیں ہوتی... آپ کو اسی دوست ہیں نا اسے کہیں میرے ساتھ ایسا نا کرے... مجھے خود سے دور نہ کرے".. مریم کو اپنے گالوں سے کچھ بہتا ہوا محسوس ہوا

تھا...اس نے پہلی بار کسی مرد کو کسی عورت کے لیئے تڑپتا ہوا دیکھا تھا... مرد بھی کون تھا.وہ جن کے بارے میں مشہور ہے کہ انکا دل ہر قسم کے جذبات سے خالی ہوتا ہے.

"عروش سے لڑ نہیں سکتا... محبوب سے تو اسکی محبت کے لیئے بھی کوئی نہیں لڑا کرتا. اسے کہیں مجھ سے محبت نا کر صرف مجھے خود سے محبت کرنے دے"..وہ دو قدم آگے ہو کر کھڑا ہوا.وہ آج ایک آخری کوشش کرنا چاہتا تھا.وہ عروش کو اس دنیا میں کسی قیمت پر بھی اکیلا نہیں چھوڑنا چاہتا تھا.اس کے لیئے وہ خود جھک رہا تھا

"انسان کی زندگی میں کچھ ایسے لوگ ہوتے ہیں جو اسے توڑ دینے کی صلاحیت رکھتے ہیں..وہ مجھے توڑ رہی ہے".....بہرام کی آنکھوں میں میں سرخ دراڑیں واضح تھی. کیونکہ وہ ایک ناکام عاشق کے روپ میں دنیا کے سامنے آنے والا تھا....

"دیکھیں بہرام صاحب مجھے آپ سے پوری ہمدردی ہے....لیکن.....آپ صرف محبت کرنے کا حق رکھتے ہیں...زبردستی کرنے کا نہیں"...مریم نے اپنا موبائل کانپتے ہاتھوں سے بیگ میں ڈالا

"کیپٹن بہرام بخت صاحب وہ آپ جیسی سوچ نہیں رکھتی" مریم نے اسکی آنکھوں میں دیکھ کر مضبوط لہجے میں کہا....

"وہ خوش ہے اور اپنی زندگی میں مست "اس نے کندھے اچکائے

"ٹریسٹ می وہ آپ جیسا بلکل نہیں سوچتی... آپ کا یہاں آنا بے کار ہے"... مریم نے اسکی بازوں کو تھپتھپا کر اسے تسلی دیتے ہوئے مستقل مزاجی سے سب بول کر واپس ہاسٹل کے اندر چلی گئی... سننے والے پر آسمان آ گرا.. اور وہ آسمان گرا کر جا چکی تھی.. پیچھے رہ جانے والا زمین بوس ہو گیا تھا....

دھڑم کی آواز سے دروازہ کھولتی ہوئی مریم اندر داخل ہوئی عروش جلے پاؤں کی بلی کی طرح ادھر ادھر چکر کاٹ رہی تھی..

کیا ہوا؟... عروش مریم کی طرف لپکی. اسکا بازو تھام کر پوچھا. مریم نے اسکا بازو جھٹک دیا

"سنا تھا لیکن آج دیکھ بھی لیا.... محبت واقعی مار دینے کی صلاحیت رکھتی ہے......اور تم نے اسے مار دیا"... مریم پاؤں پٹختی ہوئی کمرے سے نکل گئی اور پیچھے رہ جانے والا دوسرا وجود بھی زمین بوس ہونے کو تیار تھا. اور پھر شام بادل ٹوٹ کے برسے بارش نے ہر طرف جل تھل مچادی. گھٹن زدہ ماحول کی گھٹن اور بڑھ گئی. بارش کی آواز من کو کاٹتی رہی.... بہرام جھیل کنارے طوفانی بارش میں بھیگتا رہا..

"بہت ہمت والی ہے تمہاری فوجن." . عروش کے الفاظ کانوں میں کسی ہتھوڑے کی طرح لگ رہے تھے...

New Era Magazine

"میں تمہارا انتظار کروں گی"...آوازیں تھیں جو ہر طرف گونج رہی تھیں بہرام نے کانوں پر ہاتھ رکھ لیئے..

"تم ایسی تو نہیں تھی فوجن "لبوں سے صرف چند الفاظ ہی نکل پائے...اس رات یہ جاننا مشکل تھا کہ آسمان زیادہ برس رہا ہے یا فوجی کی آنکھیں..

اگلے دن کا موسم بہت خوشگوار تھا آسمان پے گھنے بادل چھائے ہوئے تھے ٹھنڈی ہوائیں چل رہی تھیں آسماں پھر برسنے کو تیار تھا. بہرام کی گاڑی سڑک پر دوڑ رہی تھی. اب بہرام صرف سڑک پر ہی پایا جاتا تھا. اس نے بولنا چھوڑ دیا تھا. گھر پر بھی وہ صرف فاطمہ کے بلانے پر ہی جایا کرتا تھا. وہ صرف اپنے وزیرستان جانے کے دن گن رہا تھا.. آج فاطمہ کے اسرار پر وہ ڈرائیور ساتھ لایا تھا

سر ہم نے کہاں جانا ہے"..ڈرائیور جو کب سے اسے ایک سڑک پر گاڑی دوڑا رہا تھا آخر میں پوچھنا مناسب سمجھا....بہرام بنا بولے گانا سنتا رہا

"ہوئے ڈاڈھے دلگیر، کھچی یاداں نے لکیر
سانوں چن ماہی! گھیریا اے تیریاں خیالاں"

گاڑی ایک لمبا چکر کاٹ کر پھر اسی روڈ پر آچکی تھی جہاں اس دشمن جان کو پہلی بار دیکھا تھا

ڈُب گئیوں کِتھے روگ پیار والا لا کے

عُمراں دا رونا ساڈی جھولی وِچ پا کے"

گاڑی کے پہیے تھے کہ روک ہی نہیں رہے تھے..اور یہ ہی کیفیت اسکے ذہن کی بھی تھی..خیال تھے کہ جان چھوڑنے کو تیار ہی نا تھے..اچانک بہرام نے گاڑی کا سٹیر نگ پکڑ لیا..ڈرائیور بے بمشکل گاڑی روکی بہرام کی نگاہیں ایک انسان پر آ کے ٹھہر گئیں تھیں..وہ گاڑی سے اتارا اور بجلی.کی تیزی سے اس کے پاس پہنچ گیا.اکالا رنگ، بکھرے بال، بھوری اداس آنکھیں اور محبت میں ہارا ہوا بہرام بخت کل والے حلیے میں ہی تھا.وہ جو ہر چیز سے انجان کالا کرتہ پہنے، کمر پر بیگ لگائے،لیب کوٹ بازو پر ڈالے کھڑی تھی چونک گئی..

تم...؟...عروش حیران تھی اور پریشان بھی کہ اب کیا کرے گی.

"مجھے پتہ تھا تم اسی شہر میں ہو"..سامنے عروش عالم کو دیکھ کر اس کو چلتی سانسیں بامقصد لگنے لگی تھیں

مجھ سے بات کرو اگنور کیوں کر رہی ہو"..عرش نے اسے ان دیکھا کر کے سائیڈ سے بچ کر جانا چاہا تو وہ بہرام نے اسکے سامنے آ کر اس کا راستہ روک کر کہا

"یار دیکھوں بات کرنے کو کچھ ہے نہیں.. تمہارا وہی محبت نامہ مجھے دوبارہ نہیں سننا سو پلیز"...عروش مضبوط لہجے میں بولی..اور بہرام وہ لڑ کھڑا کر رہ گیا...

عروش تم یہ سب"..وہ صرف اتنا ہی کہہ سکا..اسکے قدم اور الفاظ ایک لڑکی کے سامنے لڑ کھڑا رہے تھے

ہاں میں یہ سب کہہ رہی ہوں کیونکہ میرا دم گھٹتا ہے ان سب چونچلوں سے"....

عروش آج اپنی ہمت کی انتہا دیکھا رہی تھی..وہ ضبط کی بلندیوں کو چھو رہی تھی.

بہرام نے ایک ہاتھ کمر پر رکھا اور دوسرا اپنے منہ پر پھیرتے گہرا سانس لیا دو قدم آگے ہو کر کھڑا ہوا."میں سوچتا تھا حسن شہید ہو گیا میں کیوں نہیں ہوا آج اپنے سوال کا جواب مل گیا"اس نے ادھر ادھر دیکھا.حلق سے ایک غبار نیچے جاتا محسوس ہوا.

"میں اس لیئے شہید نہیں ہو سکا کیونکہ مجھے پل پل مرنا تھا" وہ یہ کہہ کر آگے بڑھ گیا وہ جو اسکے سامنے دیوار بنے کھڑی تھی ایک جھٹکے سے ہی گر گئی.

oooooooooooooo

New Era Magazine

جا رہے ہو؟؟"..آپا کمرے میں داخل ہوئیں بہرام کو پیکنگ کرتے ہو دیکھ کر کہا. وہ دو دنوں سے ایک ہی حلیے میں تھا

ہاں جا رہا ہوں"..بہرام نے سوٹ بیگ میں ڈالا

پھر کب آو گئے؟؟"..فاطمی جو کریم کلر کی شارٹ شرٹ کے ساتھ کھلے ٹراؤزر می اسکے پاس کھڑی تھی اس کی آنکھوں میں بے چینی نظر آ رہی تھی وہ بہرام کے جانے سے تھوڑی اداس لگ رہیں تھیں

پتہ نہیں.."..اس نے مختصر جواب دیا...

اس کا مطلب ہے تمہیں میری پرواہ نہیں ہے.؟؟....آپا خفا ہوئیں

چاہے میں جتنا بھی لاپرواہ سہی پر آپ کی پرواہ ہے مجھے.."..بہرام نے پیکنگ روک کر کہا

"پھر اتنے اداس کیوں ہو بھیا"..فاطمہ نے بھائی کو کندھوں سے پکڑ کر اپنی جانب موڑا

"آپا انسان ہوں نادل بھی ہے میرے پاس..یہ دکھتا بھی ہے..احساسات بھی ہیں میرے...اداس بھی ہوتا ہوں"بہن کو کندھوں سے تھامے وہ آہستہ آہستہ بول رہا تھا.فاطمہ نے سمجھ گئی تھی محبت آج بھی گھٹ رہی ہے دل میں

"میرا بھائی اداس ہوتا ہے تو میں بھی اداس ہوتی ہوں" فاطمہ نے اسکا چہرہ ہاتھوں میں لیا۔

"آپا میں جانتا ہوں آپ مجھ سے بہت محبت کرتی ہیں" اس نے بہن کے ہاتھوں کو پکڑ کر کہا۔

"ہر محبت کے کچھ تقاضے ہوتے ہیں نا.. محبت قربانیاں مانگتی ہے، کبھی رُوح کی، کبھی جان کی اور کبھی خواہشات کی ابھی وطن کو میری ضرورت ہے".. بہرام نے بہن کو قریب کیا اسکے آنسو اپنی پوروں سے صاف کئے اور خود سے لگاتے ہوئے کہا.. "سب ٹھیک ہو جائے گا".. فاطمہ بھائی کے ساتھ لپٹ گئی

oooooooooooooooo

اپریل ختم ہونے کے قریب تھا.. گرمی بڑھتی جارہی تھی یا جانے اب محسوس ہی نہیں ہوتی تھی.. بہرام وزیرستان جاچکا تھا.. شہر محبت میں صرف وہ اکیلی رہ گئی تھی.. وہ روز آکر جھیل کے کنارے پتھر پر بیٹھ جاتی اور گزرے دنوں کو یاد کرتی.. وہ دنیا کے سامنے نہ رونے والی اب روپڑا کرتی تھی اور اس کام کے لیئے بہترین جگہ صرف یہ ایک ہی تھی.. عروش کے لیئے مشکل وقت تھا دنیا کے ساتھ ساتھ اب اسے اپنے ضمیر سے

بھی لڑتا تھا..ہر روز کہ طرح وہ آج بھی جینز کی پینٹ کے اوپر پرپل کرتہ پہنے جھیل کے کنارے بیٹھی تھی.

"آہستہ آہستہ میں مٹتی جا رہی ہوں"...آنسوؤں گالوں سے بہہ رہے تھے اور وہ اپنی ہتھیلیاں رگڑ رہی تھی.گلے میں اس محبت کا گھیرا تنگ ہونے لگا تھا.وہ کبھی بھی اپنے ماں باپ کی طرح دنیا کے لیئے نہیں بننا چاہتی تھی. اس کے لیئے عروش نے بہت محنت کی تھی. لیکن وہ تو بہت سستی تھی دنیا کے.اپنے ماں باپ کی ہی طرح وہ بھی مٹ رہی تھی.انکے وجود چلے گئے تھے دنیا سے لیکن عروش کی لاش دنیا میں ہی گل سڑ رہی تھی

"محبت کا انجام اس طرح کیوں ہوا کرتا ہے.میں نہیں جانتی کے یہ سب کیوں ہوا.. شاید اسلئے کے مجھے خوشیاں راس نہیں آتیں"اس نے منہ آسمان کی جانب کیا

"بہرام....!!.عروش نے آنکھیں بند کرکے دھیرے سے اسے پکارا"میں زندگی بھر یہ نہیں بھولوں گی کے مجھے اس شدت سے چاہا گیا.کیوں تم نے مجھے اتنا چاہا... اب آکر دیکھو نا تمہاری اسی محبت نے مجھے ختم کردیا ہے"....عروش اپنے گھٹنوں پر جھک کر دوہری ہو چکی تھی..

New Era Magazine

"میم.....میں نہیں جانتی تھی........ہماری شناسائی ہمیں اس کرب میں دھکیل دے گی" الفاظ تھے جو ادا ہی نہیں ہو رہے تھے...

"بہرام مجھے کبھی معاف نہ کرنا... تم سے بے وفائی شاید مجھے زندہ رکھے لیکن تمہاری معافی مجھے مار دے گی"...وہ دوہری ہوتے ہوئے پتھر سے نیچے زمین پر آ گری تھی.. اس محبت کی سچائی کے گواہ بھی تو یہ یہ جھیل اور یہ پتھر ہی تو تھے.....عروش نے خود تک آتے سارے راستے بہرام کیلئے بند کر دیے.اور اپنے جینے کے تمام جواز چھوڑ دیئے تھے

oooooooooooooo

دیکھتے دیکھتے ازیت کے چار سال گزر ہی گئے..اور ان چار سالوں میں بہت کچھ بدل چکا تھا..عروش میڈیکل کالج سے گولڈ میڈل لے کر ڈاکٹر عروش عالم بن چکی تھی.وہ تینوں عروش،مریم،اور فہد ایک ہی ہسپتال میں ہاؤس جاب کر رہے تھے.عروش اور مریم ایک دوسرے ہاسٹل میں شفٹ ہو گئیں تھیں.جو ہسپتال سے زرا فاصلے پر تھا. نوشیروان اپنے شہر گلگت چلا گیا تھا.وہاں وہ بھی ہاؤس جاب کر رہا تھا..اور اسامہ کینیڈا چلا گیا تھا.مریم اور فہد نے منگنی کر لی تھی اور ہاؤس جاب کے بعد انکی شادی تہہ تھی. اور ان دنوں میں ہی کیپٹن بہرام کی وردی پر ایک ستارے کا اضافہ بھی ہوا تھا. تین

سال پہلے فاطمہ شادی کر کے امریکہ جاچکی تھی.اب وہ وہاں پر وکالت کر رہیں تھیں.
ان چار سالوں میں کوئی نہیں جانتا تھا کس نے کس کو سزا دی اور کس کے کس کی محبت کا مان رکھا تھا.

"تقریباً تین سال بعد ہم ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا رہے ہیں بھیا" کبابوں والی پلیٹ اٹھا کر بہرام کے آگے کرتے ہو کہا. فاطمہ کی شادی کے بعد آج وہ پہلی بار ایک ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا رہے تھے

"ہمم ایسا ہی ہے آپا آپ شادی کر کے امریکہ کیا گئیں وہی کی ہو کہ رہ گئیں" اس نے کباب اٹھاتے ہوئے کہا

"میرے بھائی امریکہ سے روز روز تو آیا نہیں جاتا.اور یہ بتاو آؤں کس کے لئے... تمہارا کوئی پتہ ہو تو تب نا، کوئی نہیں جانتا تم پاکستان کے کس شہر میں ملو گے" اس نے کھانے سے ہاتھ روک کر بھائی پر پیار بھری نظر ڈالتے ہوئے کہا تھا.

"آپا میں کون سا تفریح کرتا ہوں. فوجی ہوں ڈیوٹی جہاں ہو وہی جانا پڑتا ہے"..بہرام نے ایک لقمہ لیا.اب وہ پہلے جیسا نہیں رہا تھا پہلے سے ہی نپا تلا بولنے والا فوجی اب کسی کسی بات کا ہی جواب دیا کرتا تھا

"میرے بھائی فوج تمہیں قید تو نہیں کرتی نا۔ تم مجھے بتاؤ تین سال میں تم ایک بار بھی جو پنڈی آئے ہو اپنے گھر آئے ہو، تم آتے تو میں چاہے دنیا کے کسی کونے میں بھی ہوتی آجاتی تم سے ملنے"

"اچھا نا آپا چھوڑیں اس بات کو آج میں آیا ہوں اور کل آپ جا رہی ہیں واپس اس نقطے پر زرا نظر ثانی کریں گی آپ" بہرام نے سلاد کی پلیٹ اٹھاتے ہوئے کہا

"بس تمہیں دیکھنا تھا دیکھ لیا۔ میرے وہاں ایک دو کیسز ہیں ان کو بھی جا کر دیکھوں نا اب" فاطمہ نے جگ سے پانی گلاس میں انڈھیلا۔

"چلیں میں نے بھی آپکو دیکھ لیا آپ خوش ہیں میں مطمئن ہوں ڈاکٹر آپکا اچھے سے خیال رکھتا ہے" بہرام کو شرارت سوجی تھی

"لیکن بہرام میں مطمئن نہیں ہوں۔ اب تم ایک افسر ہو شادی کیوں نہیں کرتے۔ یار کرو شادی میرے بھی کچھ ارمان ہیں" فاطمہ نے منہ بناتے ہوئے کہا

"ویسے مجھے پتہ ہے تم پنڈی اسی لئے نہیں آتے تھے کہ میں بھی آٹپکوں گی اور شادی کی بات کروں گی۔ فون پر بھی تم اس ذکر پر خدا حافظ کہہ دیتے ہو" فاطمہ خفا ہو کر ڈھیروں شکوے کر رہی تھی۔ آنکھوں میں پانی امڈ آیا تھا

"آپا ایسا کچھ نہیں ہے آپ پریشان نہ ہوں" بہن کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر وہ تڑپ گیا تھا

"کیسی بات ہے مجھے بتاؤ"..فاطمہ نے آگے ہو کر بھائی کے ٹیبل پر رکھے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا

"آپ دیکھیں میری زندگی کا کیا بھروسہ آج نہیں تو کل شہادت ہے" بہرام خود بھی نہیں جانتا تھا وہ کیا بول رہا ہے نا ہی کوئی نقطہ اسے نظر آرہا تھا جہاں وہ اپنی آنکھوں کو روک سکے. بس اس نے زندگی کا مقصد ہی زندگی کا اختتام بنا لیا تھا

"میرے بھائی ملک میں چھ لاکھ فوج ہے کیا سب کنورے پھر رہے ہیں یہ ایک عجیب ہی منطق ہے تمہاری" وہ کھانا کھا کر اٹھ کر کھڑی ہوئی

"اب تو پنڈی میں پوسٹنگ ہو گئی ہے نا اب اس نقطے پر سوچنا شروع کرو" فاطمہ کہہ کر اندر چلی گئی بہرام نے سکھ کا سانس لیا.

oooooooooooooooo

بہرام اپنے آفس میں بیٹھا تھا.. کہ فون کی گھنٹی پر چونک گیا..دوسری جانب آپا تھیں انھوں نے بتایا کہ فلائٹ کینسل ہو گئی ہے اسے جلدی آنے کی ضرورت نہیں ہے.

بہرام نے فون رکھ کر فون پر نظر جمائے بیٹھا تھا کہ آفس کا دروازہ کھول کر ایک آفیسر

اندر داخل ہوا..یہ میجر شہریار آفندی تھا.وزیرستان میں بہرام کے ساتھ تھا..ان کے درمیان اچھی دوستی ہو چکی تھی..شہریار کچھ عرصہ پہلے پنڈی پوسٹنگ ہوئی تھی.اب بہرام کی پوسٹنگ پر اسے کھانے پر لے جا کر شہر کے میزبان ہونے کا حق ادا کر رہا تھا

کن سوچوں میں گم ہوں جوان"شہریار نے بہرام کے میز پر انگلیوں سے دستک دی..

ہا..ہاں..کئی بھی نہیں"..بہرام سیدھا ہو بیٹھا اور اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا

"بربادیِ دل جبر نہیں فیض کسی کا

وہ دشمنِ جاں ہے تو بھلا کیوں نہیں دیتے"

شہریار نے کرسی کو پیچھے کھینچ کر بیٹھتے ہوئے کہا

ممکن نہیں ہوتا ایسا"..بہرام نے اپنی گھڑی پر نگاہ ڈالی..وی آر گیٹینگ لیٹ"اُس نے موبائل،گاڑی کی چابی،والٹ، پاور بینک ہاتھ میں لیا اٹھ کھڑا ہوا اور تیزی سے کمرے سے نکل گیا

پیسے میرے جیب سے جانے ہیں نا اسی لیے جناب کو جلدی ہے"شہریار مسکرا کر بہرام کے پیچھے چل پڑا

oooooooooooo

گرمیاں ختم ہونے کو تھیں خزاں کا موسم اپنے آنے کا پتہ دے رہا..ایسے میں عروش روڈ پر کھڑی گاڑی کا انتظار کر رہی تھی..آج وہ ایک کام کے سلسلے میں ہسپتال سے چھٹی لے کر آئی تھی.جب سامنے کھڑی گاڑی پر اسکی نظر پڑی.اسکی نظریں وہی ساکت ہو گیئں.سانس لینا دشوار لگ رہا تھا.دل ڈھڑکنا نہیں چاہتا تھا..چار سال بعد وہ دشمن جاں اسکے سامنے گاڑی سے باہر کھڑا فون پر گفتگو میں مصرف تھا.شہریار بھی اب باہر نکل آیا تھا. شہریار کی نظریں عروش کو دیکھ چکی تھیں عروش کے قدم لڑکھڑا رہے تھے وہ بھاگ کر بہرام کے پاس جانا چاہتی تھی. لیکن نہیں جا پائی.

عروش ہوش کی دنیا میں واپس آئی.اسے اپنا آپ بہت بھاری محسوس ہوا..زندگی رکی تھی نا قدم، اب اسے قدم اٹھانے تھے ہر حالت میں..وہ تصدیق کرنا چاہتی تھی کہ یہ محض ایک خیال تھا یا حقیقت اس لیئے وہ آگے بڑھنے لگی.بہرام فون پر بات کرتا ہوا آگے بڑھ کر ایک ہوٹل میں چلا گیا..

وہ گاڑی کے قریب پہنچی اور خاموش کھڑی دیکھ رہی..شہریار نے اسکے پاس آکر پوچھا.."میم مے آئی ہیلپ یو؟؟.."

یہ جو ابھی اندر گئے ہیں"..عروش نے انگلی سے ہوٹل کی طرف اشارہ کیا

وہ..وہ تو میجر بہرام بخت ہیں".شہریار نے مسکراتے ہوئے کہا

New Era Magazine

"کیپٹن بہرام بخت کہتے ہیں مجھے "ہوا کا ایک جھونکا ماضی کی خوشبو ساتھ لایا تھا

"ون مور تھینگ....ہی از گوئینگ ٹو میری سون "شہریار نے ہنستے ہوئے کہا اور آگے بڑھ گیا. کہنے والا کہہ کر چلا گیا.. پیچھے رہ جانے والی کے آنسوؤں حلق میں پھنس گئے تھے.. وہ بہت دیر وہی کھڑی دیکھتی رہی

اچھا تو میجر بن گئے اور مجھے بھول بھی گئے "عروش کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری تھیں لیکن چہرے پر مسکراہٹ تھی..وہ مردہ قدموں سے اپنے سفر پر پیدل ہی نکل پڑی تھی

ادھر جب بہرام کو شہریار نے باہر کسی لڑکی کا بتایا تو اس کو کوئی فرق نہیں پڑا..کیوں وہ یہ سب بہت پیچھے چھوڑ آیا تھا

میں نے اسے کہہ دیا تیری شادی ہونے والی ہے "شہریار نے قہقہہ لگایا

اچھا نا بس کر اب"..بہرام کھانا ڈالنے میں مصروف تھا

ویسے مجھے برا تو لگا اسے یہ کہتے ہوئے لیکن..تیری چکر میں اس لڑکی کی زندگی خراب ہونے سے بہتر تھا یہ جھوٹ."شہریار نے بھی کھانا شروع کیا

یار پلیز اب بکو مت...فضول بات کہاں سے کہاں لے گئے ہو تم" بہرام نے پانی کا ایک گھونٹ بھرا

ہاہاہاہا"فین فالوینگ ہے تیری"اسنے آنکھ دبا کر شرارت سے کہا

کھانا کھاپیسے تیرے ہی لگے ہیں اس پر"بہرام نے کھانے کی طرف اشارہ کیا..اور اس کے بعد دونوں نے بھرپور انداز میں لینچ انجوائے کیا.

oooooooooooo

دوپہر کے وقت بھی کھڑکی پر پردے گرے ہونے کے باعث کمرے میں اندھیرا تھا.پردے دوسرے دن بھی کھڑکیوں سے نہیں ہٹ پائے تھے

وہ کتاب کو سینے سے لگائے سیدھی لیٹی چھت کو گھور رہی تھی...آنکھوں سے مسلسل آنسوں نکل کر کنپٹی پر سے بہتے ہوئے بالوں کو تر کر رہے تھے..بیڈ پر لیپ ٹاپ کتابیں بکھری ہوئیں تھیں..آج دوسرا دن تھا وہ ایسے ہی گم سم بس روتی جارہی تھی.مریم نائیٹ ڈیوٹی کی وجہ سے دوسرے دن بھی ہوسٹل نہیں آسکی تھی.اگلے کئی پہر یا دن بھی وہ ایسی طرح روتے ہوئے گزار دیتی کہ اسکا فون بجنے لگ گیا اسنے سائڈ ٹیبل سے موبائل اٹھا کر کال ریسیو کرکے موبائل کان سے لگالیا دوسری طرف سے چنگھاڑتی ہوئی آواز آئی

ہیلو..عروش کہاں ہو..؟آج آئی کیوں نہیں ہوسپٹل؟.فون بھی نہیں اٹھارہی تھی.."..مریم نے اتنے سوال ایک ساتھ کرڈالے

کچھ نہیں لیٹی ہوئی تھی "اس نے مری ہوئی آواز میں جواب دیا

اسکی آواز سن کر مریم ایک لمحے کے لئے ٹھٹکی

تمھاری آواز کو کیا ہوا ہے؟ تم رو رہی تھیں کیا؟

مریم کا اتنا کہنا تھا اور عروش کے آنسوں ایسے نکلنا شروع ہوئے جیسے اس سوال کے منتظر ہوں.

عروش ہوا کیا ہے؟ یار بتاؤ تو سہی نا

مریم......! وہ لوٹ آیا ہے".. اس نے روتے ہوئے کہا

کون لوٹ آیا ہے؟." .. مریم کا لہجہ انجان تھا

بہرام...!" .. اس نے اپنی ساری طاقت لگا کر نام پکارا تھا اور آنکھیں میچ لیں تھیں..

عروش...."مریم نے آہستہ سے پکارا...

"عروش میری جان" .. اس نے دوبارہ پکارا لیکن عروش نے موبائل بیڈ پر پھینک کر ہاتھوں میں منہ چھپا لیا تھا..

مریم آج عروش کے پاس نہیں آسکتی تھی. اسے اپنے ساتھ ساتھ عروش کی بھی ڈبل ڈیوٹی کرنا تھی.. اور اسے کور بھی کرنا تھا سب کے سامنے کیونکہ وہ بغیر اطلاع کے غائب تھی.

اس لئیے ادھر عروش گھٹنوں میں منہ دے کر بیٹھی روتی رہی کئ پہر ایسے ہی گزارنے کے بعد اب اس نے اپنا سرخ چہرہ اوپر کر کے دیکھا تھا.. اس کے کانوں میں ماضی کی ایک آواز آئی تھی..

"یار میں ہوں یا نا ہوں تم نے مضبوط رہنا ہے" اس نے ادھر ادھر دیکھا

حالات جیسے بھی ہوں تم نے مقابلہ کرنا ہے"..اب وہ کھڑی ہو چکی تھی

"ایک بات یاد رکھنا ہمیشہ. بہرام بخت نے تمہیں ٹوٹ کے چاہا ہے"... بجلی کی رفتار سے وہ بھاگ کر باتھ روم میں گئی اور منہ پر پانی کے چھینٹے زور زور سے مار کر آنے والے تمام خیالات کو جھٹک دیا.. شیشے میں دیکھتے ہوئے سوچنے لگی..

"مجھے یہ شہر چھوڑ دینا چاہیئے. یہ محبتوں کا شہر اُسکا تھا..اواُسی کا ہے..میں توازل سے تھی ہی مسافر....سو اب پھر رختِ سفر باندھ لینے کا وقت آ گیا ہے"..وہ فیصلہ کر چکی تھی.وہ بھی ہجرت کا فیصلہ.وہ نہیں چاہتی تھی بہرام سے اسکا سامنا ہو اس لیے اب ایک نئے سفر کے لئیے تیار تھی وہ.

oooooooooooo

سالوں پہلے کی یاد آج پھر تازہ کی جا رہی تھی بہرام بہن کی گود میں سر رکھ کر سویا ہوا تھا اچانک آنکھ کھلنے پر بہن کا چہرہ سامنے دیکھ کر مسکرا دیا.

New Era Magazine

آپا آپ کو تھکا دیا.. مجھے پتہ ہی نہیں چلا کب آنکھ لگ گئی".. اس نے اپنے منہ پر ہاتھ پھیرا

"کوئی بات نہیں بھیا... میں بھی کتنے عرصے بعد جی بھر کے تمہیں دیکھا ہے" فاطمہ نے پیار سے اسکے چہرے کو چھوا

میری پیاری آپا".. اس نے پیار جتلایا

"بہرام میں ہمیشہ سے چاہتی تھی. میرا ایک بیٹا ہو بلکل تمہارے جیسا".. اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے..

"لیکن میں ہمیشہ اس خوشی سے محروم رہوں گی".. آنسوؤں ٹپک کر بہرام کے بالوں میں جذب ہو گئے.. وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر اسکے سامنے بیٹھ گیا

فاطمہ میں آپکا ہی بیٹا ہوں نا.. واللہ میں نے اپنی ساری زندگی آپ ہی کو اپنی ماں مانا ہے. امی تو بس نام کی ہی تھیں نا میری... نا کبھی انکو دیکھا. نا کبھی اُن سے بات ہوئی.." وہ تھوڑا آگے کو سرکا

"سچ بتاؤں آپ تھیں تو کبھی امی کے بارے میں زیادہ سوچا بھی نہیں" اب وہ اسکے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیئے اسے تسلیاں دے رہا تھا..

"اب اجازت ہو تو میں واپس لیٹ جاؤں کل کے بعد یہ مزے ختم ہو جانے ہیں"

بہرام نے جلدی سے اسکی گود میں سر واپس رکھ دیا

"مجھے میری زندگی سے زیادہ عزیز ہیں..ماں باپ کھونے کے بعد مجھے اپنی بہن کھونے کا حوصلہ نہیں"..بھائی کا چہرہ دیکھ کر عروش سے کی جانے والی گفتگو آج اتنے عرصے بعد اسے یاد آئی تھی.. اس نے آنکھیں میچ لیں.

"بہرام...فاطمہ نے آہستہ سے پکارا

"جی آپا"..اس نے پیار سے جواب دیا

ہم کتنے اکیلے رہ گئے ہیں نا"..فاطمہ کے ہاتھ اسکے بالوں کو سہلا رہے تھے

کیسی باتیں کر رہی ہیں آپا اچھا خاصا ہینڈسم شوہر ہے آپکا اور سونے پر سہاگہ آپ کا اتنا کیوٹ بھائی ہے آپ کے پاس"...اس نے فاطمہ کی طرف گردن اوپر کر کے دیکھا

اور تمہارے پاس..؟..فاطمہ سے اس سوال کی توقع نہیں تھی..اس نے ایک گہری سانس خارج کی.

آپ ہیں نا فاطمہ بس اور کیا چاہیے"..بہرام نے اس وقت یہ ہی کہنا مناسب سمجھا وہ اس وقت اپنی شادی کی بات سننے کے موڈ میں بلکل بھی نہیں تھا

فاطمہ نے آنکھیں بند کر کے گہرا سانس لیا اور گویا ہوئی...

"بہرام میرے بھائی زندگی میں انسان بہت سی غلطیاں کرتا ہے لیکن....."بہرام نے اسکی بات کاٹ دی جانے وہ کیا کہنے والی تھی

میں اُسے نہیں بھول سکتا...یہ کرنا میرے بس میں ہی نہیں ہے..وہ یہاں....یہاں بستی ہے" اس نے اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر مسکرا کر کہا

"اسے ڈھونڈ کیوں نہیں لیتے"..فاطمہ نے لرزتے ہونٹوں سے کہا.

ڈھونڈتے انکو ہیں جو گم ہو جائیں"....اب وہ اٹھ کر بیٹھ گیا..

"سب بے وفائی کر گئے بس ایک یہ زندگی ہے جو وفا نبھانے کے لیئے بضد ہے"بہرام نے دونوں ہاتھوں سے اپنے بال سیٹ کیئے.

"بہرام ایسے نا کہو میرا دل بند ہو جائے گا"فاطمہ نے تڑپ کر کہا..

"آپا میں بلکل ٹھیک ہوں..خوش ہوں..وہ احمد فراز نے کیا خوب کہا ہے

اُسکی وہ جانے اُسے پاسِ وفا تھا کہ نا تھا

فراز تم اپنی طرف سے تو نبھاتے جاتے

اس لیئے میں اپنے حصے کا کام کر کے ہی جاؤں گا..اب زیادہ نا سوچیں ریسٹ کریں"وہ بیڈ سے نیچے اترا..بہن کے ماتھے پر سے بوسہ دیا..شفقت سے اسکے چہرے کو دیکھ کر کمرے سے باہر نکل گیا..

فاطمہ نے اپنا سر بیڈ کے ساتھ ٹیک دیا..ایک آنسو اسکی آنکھوں سے نکل کر گالوں کو تر کر گیا.وہ جان چکی تھی چار سال پہلے اسکی ایک سوچ نے اسکے جوان بھائی کو مار دیا ہے..

ماضی کی ایک کرن اس کی آنکھو کے سامنے تھی

میڈم ساری نفارمیشن مل گئی ہے"

گڈ"

وہ جو لڑکی تھی نا"..وہ کہتا کہتا رکا

"ہاں..

میڈم جو ایڈریس آپ نے دیا تھا یتیم خانے کا وہاں اُس لڑکی کا ریکارڈ تو موجود تھا..لیکن کوئی یہ نہیں جانتا تھا کہ وہ آئی کہاں سے تھی..آگے پیچھے کا کچھ پتہ نہیں".

ہاں..سہی"...فاطمہ چپ سادھے بس سن رہی تھی.

میں نے خود بھی کچھ تحقیق کی ہے"..فون کے دوسری جانب سے آواز آئی

"اور کیا پتہ چلا"..

جی وہ کراچی کے علاقے طارق روڈ پر کچھ اس رشتہ داروں کا شک تھا وہاں رہتے ہیں..

لیکن بد قسمتی سے وہاں جانے پر پتہ چلا وہ لوگ عروش نامی کسی لڑکی کو نہیں جانتے"

دوسری جانب سے آواز ابھری

شاید وہ لوگ وہاں سے"..فاطمہ نے افسردہ لہجے میں کہا

"نہیں میڈم میں نے ان سے پوچھ لیا تھا کہ کوئی اور جو یہاں پہلے رہتا ہو اسکا بتا دیں تو انھوں نے کہا کہ وہ پچھلی کئی دہائیوں سے وہاں رہائش پذیر ہیں"

"افففف ایسا ہے. چلو تم نے ری کنفرم کر لیا ہے ناسب"..

ماضی سے فاطمہ حال میں آچکی تھی یہ چند منٹوں کا سفر اس پر بھاری گزرا تھا..وہ بہت دکھ اور تکلیف میں تھی. لیکن یہ تکلیف تو اس نے اپنے لیئے خود منتخب کی تھی

oooooooooooooo

خزاں کا موسم اپنے عروج پر تھا.سب ہی درخت اجڑے کھڑے تھے.دور دور تک زرد پتے زمین پر بکھرے نظر آرہے تھے.پھول نے پودوں سے علیحدہ ہو چکے تھے. ہوا میں بھی تپش تھی.جو سانسوں میں گھٹن کا باعث بن رہی تھی.ہر چیز اپنے اصل سے علیحدہ ہو چکی تھی ایسے میں عروش عالم راولپنڈی کے کینٹ ایریا میں موجود ایک دفتر کے باہر بہرام بخت سے ملاپ کو آئی تھی.اس نے صبح ہی ہاسپٹل سے ریزائن کیا اور اپنے دوستوں سے ملنے کے بعد اب وہ ایک ہاتھ میں بیگ اور دوسرے ہاتھ میں ٹفن لیئے بہرام سے ملنے آئی تھی.ہمت باندھ کر اس نے اپنے قدم مین گیٹ کی طرف بڑھائے.چند قدم کے فاصلے پر ہی چند سپاہی موجود تھے. عروش قریب جا کر رکی

السلامُ علیکم..!

وعلیکم السلام "ایک سپاہی نے نہایت ادب سے جواب دیا

وہ.......اس نے اپنے دونوں ہاتھوں کو دیکھا...

"وہ دراصل مجھے میجر بہرام بخت سے ملنا ہے"..اس نے سپاہی کو دیکھتے ہوئے نہایت مودبانہ انداز میں کہا

میڈم آپ کو کس سلسلے میں ملنا ہے میجر صاحب سے" چوکی پر موجود سپاہی رجسٹر پر کچھ لکھنے میں مصروف تھا

میرا پرسنل کام ہے"..اس نے نظریں چرائیں

"میڈم ایسے ہم کسی کو اندر نہیں جانے دے سکتے "سپاہی نے رجسٹر بند کیا اور دوسرا کھولنے لگا

میرا جانا ضروری ہے".. عروش نے قدرے آگے ہو کے التجا کی

"میجر صاحب آپکو جانتے ہیں"...سپاہی نے سر اوپر اٹھا کر اسے دیکھا

وہ...."عروش ہچکچا رہی تھی کوئی بھی جواب دیتے ہوئے

"میڈم آپ سمجھدار معلوم ہوتیں ہیں. یہ کینٹ ایریا ہے یہاں سویلین کو اندر جانے کی اجازت نہیں ہے"..سپاہی نے کہہ کر اپنے کام میں مصروف ہو گیا.

New Era Magazine

عروش نے اپنے ہاتھ میں موجود ٹفن کو دیکھا اور دوسری نظر سپاہی پر ڈالی. نہایت آرام سے ٹفن کو چوکی میں بنی چھوٹی کھڑکی میں رکھا اور واپسی کے لیئے قدم اٹھانے شروع کیئے

○○○○○○○○○○○○○○○○○○

دوپہر کا کھانا خوشگوار ماحول میں کھانے کے بعد فاطمہ اور بہرام چائے سے لطف اندوز ہو رہے تھے.

آپا میں آپکو ائرپورٹ چھوڑنے ضرور جاتا لیکن مجھے ایک ضروری آپریشن میں شرکت کرنا ہے" چائے کی پیالی میز پر رکھ کر اس نے گھڑی پر ٹائم دیکھا.

اچھا کوئی بات نہیں.. تمہارا کام ضروری ہے نا بھیا" فاطمہ نے بھی چائے کی پیالی آگے جھک کر میز پر رکھی

آپا آپ کا جب دل کرے آپ مجھ سے ملنے آسکتی ہیں میں پاکستان کے جس کونے میں بھی ہوا آپ سے ملنے جہاں آپ کہیں گی حاضر ہونا میرا کام ہے" بہرام اپنے صوفے سے اٹھ کر فاطمہ کے پاس جا کے بیٹھ گیا

سچ..؟".. فاطمہ نے ابرو اوپر کر کے شرارت سے اسے دیکھا

اچھا تو اب اپنے بھائی پر بھی یقین نہیں ہے آپکو".. وہ خفا ہونے کی ایکٹنگ کرنے لگا

"تم سے بڑھ کر مجھے کسی پر یقین بھی نہیں ہے بھیا"..فاطمہ نے اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھا

"فاطمہ میں آپ کا بیٹا تھااور ہوں..اور چاہے جتنا بھی بڑا ہو جاؤ آپکے لئے آپکا بیٹا ہی رہوں گا..اس لئیے اب آپ یہ کبھی نا سوچنا کہ آپ کی کوئی اولاد نہیں ہے". بہرام نے فاطمہ کے ہاتھ کے اوپر اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے اپنائیت سے کہا

فاطمہ نے اثبات میں سر ہلایا

"بہرام ہر ماں کی ایک ہی خواہش ہوتی ہے"..فاطمہ نے اپنا ہاتھ بہرام کے ہاتھ سے چھڑا کر اسکے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں لیا

"آپا اب جاتے ہوئے تو یہ ٹاپک چھوڑدیں"...اس نے آنکھیں زور سے بند کرتے ہوئے منہ بنا کر کہا

"پر بہرام"..فاطمہ نے زور دیا

آپا کس کی شادی کیسی شادی یار..میں ہوں ہی نہیں کہیں.جب کبھی میری اپنی زات مجھے مل گئی تو شاید آپکی کہ خواہش پوری ہو جائے لیکن اس زندگی میں یہ مشکل ہے"..

وہ اٹھا ٹوپی سر پر پہن کر موبائل اور چابیاں اٹھا کر کھڑا ہوا.

دنیا کی واحد بہن ہے جو بھائی کو خوش نہیں دیکھ سکتی"..وہ بڑبڑا کر.. مسکرایا اور سر جھٹک دیا

New Era Magazine

اچھا اب میں چلتا ہوں دیر ہو رہی اپنا خیال رکھنا.. ہیو آ سیو فلائیٹ". اس نے بہن کو سینے سے لگا لیا. فاطمہ کے آنسو اسکی وردی میں جذب ہو گے بہرام کی آنکھیں بھی بہن سے جدائی پر بھر آئیں.

ooooooooooooooo

خزاں کی دوپہر میں دھوپ زمین کو گرما رہی تھی. ایسے میں بہرام کے گاڑی اپنے دفتر کے جانب رواں دواں تھی.

یہاں روکنا زرا".. بہرام نے اپنے ڈرائیور کو آفس کے باہر چوکی پر گاڑی روکنے کا کہا وہ دروازہ کھول کر باہر نکلا، آنکھوں پر سن گلاسز لگائے. نظر ایک چیز پر مرکوز کیئے. وہ آگے بڑھا

یہ کس کے گھر سے کھانا آیا ہے بھئی ؟.. سامنے چوکی کی کھڑکی پر پڑے ٹفن کر دیکھ کر اس نے کہا اسکی آواز پر سپاہیوں نے کھڑے ہو کر اسے سلیوٹ کیا

"سر ایک لڑکی ابھی دو منٹ پہلے آئی تھی وہ یہاں بھول گئی ہے. واپس آ کر شاید لے جائے ویسے ہم نے سکین کیا ہے خطرے والی بات نہیں ہے".. ایک سپاہی نے ٹفن کی طرف اشارہ کر کے بتایا

ایک انجان لڑکی کا اس علاقے میں اور سپیشلی ہمارے دفتر میں کیا کام تھا" بہرام نے آنکھوں سے گلاسز اتار کر ہاتھ میں رکھ لیئے

سر..وہ....دراصل آپ سے ملنا چاہتی تھی" سپاہی نے روک روک کر کہا. بہرام کی ادھر ادھر گھومتی نظریں روک گئیں

مجھ سے..؟اس نے اپنی طرف انگلی سے اشارہ کر کے حیرانگی کا اظہار کیا

مجھ سے کیوں ملنا چاہتی تھی..پوچھا تم نے اس سے"..اس نے ٹفن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

"جی سر پوچھا تھا..اسنے بتایا کوئی پرسنل کام ہے.اور جاتے ہوئے یہ چھوڑ گئی ہے"..

سپاہی نے ایک بار پھر ٹفن کی طرف اشارہ کیا.

"پرسنل کام" وہ منہ میں بڑبڑایا. وہ بھی مجھ سے "اس نے آنکھوں کو سکیوڑ کر کچھ سوچا ذہن پر ایک دم سے چند دن پہلے کی ہوٹل کے باہر والی بات نمودار ہوئی.اب ٹفن ایک معمہ بن چکا تھا

اچھا ادھر لاؤ اسکو دیکھتے ہیں اس میں کیا ہے" اس نے سپاہی کو ٹفن اس کے پاس لانے کا حکم دیا. وہ برق رفتار سے اس کے پاس لے آیا اب سب سپاہی اسکے گرد جمع تھے. بہرام نے ہاتھ بڑھایا کر کھولنا چاہا ایک سپاہی نے اسے ٹوکا اور کھولنے کے لیئے اپنی خدمات

پیش کیں.اور باقی سب سپاہیوں نے بھی اسرار کیاتو بہرام کو ٹفن انکے حوالے کرناپڑا

یہ سب انکاپیار تھاانکے افسر کے لیئے

ایک سپاہی نے ٹفن اپنے آگے کر کے اسکےہک کھولے اب ٹفن کے تین ڈبےاوپر نیچے

بند تھے.بسم اللہ الرحمن الرحیم"

ٹفن کااوپر کاڈھکن گماکر کھول دیا..اندر سے خوشبوآئی سب سپاہی ایک دوسرے کو

دیکھنے لگے سب کے چہروں پر مسکراہٹ تھی لیکن بہرام کے چہرے کی مسکراہٹ

غائب ہوچکی تھی.کانوں میں ایک آواز آئی

"میں ہر طرح کے آلو کھاناپسند کرتی ہوں..بوائلڈ،فرائیڈ،کوکڈ,آلوہوں اور بس آلو

ہوں"..."سب سے مزے کی چیز توتب ہوتی ہے جب میں اپنی ریسپی پرلیز ڈال کر

کھاتی ہوں دنیاکی کوئی چیز اسکامقابلہ نہیں کرسکتی"

وہ معصوم چمکتی آنکھیں اسکے سامنے تھیں

اس کے حلق سے جانے کیاکیااترچکا تھا.محبت،آنسو،جدائی سب

بہرام نے سپاہی کے ہاتھ سے ڈھکن لے کر ٹفن بند کیااوراسے اپنے دونوں ہاتھوں

میں اٹھاکر چوکی سے باہر نکل کرپیدل اپنے آفس کی جانب تیز قدموں سے چلنے لگا.

آفس میں پہنچ کر اس نے ٹفن میز پر رکھ دیا اور خود اسے دیکھنے لگا. پھر ہمیں کب شرف بخشیں گی اپنی ریسپی ٹرائی کرنے کا"..آنکھوں میں نمی محسوس کر رہا تھا ہر گزرتے پل کے ساتھ

"جب ہماری آخری ملاقات ہو گی".اب اس عزیز جاں کا چہرہ اسکی آنکھوں کے سامنے مسکرا رہا تھا..اس کے ذہن میں ایک ہی سوال تھا.. "اتنے سال بعد...کیوں"...

ذہن میں ہر چیز الجھ کر رہ گئی تھی

"اسے تو محبت ہی نہیں تھی..تو چار سال بعد یہ سب کیوں کر رہی ہے.وہ ملاقات ہی اس کے لیئے آخری ملاقات کیوں نہیں ثابت ہوئی.کیا پرسنل بات کرنا تھی اسے،وہ کہیں کسی مشکل میں تو نہیں"..اسنے اپنے دماغ کو بند ہوتا محسوس کیا

اس نے کرسی کے ہینڈل کو تھام کر کرسی کو قریب کیا اور بمشکل اس پر بیٹھ کر اپنا سر پیچھے ٹیک لیا

ایک خیال کے آنے پر اس نے فون اٹھایا

"عروش عالم نام ہے راولپنڈی میڈیکل کالج کی سٹوڈنٹ تھی اور اسکے قریب گلز ہاسٹل میں رہتی تھی..اسکے بارے میں مجھے ایک گھنٹے کے اندر چھوٹی سے چھوٹی بات کی بھی اطلاع چاہیے.ہاں تمہیں اپنے طریقے سے کام کرنا ہے اب"فون رکھ کر سر

کرسی کی پشت سے ٹیکتے ہوئے اسکی نظر ٹفن کے نیچے والے ڈبے پر پڑی اس نے ٹفن قریب کر کے اوپر کا ڈبہ اتار کر ٹیبل پر رکھا اور دوسرہ ڈبہ کھولا وہ بلکل توقع نہیں کر رہا تھا کہ ڈبے سے گولہ گنڈہ نکلے گا..اب کی بارے سامنے پر وہی چہرہ تھا. بازو کہنیوں تک چڑھائے..دھوپ میں کھڑی.. بازو سے بہتا شربت..وہ مسکرادیا

اب آخری ڈبہ باقی تھا. وہ توقع کر رہا تھا اس میں بھی ایسا ہی کچھ ہو گا لیکن ڈبے کا ڈھکن کھولا سامنے ایک رومال تھا.اس نے وہ ہاتھ میں لیا..رومال پر سرخ اور سبز رنگ کے شربت کے نشان تھے.اس کی ذہن میں ماضی کی ایک تصویر اتری اسے یاد آیا یہ وہی رومال ہے جو اس نے عروش کو پہلی ملاقات پر دیا تھا

رومال کو ٹیبل پر رکھ کر ڈبے میں سے ایک چھوٹی ڈبیا کو ہاتھ میں لیا. کھولنے پر اسکے اندر وہی ہیرا چمک رہا تھا جو فاطمہ کے نکاح کی رات عروش کو گھٹنوں کے بل بیٹھ کر دینا چاہتا تھا لیکن عروش نے قبول نہیں کیا تھا. تو وزیرستان جانے سے پہلے مریم کو دے گیا تھا وہ عروش کے لیئے.

"شریکِ حیات بنے گی میری" ماضی کی آوازیں تھیں جو مسلسل آئے جا رہی تھیں.

اس نے انگلیوں کے پوروں سے آنکھ کے کنارے سے نمی کو صاف کیا..

انگوٹھی کو دیکھتے ہوئے اس نے ایک نگاہ ٹفن کے اندر موجود چیزوں پر ڈالی. اس میں کچھ چمک رہا تھا.. ہاتھ بٹا کر دو انگلیوں سے بہرام نے وہ باہر نکالا. ہاتھ میں وہ ایک پائیل آئی تھی. جو بہرام بخت کا پہلا تحفہ تھا عروش عالم کے لیئے. اس نے آنکھیں میچ لیں اور اسکی آنکھوں کے کونے نم ہوئے. اس نے اپنے آگے رکھے ٹیبل کا دراز کھولا اس میں بھی ایک چھوٹی سی ڈبیا جھانک رہی تھی بہرام نے وہ ہاتھ میں اٹھائی اور اسی ہاتھ سے وہ ڈبیا بھی کھول کر میز پر رکھی اس میں دوسری پائیل موجود تھی بہرام نے وہ بھی انگلی کے پوروں سے اٹھا کر ہاتھ میں رکھی اب دونوں ہاتھوں میں ایک ایک پائیل تھی. وہ افسردگی سے مسکرا دیا

پائیل نہیں پہنی تم نے" فاطمہ کے نکاح کی رات کا منظر آنکھوں کے سامنے تھا. جب عروش سب کچھ اسکا دیا ہوا پہن کر آئی لیکن پائیل نہیں تھی پہنی

ایک ہی تھی وہ پائیل.. اور ایک کون پہنتا ہے. دوسری شاید گر گئی تھی کہیں" عروش نے اپنے پاؤں کو دیکھتے ہوئے کہا.. ابھی بات اسکے منہ سے بمشکل نکلی تھی کی دوسری پائیل بہرام نے اسکے سامنے لہرا دی

یہ کیا.." وہ حیران ہوئی.. "تم نے ایک کیوں بھیجی تھی".. عروش پوچھے بغیر نہ رہ سکی

"یہ میں نے کسی وقت کے لیئے سنبھال رکھی ہے" بہرام نے لہراتی پائیل کو ایک جھٹکے سے اپنی مٹھی میں بند کیا

کیسا وقت"..عروش نے حیرانگی سے پوچھا

بہت اچھا وقت" اس نے پائیل کو دیکھ کر مسکرا کر کہا. عروش بھی مسکرا دی. بہرام نے اجازت مانگ کر پائیل پہنانا چاہی. عروش نے اجازت دے دی. وہ گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھا اور پائیل عروش کو پہنا دی. اب وہ ایک پائیل عروش کے پاؤں کی زینت بن چکی تھی.

اس کا مطلب ہوا وہ اچھا وقت آج ہی ہے"..عروش نے مسکراتے ہوئے شرارت کی.

کیا مطلب اس نے بیٹھے ہوئے ہی اوپر دیکھ کر کہا. جب وہ اٹھ کر کھڑا ہوا اب ایک پائیل عروش نے اسکے سامنے لہرائی.

ہاہاہا"..وہ ہنس دیا اور سر کھجانے لگا. ایسا ہے کہ میں ایک خوبصورت وقت پر دوسری پائیل پہنانا چاہتا تھا"..اس نے ہونٹ دبائے

یعنی وہ بہت خاص وقت ہو گا جب دونوں میرے پاس ہوں گی" عروش نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا

ہمم...ایسا ہی ہے" اسنے عروش کی تائید کی

یہ ناہو کہ یہ دونوں تمہارے پاس ہی واپس آ جائیں"... عروش نے قہقہہ لگایا

نہیں ایسا کبھی نہیں ہو گا. انشاءاللہ.. اور یہ میرا یقین ہے"..اس کے لہجے میں ڈھیروں پیار اور اعتماد تھا.. عروش نے اپنی پائیل اسکے حوالے کر دی.

بہرام نے وہ تھام لی اور اپنے پاس میں رکھ لی. وہ اسے ایک پائیل پہنا کر اپنا پابند کر رہا چکا تھا دوسری اس وقت پہنانا چاہتا تھا جب عروش بھی اپنے دل سے اسکی پابند ہونا چاہتی ہو. دیکھنے میں ان دونوں نے اپنی اپنی پائیل ایک دوسرے کے سپرد کیں لیکن وہ پائیل نہیں دل تھے دونوں کے جو آج چار سال بعد عروش اسکے حوالے کر گئی تھی. گویا وہ اپنا دل بھی بہرام کو دے گئی تھی.

بہرام حال میں واپس آ چکا تھا. ماضی سے حال تک کا سفر بہت تکلیف دہ تھا آنکھیں آنسوؤں کی وجہ سے دھندلا رہی تھیں. لیکن وہ حوصلہ والا انسان آج بھی آنسو روکے بیٹھا تھا

چند لمحوں بعد اس نے ٹفن میں موجود ایک آخری چیز دیکھی جو کاغذ میں لپٹی ہوئی تھی.

اس نے ہاتھ بڑھایا اور کاغذ ہاتھ میں لیا. آہستہ سے کاغذ کی تہہ کھولی اندر مرجھائے ہوئے دو گجرے تھے.. اس نے ہاتھ گجروں کے اوپر آہستہ سے رکھا اور انکو محسوس کیا.. ذہن پر ایک بار پھر سے ماضی کی حاکمت تھی

فاطمہ کے نکاح کی رات جھیل سے واپسی پر جب وہ اسے ہاسٹل ڈراپ کرنے جارہا تھا تو ایک گجرے والے کو سامنے دیکھ کر گاڑی کو بریک لگا کر گجرے والے کو پاس آنے کا اشارہ کیا.اور دو گجرے خریدے

یہ لو یہ تمہارے لیئے"..بہرام نے گجرے عروش کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا

عروش کی معصوم آنکھیں چمک اٹھیں. چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی.ہاتھ آگے کر کے گجرے تھامنے چاہے لیکن بہرام نے ہاتھ پیچھے کھینچ لیا.عروش نے آنکھیں سکیوڑ کر دیکھااور منہ بھی بنایا

مے آئی؟..اس نے گجرے پہنانے کی اجازت چاہی

عروش نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا.اور ہاتھ آگے کر دیئے

جانتی ہو جب پہلی بار میں نے تمہیں گولے والے کے پاس گولہ کھاتے ہوئے دیکھا.. پھر دوسرے دن بھی آیا"وہ عروش کی طرف دیکھ کر مسکرایااور دوسرے ہاتھ میں گجرا پہنانے لگا....."تمہارے بلکل سامنے سے گزرا.بس پھر اسی وقت سوچ لیا تھابس یہی آنکھیں اور کوئی نہیں میری آنکھیں بند ہونے تک اور کوئی نہیں"..دوسرے ہاتھ میں گجرا پہنا کر وہ پیچھے ہو کر بیٹھا.

افففف لڑکی بہت خوار ہوا تمہارے لیئے تم سوچ بھی نہیں سکتی کیسے ڈیوٹی سے ٹائم نکال کر آتے تھے ہم دیدارِ یار کو "اس نے گاڑی سارٹ کر کے روڈپر دوڑادی

میں مغرور ہو رہی ہوں". وہ. مسکرادی

خواب ٹوٹا قاتل ہنسی کی آواز اسکے کانوں میں گونج رہی تھی اور وہ مرجھائے گجرے ہاتھ میں لیئے بیٹھا انکو تکے جارہا تھا..اب کچھ باقی نہیں تھا.

دروازہ ایک دستک سے کھلا شہریار اندر داخل ہوا

پارٹنر یہ سب کیا ہے "اس نے ٹیبل پر بکھری چیزوں کی طرف اشارہ کیا..

کچھ نہیں" بہرام نے چیزیں سمیٹنا شروع کر دیں.."تم کیسے آئے"...اس نے توجہ دیئے بغیر کہا.

کیوں میں نہیں آسکتا" وہ آنکھوں میں نمی دیکھ چکا تھا

نہیں مطلب کوئی کام ہے"..بہرام اب ٹفن بند کر کے اسی شہریار کی طرف متوجہ ہوا

ہاں...وہ رکا..."کام نہیں ایمر جنسی ہے بھائی".. شہریار آگے ہو کر بیٹھا..اسکے نارمل ہونے کا انتظار کر رہا تھا کہ اسے بتائے.

کیا مسئلہ ہے" وہ موبائل پر متوجہ تھا..سامنے ایک پرانی تصویر کھولے دیکھ رہا تھا

رضوی گروپ"..... شہریار مختصر بول کر رکا.. "تمہیں اگر یاد ہو تو آج تم نے وہاں آپریشن میں موجود ہونا تھا"..اس نے ہاتھ سے بہرام کی طرف اشارہ کیا.. بہرام نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا

یہ سب جو تم لئے بیٹھے تھے نا" اس نے ٹفن کی طرف اشارہ کیا.. "اس سے زیادہ ضروری عوام ہے ہماری "اس نے گھڑی پر نظر ڈالی.. "اب اٹھو دیر ہو گئی ہے پہلے ہی.. میری جگہ کوئی اور ہوتا تو ابھی تک تم فوج سے فارغ ہوتے"..وہ اٹھ کھڑا ہوا.. بہرام بھی ٹیبل پر ہاتھ رکھ کر اٹھا.اور دونوں کمرے سے باہر نکل کر گاڑی کی جانب بڑھ گئے..

رضوی گروپ شہر میں دہشت کی علامت بنا ہوا تھا..وہ لوگوں کی جانیں لینے کے لیئے مختلف طریقے اپناتے تھے. جس کے زرائع وہ شہر پر اپنی حاکمت قائم کرنا چاہ رہے تھے..کچھ دن پہلے بس سٹینڈ پر کارروائی کی خفیہ اطلاع پر آج آپریشن کا فیصلہ کیا تھا. گاڑی روڈ پر بھاگ رہی تھی. شہریار بھی بہرام کے ساتھ آیا تھا..نوکری اپنی جگہ لیکن دوستی بھی اپنی جگہ ہوا کرتی ہے.. سو اب شہریار بھی دوستی نبھانے آیا تھا.. نفری ساری آگے جا چکی تھی شہریار نے سب کو ہدایات جاری کر دیں تھی اب وہ دونوں پہنچ رہے تھے سٹینڈ تک.

بہرام کھڑکی سے باہر دیکھ رہا تھا کہ اسکا فون بجا..

السلامُ علیکم سر".. دوسری طرف سپاہی کے سلام کرنے کی آواز تھی

وعلیکم السلام".. اس نے آہستہ سے جواب دیا

سر آپکا کام ہو گیا ہے.. ساری انفارمیشن مکمل حاصل کر لی ہے"

گڈ"اس نے شاباشی دی

سر باقی تمام تر تفصیلات آپکو بھیج دیں ہیں. لیکن سر ہیڈ لائن یہ ہے کہ نوکری سے آج ہی ریزائن کیا ہے اور ہوسٹل بھی چھوڑ دیا ہے. سر بس کچھ وقت لگے کا ہم میڈم کو ٹریس کر لیں گے"اس نے ایک سانس میں ساری بات بتادی

اوکے".. اس نے مختصر جواب دیا

السلامُ علیکم سر

وعلیکم السلام "بہرام نے آہستہ سے کہہ کر فون رکھ دیا..

توکیا وہ شہر چھوڑنے کا ارادہ رکھتی ہے".. ایک سوچ ذہن میں آئی اور گزر گی.. گاڑی سٹینڈ پر رکی. بہرام اور شہریار دونوں گاڑی سے باہر نکلے، آگے موجود ایک سپاہی نے اسے حالات سے آگاہ کیا.

سر ہم نے سٹینڈ کو چاروں اطراف سے چک کر لیا ہے کوئی خطرے والی بات نہیں ہے..اب ہم نے سر کے کہنے پر مسافروں کو جانے کی اجازت بھی دے دی ہے" سپاہی نے شہریار کی طرف اشارہ کر کے بہرام کو بتایا.

تمام بسوں کو چک کر لیا ہے؟"..بہرام نے سپاہی سے مزید معلومات چاہی

یس سر بس یہ ایک بس ابھی آ کر رکی ہے اسلام آباد سے آئی ہے کراچی روانگی ہے اسکی"..سپاہی نے ایک بس کی طرف اشارہ کیا جو اسی وقت آ کر رکی تھی

تو یہاں کیوں رکی ہے"..بہرام نے آنکھوں سے گلاسیز اتار کر دریافت کیا

مسافروں کی ریفریشمنٹ کے لیئے"..سامنے ہوٹل کی طرف اشارہ کیا سپاہی نے.

بہرام نے بس پر ایک نگاہ ڈالی..اسکے قدم بے اختیار بس کی جانب اٹھ گئے..

وہ بس کے قریب جا کر رکا..ہاتھ بڑھا کر دروازہ کھولا، اپنا سیدھا پاؤں آگے بڑھا کر بس کے سٹیپ پر رکھ کر پیچھے مڑ کر دیکھا سب لوگ اپنے کاموں میں مصروف تھے، شہریار بہرام کو ہی دیکھ رہا تھا، بہرام اسے دیکھ کر مسکرایا، کانوں میں مغرب کی آذان کی آواز پڑی، مؤذن کی آواز کے ساتھ ہی ایک اور آواز بھی آئی.

"مجھے خوف آتا ہے اس وقت سے"..بہرام کے قدم رک گئے..اس نے آسمان کی طرف دیکھا. قدم بڑھا کر بس کے اندر داخل ہوا. بس میں نظر دوڑائی..بس کا منظر

ہی عجیب تھا. تمام مسافر سوئے ہوئے تھے کوئی حرکت نہیں تھی بس میں بہرام نے آگے ہو کر ایک مسافر کی گردن پر دو انگلیاں رکھی..اور آنکھیں بند کر کے ہونٹ آپس میں جوڑ لیئے..اور پیچھے کھڑے سپاہی کو دیکھ کر سر نفی میں ہلایا.نیچے کھڑے تمام فوجیوں کو اطلاع دی گئی..بس اسینڈ پر افرا تفری پھیل گئی.بس اسٹینڈ کو ایک بار پھر سے بند کر دیا گیا.اس بار کارروائی اسلام آباد میں کی گئی تھی.بہرام بس کے درمیان میں کھڑا اسیٹ کے نیچے دیکھ رہا تھا.فون پر رنگ ہوئی.وہ اس نے کال کاٹ دی.دوسری بار پھر رنگ ہوئی.اس نے پھر سے کاٹ دی..تیسری بار رنگ ہونے پر اسنے غصے سے فون کال سے لگایا.

اسلام علیکم سر".

وعلیکم السلام"..اس نے غصہ دبالیا..وہ.م کبھی بھی اپنے سپاہیوں پر غصہ نہیں کیا کرتا تھا

"میڈم اسلام آباد سے کراچی کی بس میں سوار ہوئی ہیں".بہرام کی آنکھیں کھل گئیں

"سر اس وقت کی لوکیشن راولپنڈی بس اسٹینڈ کی آرہی ہے"بہرام نے اگلی بات سنے بغیر ہی فون کان سے ہٹایا ہی تھا کہ سامنے سے سپاہی نمودار ہوا

سر.. بس میں موجود تمام افراد کی ڈیتھ ہو چکی ہے.. بہرام نے خود کو پہاڑ کر نیچے آتا محسوس کیا..

"گیس لیکج وجہ لگتی ہے اس حادثے کی.. پیچھے کی ایک کھڑکی کھلی ہے پوری بس میں. سر ایک اور بات یہ سب سوچی سمجھی سازش کے......."..اس سے پہلے سپاہی اپنی بات مکمل کرتا بہرام اس کے ساتھ ٹکراتا ہوا بس کی پیچھلی نشستوں کی جانب بھاگا.

وہ پاگلوں کی طرح لائن میں سیٹوں پر بیٹھے ایک ایک مسافر کو دیکھ رہا تھا. اتنے سالوں میں پہلی بار آج اسکے دل میں اسے اپنے سامنے نہ دیکھنے کی خواہش تھی.. جیسے جیسے وہ بس کے آخر تک پہنچا دل میں امید کا دیا اور تیزی سے جلنے لگا. "وہ نہیں ہے یہاں".. آخری سیٹ پر چار مسافروں کے بیٹھنے کے لیئے ایک ساتھ جوڑ کی بنی ہوئی تھی.

وہ آخری نشست سے دو سیٹیں چھوڑ کے آگے کھڑا تھا. اس نے ایک معصوم سی بچی کو دیکھا وہ بھی اب اس دنیا میں نہیں تھی. اس نے جھک کر اسکے ماتھے پر پیار کیا. اوپر ہوتے ہوئے اسکی نظر آخری نشستوں پر پڑی. وہ ٹھٹھک کر رہ گیا. سامنے ایک نازک کلائی تھی. سرخ دھاگے میں مقید وہ سانس لینا بھول گیا. اسکے قدم جامد ہو گے. جسم بے جان محسوس ہونے لگا. اس نے آنکھیں بند کر کے وہ منظر آنکھوں کے سامنے سے مٹانا چاہا. لیکن نہیں وہ مٹانے میں ناکام رہا.

بس میں موجود تمام سپاہیوں کو شہریار نے نیچے اتر جانے کا آرڈر دیا.اور خود بہرام کے پیچھے کچھ فاصلے پر آکر رکا.وہ بے حس و حرکت وہی کھڑا تھا

"تمھاری کلائی پر دھاگے کی وجہ سے اب میں تمہیں پہنچان لیا کروں گا"کانوں میں کہیں دور سے آواز آئی

شہریار نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے آگے جانے کو کہا.

شہریار.."..اسنے گھٹے لہجے میں پکارا

آگے جاؤ ہو سکتا ہے وہ نا ہو"..شہریار نے اسکا کندھا تھپتھپا اور تسلی دیتے ہوئے کہا

بہرام مردہ قدموں سے چلتا ہوا اُسکے سامنے کھڑا تھا.اور وہ سر سیٹ کی پشت کے ساتھ ٹیکے بیٹھی تھی..ڈوپٹہ منہ کی ایک سائیڈ سے آگے کو سرکا ہوا تھا جس سے اسکا منہ کور تھا..اور بھی بہت سے خواتین اسے حالت میں بس میں موجود تھیں.

بہرام نے ایک نظر اس مردہ وجود پر ڈالی."کل آپا کا نکاح ہے اور آپ یہ لباس زیب تن کر کے آرہی ہیں"..اس نے آنکھیں میچ لیں.آج وہ اپنی زندگی کے مشکل ترین مشن پر آیا تھا.اور اس مشن کا مشکل ترین مرحلہ تھا اب اسے اسکے منہ سے پکڑا ہٹانا تھا..اسکے ہاتھ کانپ رہے تھے..احساسات ساتھ چھوڑ رہے تھے.وہ پیچھے کو مڑا وہ

بھاگ جاناچاہتا تھا. سرخ چہرہ، سرخ آنکھیں، پھولتی سانسیں.. شہریار نے اسے کندھے سے پکڑ کر روک کر نفی میں سر کو جنبش دی.

جوان یو ہیو ٹو ڈو دس"..اس نے اسکا کندھا تھپکا

اب اسے یہ کرنا تھا کیونکہ وہ ایک فوجی تھا.اور فوجی تو ہر احساس سے عاری ہوا کرتے ہیں نا.

میجر بہرام بخت نے کانپتے ہاتھ آگے بڑھا کر دو انگلیوں سے منہ پر سے ڈوپٹہ پیچھے کر دیا اور اپنا ہاتھ ایک جھٹکے سے پیچھے کھینچا اور پھر اُس دن لوگوں نے انسان کو برف بنتے دیکھا

(اللہ جی بس بچالینا.ابھی تین سال ہیں ڈاکٹر بننے میں ڈاکٹر بنا کر مارنا پلیز").ہواؤں نے ایک آواز سنی تھی.درختوں کے رہے سہے پتے بھی گر گئے.

تمام لاشوں کو بس سے نیچے اتار کر دیا گیا.ورثاء کو اطلاع کر دی گئی.اب لاشوں کی شناخت کا عمل جاری تھا..ایک سپاہی نے آکر بہرام کو سلیوٹ کیا

سر تمام لاشوں کی شاخت ہو گئی ہے.صرف ایک لڑکی کی لاش کی شناخت نہیں ہو پا رہی.اسکے ورثاء........"بہرام نے اسکی بات کاٹی

New Era Magazine

"میں...وہ روکا..."میں ہوں اسکا وارث...وہ نہیں ہے لاوارث"...وہ تیز قدم اٹھاتا ہوا عروش کے پاس آکر کھڑا ہوا. عروش کی لاش بس سٹینڈ کے ایک کونے میں اکیلی رکھوائی تھی شہریار نے،وہ لڑکھڑا کر نیچے بیٹھ گیا. وہ رو رہا تھا اور وہ دنیا جہان سے بے خبر ہمیشہ کی نیند سو رہی تھی.

وہ جی بھی کیسے پاتی وہ تو اپنا دل بہرام کے حوالے پہلے ہی کر آئی تھی.

روحِ بہرام".....اس نے آہستہ سے پکارا آنسو تھے جو نکلے جا رہے تھے

"وہاں لے جا کر کیا کرو گے"

شہید.... سمپل" ماضی سے یادوں کا جھونکا آیا تھا

ظالم انسان..ابھی کچھ اور بول رہے تھے اور اب دیکھو زرا"

اتنا غصہ نا کرو... باڈی کی حفاظت میں خود کروں گا"..اس نے ہاتھ بڑھا کر عروش کا منہ ڈھانپ دیا..

"کہا تھا نا اس وقت سے خوف آتا ہے مجھے"..کانوں میں کسی نے سرگوشی کی..اس نے پلٹ کر دیکھا وہاں کوئی نہیں تھا وہاں تو دور دور تک کوئی بھی نہیں تھا..

اسکی زندگی اسکے سامنے مردہ پڑی تھی.اس نے مردہ پڑے اس وجود پر ایک نظر ڈالی..

نظر کے سامنے وہ کلائی تھی.اس نے کانپتے ہاتھ بڑھائے دھاگہ کھولنے کے لیئے.

"لوجی اگر میں مرگئی تو کیا سب فوجی کو ڈھونڈتے پھریں گے کہ آئے اور دھاگہ کھولے"...ایک اور خیال ذہن میں آیا تھا.اس نے گرہ کھول کر دھاگہ مٹھی میں دبا کر آنکھیں بند کیں.

ایسا کیوں ہوا"..وہ ہر چیز سے بے نیاز روئے جارہا تھا.

"کیونکہ محبوب سے پہلے محب کی موت ہوا کرتی ہے"..اسکی اپنی ہی آواز اسکے کانوں میں آئی.اس نے ایک دم سے آنکھیں کھول لیں.اس وقت ہو محبوب اور محب میں فرق بھی نہیں کر پارہا تھا.

شہریار چند سپاہیوں کے ساتھ آیا..اور انکو باڈی لے جانے کا کہا.اور خود بہرام کو سہارا دے کر کھڑا کیا.اور اسے اپنے ساتھ لگالیا.فوجی بھی انسان ہی ہوا کرتے ہیں.ان کے جذبات بھی ہوتے ہیں.وہ صروف رولانا نہیں رونا بھی جانتے..

ooooooooooooooooo

موسم میں ٹھنڈا ہونا شروع ہو گیا تھا. صبح کے وقت سردی ہوتی تھی. تمام ٹہنیوں سے پتے مکمل جدا ہو چکے تھے. عروش کی تدفین کو آج چوتھا دن تھا. بہرام فجر کی نماز ادا کر کے سیدھا قبرستان آیا تھا. بہرام کے والدین کی قبریں اسی قبرستان میں ایک ساتھ تھیں. یہ انکا آبائی قبرستان تھا.اس نے اپنی محبت کو اپنی ماں کے پہلو میں سپرد خاک کیا

تھا. جہاں وہ خود دفن ہونا چاہتا تھا وہ مقام عروش کو دے چکا تھا. بہرام کو عروش کی قبر تک آتے ہوئے راستے میں فہد اور مریم بھی ملے. وہ ان دونوں کو دیکھ کر رک گیا. فہد سے ہاتھ ملایا. مریم کی آنکھیں بہرام کو دیکھ کر بھر آئیں عروش کے انتقال کے بعد یہ انکی پہلی ملاقات تھی.

مجھے آپ پر رشک آتا ہے مسٹر بہرام".. مریم نے مسکرا کر آنسو پونچھتے ہوئے کہا. وہ اسے کھڑا دیکھ رہا تھا.

"وہ جو شہر خموشاں کی مکین ہوئی ہے نا اسکی لازوال محبت کے آپ اکیلے وارث تھے".. مریم نے قبرستان کے ایک کونے کی طرف اشارہ کیا. بہرام جو نظریں جھکائے کھڑا تھا. ٹھٹھکا... اسکے ہاتھوں سے پھول والا تھیلا گر گیا.. سر اوپر کیا ایک آنسو پلکوں پر نہ ٹھہر سکا اور گالوں پر بہہ گیا. اسکی نظروں میں ایک کشمکش تھی. لفظ ساتھ نہیں دے رہے تھے اس نے توقع کے برعکس الفاظ سنے تھے

لیکن عروش تو..... وہ کہتے کہتے رکا

"کیا....... کیا عروش تو" مریم بپھر گئی. فہد نے اسکا ہاتھ پکڑ کر دبایا. اور سر کو نفی میں جنبش دی. "قبرستان ہے یہ" اس نے ادھر ادھر دیکھ کر کہا

میں کچھ سمجھ نہیں پا رہا"... بہرام نے انکو ٹوکا

کچھ نہیں میجر ہم نے اپنی دوست اب کھو دی اب ان باتوں سے فرق نہیں پڑتا".. فہد نے بہرام کی طرف دیکھ کر مضبوط لہجے میں کہا

اگر کوئی بات ہے جو میں نہیں جانتا تو پلیز مجھے بتاؤ"..اس نے ایک قدم آگے بڑھایا

لگتا ہے آپکی اپنی آپا سے ملاقات نہیں ہوئی"..مریم نے تلخ لہجے میں کہا

آپا...میں واقع میں نہیں سمجھ پا رہا"..اسکے چہرے کے تاثرات بدل گئے."مریم میں آپ سے التجا کرتا ہوں مجھے بتاؤ کیا بات ہے"..اس نے مریم کے سامنے منت کی.

مریم نے عروش اور فاطمہ کے درمیان اس تلخ ملاقات کی ساری رداد سنا ڈالی. فہد نے منہ پھیر لیا. مریم کی آنکھیں سمندر کا منظر پیش کر رہیں تھیں. بہرام نے اپنا سر تھام لیا.

"مجھ...مجھے یقین نہیں آ رہا. آپا ایسا بھی کر سکتی ہیں"..اس نے ہاتھ منہ پر پھیرا

لیکن انھوں نے ایسا کیا ہے میجر بہرام بخت"..مریم نے طنزیہ ہاتھ اٹھا کر کہا

مجھے کیوں نہیں بتایا کچھ اس نے"..بہرام نے دونوں ہاتھ سر کے پیچھے باندھ لیئے.

وہ کیسے کچھ بتاتی آپکو..آپ نے ہی اسکو کہا تھا. کہ اپنی بہن کو کھونے حوصلہ نہیں ہے آپ میں....وہ آپ کو اپنی زندگی سے زیادہ عزیز ہیں"..مریم گھٹے لہجے میں کہتی ہوئی دوسری جانب مڑ گئی.

ہمارے ساتھ اس نے یہ سب کیوں کیا یار"..وہ بے بسی کی انتہا پر تھا
میں بتاتا ہوں"... فہد نے تلخ لہجے میں کہا
عروش نے کبھی کوئی سگہ رشتہ نہیں دیکھا. وہ ساری زندگی محبت اور رشتوں کے لیئے ترستی رہی.. یار ہم نے دیکھا ہے اسکو تڑپتا... اب اسکا لہجہ دھیما ہو چکا تھا...
"محبت کی ماری اس لڑکی نے خود تو اپنے رشتوں کو پرایا ہوتا دیکھا تھا.. لیکن دنیا میں تمہارہ... واحد... سگہ رشتہ نہیں چھینا چاہتی تھی". فہد نے ایک ایک لفظ پر ضرور دے کر کہا.. بہرام نے ایک گہری سانس لے کر سر خم کر دیا.
"اسے لگتا تھا تم اسکی بے وفائی تو بھول جاؤ گے.. لیکن اپنی بہن کی طرف سے دل میں چبھی کیل کبھی نہیں نکال پاؤ گے. وہ اپنی زات کو تم دونوں بہن بھائی کا مجرم نہیں بنانا چاہتی تھی"... فہد کی آنکھیں بھی بھیگ چکی تھیں...."عروش عالم تمہارے ایک رشتے پر اپنی محبت حتہ کہ اپنی جان بھی قربان کر گئی"..وہ کہہ کر لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا آگے چلا گیا. مریم وہی کھڑی بے بسی سے بہرام کو دیکھ رہی تھی.
وہ ہمیشہ میرے دل کی سب سے اونچی مسند پر قابض رہی ہے اور آج تک کوئی ایسا لمحہ نہیں گزارا جس میں اسکی یاد میرے ذہن سے محو ہوئی ہو... عروش میری دنیا تھی یار وہ ہمیشہ یہاں رہے گی"..اس نے دل پر ایک دستک دی... کہتے کہتے بہرام کی آواز

New Era Magazine

بھاری ہو گئی...وہ بجلی کی تیزی سے وہاں سے چلا گیا.مریم کی نظروں نے عروش کی قبر تک اسکا پیچھا کیااور پھر آگے بڑھ گئی.

بہرام عروش کے سرہانے جابیٹھا.خاموشی سے....مٹی کے ڈھیر کو دیکھ رہا تھا...جس کو وہ کبھی گرم ہوا لگنے نہیں دینا چاہتا تھااسے منوں متی تلے دفنا چکا تھا...

عروش عالم تم نے وفا نبھا دی"..وہ اسکے سرہانے لگی تختی پر ہاتھ پھر رہا تھا..آنکھوں سے ایک آنسو ٹپکااور اس مٹی میں جذب ہو گیا

"عروش عالم والد وقار عالم

تاریخ ولادت ٢٤ اکتوبر ١٩٩٤

تاریخ وفات ٧ ستمبر ٢٠٢٠

تاحشر تیری دید کو ترستیں رہیں گی نگاہیں یوں تیرے بچھڑنے کا وہم و
"گماں بھی نہ تھا

قبر کے قطبے پر بہرام نے اشعار بھی لکھوائے تھے.لیکن اب اسے ان محبتوں کی ناخبر تھی اور نہ ہی ضرورت

تمہاری آنکھوں میں دیکھ کر تو میں جیتا تھا..تم کیوں انکو بند کر سے" سو گئی ہو یہاں .."وہ قبر کی مٹی پر ہاتھ پھیر رہا تھا..اور پھر دیکھنے والوں نے دیکھا تھا پاک فوج کا بہادر سپوت دھاڑیں مار مار کر رویا تھا. اسکو کبھی کسی نے قبر پر ایسے روتے ہوئے نہیں دیکھا تھا .وہ اپنے والدین کی قبر پر ضرور آتا تھا .لیکن فاتحہ پڑھ کر چلا جاتا تھا ..لیکن آج کچھ الگ تھا.

آج وہ بھول گیا تھا کہ وہ آفیسر ہے میجر بہرام بخت ہے آج تو وہ صرف بہرام تھا وہ بھی عروش کا بہرام

اس نے قبر پر سر رکھا ہوا تھا...جب کسی نے آ کر اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا

"بیٹا یہ تمہارے پھول"..اس نے سر اٹھا کر دیکھا..پاس پھولوں سے بھرا تھیلا رکھا ہوا تھا..وہ آنسو پونچھ کر کھڑا ہوا. تھیلا ایک ہاتھ میں لیا.اور دوسرے سے پھول ڈالنے شروع کیئے.

ذہن میں ایک پرانا منظر ابھرا جب ایک دن اس نے کارڈیالوجسٹ بننے کی بات کی تھی "میں ایک دن دیکھنا اتنا اعلی مقام حاصل کرلوں گی کہ تمہارے ساتھ ساتھ سب لوگ مجھ پر فخر کریں گے"....منظر دھندلا گیا تھا..سامنے وہی مٹی کا ڈھیر تھا.

"تم نے واقعی بہت اعلی مقام حاصل کرلیا ہے"...پھول قبر پر پھنک رہا تھا..."مجھے تم پر اور تمہاری محبت پر فخر ہے میری فوجن....میں بہت خوش قسمت ہوں..تم نے مجھے چاہ کر معتبر کردیا"..اس نے دعا کے لیئے ہاتھ بلند کئیے..دعا کر کے جاتے ہوئے اس نے ایک نظر بھر کر قبر کو دیکھا..جیسے کوئی اپنے قیمتی خزانے کو دیکھتا ہے..

"عروش اپنے نام کے طرح تم بھی اس دنیا کے لئے نہیں تھی...تم جنت کا ہی پھول تھی میرے آنگن میں کیسے کھلتی"..وہ کہہ کر پھولوں کا تھیلا لئیے اپنے والدین کی قبر پر گیا پھول چڑھائے فاتحہ پر کر واپس مڑا ایک دم اسکے قدم روک گئے.

امی عروش آپ کے حوالے ہے"..کہہ کر بڑے بڑے قدم اٹھاتا ہوا بغیر عروش کو دیکھے وہاں سے نکل گیا...

oooooooooooo

قبرستان سے گھر آکر اس نے ناشتہ نہیں کیا.صرف چائے کا آڈر دے کر کمرے میں چلا گیا....کمرے کا دروازہ اس نے اتنے ضرور سے بند کیا کہ اس روز گھر کی بنیادیں بھی

ہل گئی تھی۔اب کون چائے لاسکتا تھا اندر۔سر درد سے پھٹا جا رہا تھا۔وہ اپنے کمرے میں بپھرے ہوئے شیر کی طرح چکر کاٹ رہا تھا۔آخر کار ضبط ختم ہوا اور اس نے موبائل ہاتھ میں اٹھا کر کال ملائی

ہیلو" دوسری طرف سے دوسری رنگ پر ہی کال اٹھالی گئی تھی۔وہ خاموش رہا..

بہرام...آر یو دیئر"..دوسری جانب سے آواز آئی

"نو"..اس نے مختصر جواب دیا

کیا ہوا ہے بھیا.. تم ٹھیک تو ہو نا"..دوسری طرف آواز میں واضح تشویش تھی

وہ مر گئی آپا...مر گئی وہ"وہ بے بسی کی انتہا پر تھا۔فاطمہ کو پہلے ہی گھر کے ملازم کی طرف سے خبر دے دی گئی تھی

"بہرام اسکی موت کا مجھے بھی بہت دکھ ہے.. لیکن اللہ کی....."

دکھ...آپکو دکھ ہے..سچ میں آپکو دکھ ہے آپا...دیکھو تو سہی میں ابھی بھی آپکو آپا ہی کہہ رہا ہوں"اسکے چہرے پر ایک تلخ مسکراہٹ ابھری..

"بہرام".....فون سے ایک گھٹی ہوئی آواز آئی

"میں تو آپ سے نفرت بھی نہیں کر سکتا کیونکہ "........وہ کہتے کہتے رکا... آنسو گالو سے بہہ رہے تھے.. کیونکہ اس نے اپنی محبت قربان کر دی تھی.. صرف اس لیے کہ مجھے آپ سے نفرت نا ہو"... وہ بے بسی کی انتہا پر تھا..

مجھ... مجھے معاف کر دو میرے بھائی".. فاطمہ کی آنسوؤں میں ڈوبی آواز آئی

وہ میرا عشق تھی .... آپکو کیو نظر نہیں آیا میں پاگل تھا اس کے" لیئے .. وہ میری روح میں بستی ہے آج بھی .. آپ انداز بھی نہیں لگا سکتیں اسکے بغیر میں پل پل مرتا رہا ...بہت تکلیف دیکھی اس نے فاطمہ ... میں نے اسے اس بے رحم زمانے کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا تھا... "وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دیا

میں نہیں اندازہ کر سکی تم لوگوں کی محبت......"

محبت"......وہ ہنسا..."آپ جانتی بھی ہیں کیا میری محبت کو....اس نے آنسو پونچھے "جب اس نے مجھے اپنی زندگی سے نکال دیا تھا نادل کو چیرتی ہوئی تکلیف کے باوجود میری سوچیں میری ساری تکلیفوں سے بغاوت کر جاتیں تھیں.... میرا دل اُس

New Era Magazine

وقت بھی اُسکی عزت،اُسکی حرمت کا پاسدار تھا.اور آپ کہہ رہی ہیں آپ کو اندازہ نہیں تھا"..... وہ دیوار کے ساتھ لگ کر زمین پر بیٹھ گیا

بہرام میں"..دوسری طرف سے ڈوبتی ہوئی آواز آئی جس کو اس نے نظرانداز کر دیا

"آپکا بھائی جسے آپ اپنا بیٹا مانتی تھیں..وہ آپ کے سامنے مر رہا تھا..آپ اسکی زندگی بچاسکتی تھیں آپ اسکی دوا اور مرض دونوں سے واقف تھیں..لیکن آپ نے کچھ بھی نہیں کیا"...وہ زمین کو گھور رہا تھا

میری بات سنو بھیا........"وہ رو رہی تھی

اب سننے سنانے کو وقت ختم ہوا"

ایک بار سن تو لو نا..."اسکی آواز ڈوب رہی تھی

"اگر آپکی بات سننے سے وہ میری زندگی میں نا سہی اس دنیا میں بھی واپس آسکتی ہے تو خدا کی قسم میں آپ کے قدموں میں بیٹھ کر آپکی بات سنو گا"..اس نے ہاتھ آنکھوں پر رکھ لیا

"بہرام......"

"بس بہت ہوا....میں نے آپ سے کوئی لڑائی کرنے کے لیئے فون نہیں کیا بس آپکو میری بہت فکر رہتی ہے ناتو سوچا آپ کو اپنی حالت سے آگاہ کردوں"...وہ گھٹنوں کو سینے سے لگائے طنز کے تیر چلا رہا تھا..

بہرام ایسے نا بولو پلیز"...وہ منت کر رہی تھی

آپ جانتی ہیں آپ کا بھائی اس وقت نہیں مرا تھا جب وہ چھوڑ کر گئی تھی..اس وقت بھی نہیں مر سکا جس وقت وہ مر گئی..لیکن آپ کا بھائی آج مر گیا ہے"...اس نے آنسو پونچھ کر مضبوط لہجے میں کہا.

لیکن میں آپکو اسکی محبت کے صدقے معاف کرتا ہوں"....اس نے فون کان سے ہٹا کر بیڈ پر پھینک دیا..دور آسمانوں میں کوئی مسکرایا تھا...

oooooooooooooo

موسم سرما کو آغاز ہو چکا تھا..آج عروش کو اس دنیا سے رخصت ہوئے ایک ماہ کا عرصہ گزر چکا تھا..ہر چیز ٹھنڈ کی لپیٹ میں تھی جس کو ٹھنڈ سے فرق نہیں پڑتا تھا وہ تھا بہرام کا دل.جو ہر وقت سلگتا ہی رہتا تھا ایک لمحے کا بھی قرار نہیں تھا اسے..روز صبح فجر پڑھنے کے بعد عروش سے ملنے جانا اسکا معمول تھا..قبر پر گھنٹوں گم سم بیٹھا رہتا..اور واپس

گھرانہی راستوں سے ہوتاہواآتاجن پر کبھی وہ ملاکرتے تھے..گھرآکرصرف چائے پیتا اور تیار ہوکرآفس چلاجاتا.آج بھی وہ حسب معمول گھر آکرکمرے میں داخل ہوا.. اور باتھ روم میں چلاگیا..چند لمحوں میں وہ تیار آرمی یونیفارم میں باہرآیا...آج بھی وہ ہمیشہ کی طرح شاندارلگ رہاتھا...بس آنکھوں کی چمک غائب ہوچکی تھی....خان بابا چائے لاکرر کھ چکے تھے..ہر روز کی طرح آج بھی اس نے چائے کے ساتھ دو گولیاں نگلیں..اورکمرے میں اپنی ٹوپی کے لئے نظر دوڑائی..کمرے میں ٹوپی ناپاکراس نے الماری کی جانب قدم بڑھائے.الماری کاایک دروازہ کھول ٹوپی کی طرف ہاتھ بڑھارہا تھاکہ اسکی نظر کالے بیگ پرپڑی..ذہن میں ایک تصویرابھری..وہی مردہ جسم ہاتھ میں کالابیگ....وہ گھٹنوں کے بل بیٹھ گیابیگ نکال کرسامنے رکھا..چند لمحے اسکو لگے ہمت جمع کرنے میں اور پھراس نے بیگ کھول ہی لیا..سامنے سب چیزوں کے اوپر ہی عروش کاموبائل بھی رکھ کربیگ بہرام کے حوالے گیاتھا..اس نے ہاتھ بڑھاکر موبائل اٹھایااور سامنے پڑے شیشے کے میزپرر کھ دیا..اب بیگ میں سامنے کپڑے پڑے ہوئے تھے اس نے وہ سب نکال کرایک طرف رکھے..بیگ میں..رجسٹر،دو کتابیں،چندپن اور سٹیتھوسکوپ اوربی پی آپریٹر نظرآیا....."دل کی ڈاکٹر بنوگی

میں... تمہارا علاج تو مفت کر دیا کروں گی"... دونوں چیزوں کو ہاتھ میں رکھے وہ مسکرا رہا تھا.

اب جو دو چیزیں باقی بچ گئی تھیں وہ عروش عالم کی زندگی کی کمائی تھیں. ایم بی بی ایس کی ڈگری اور گولڈ میڈل... اس نے گولڈ میڈل کو اٹھا کر چوما اور آنکھوں سے لگایا..

ڈگری کھول کر دیکھا اس پر نمایا حروف میں درج تھا.. "عروش وقار عالم، ایم بی بی ایس" وہ ہاتھ زمین پر رکھ کر سہارے سے اٹھا ڈگری، گولڈ میڈل اور موبائل لیئے چلتے ہوئے کمرے میں بنے کانچ کے شلف کے پاس آ کر رکا. موبائل ہاتھ سے سامنے ٹیبل پر رکھا.. اسکے سامنے عروش کی وہ تصویر فریم میں لگی ہوئی تھی جس میں وہ جھیل پر کھڑی سورج غروب ہوتا دیکھ رہی تھی.. اس نے مسکراتے چہرے اور آنسو بھری آنکھوں سے تصویر کو ہٹا کر ڈگری کا فریم رکھ دیا اور ساتھ ہی میڈل کو اسکی باکس میں کھول کر رکھ دیا.. چند لمحے وہ تصویر کو دیکھتا رہا.. پھر مردہ قدموں سے چلتا ہوا آیا اور تصویر بیگ میں رکھ کر بیگ بند کر کے الماری میں رکھ دیا.. اسے کپڑے اٹھا کر اپنی الماری میں لٹکائے.. اسکی بقایا چیزوں کو بھی اپنی الماری میں سیٹ کیا.. الماری بند کر کے جب وہ مڑا اسکی نظر زمین پر پڑے کارڈ پر پڑی اس نے ہاتھ میں اٹھا کر دیکھا وہ عروش کا اے ٹی ایم کاڈ تھا"...

"ایک پتے کی بات بتاؤں....اگر میری کوئی جائیداد یں ہوتی ناتو میں اپنے کسی تایا یا پھوپھو کی بہو ہوتی یوں ڈاکٹر نہ بن رہی ہوتی"

اس نے ہاتھ پہ ہاتھ مارااور ایک زوردار قہقہہ لگایا

"ماضی سی اسکی آواز آئی تھی اب جب کبھی اسکی کوئی بات یاد آتی وہ مسکرادیا کرتا تھا.. وہ کر بھی تو یہی سکتا تھا. بہرام نے اے ٹی ایم سامنے ٹیبل پر رکھتے ہوئے عروش کا موبائل ٹیبل سے اٹھاکراس نے پاسورڈ ٹائپ کیا"AROOSH" پاسورڈ غلط تھا..اب کی باراس نے دوسراپاسورڈ ٹرائی کیا"BEHRAAM" لاک کھل گیا سکرین پر بہرام اوراسکی میڈیکل کالج کے سامنے روڈپر ساڑھے چار سال پہلے لی جانے والی تصویر تھی.. بہرام کا آنسو سکرین پر گرا..مجھے یہ سڑکیں تیرے توصت سے جانتیں ہیں"وہ منہ میں بڑبڑایا.

گیلری کھولی سامنے ایک فولڈر تھا جس پر نمایاں حروف میں لکھا تھا.

"Yaadain".. اس میں وہ تمام تصویریں موجود تھیں جو کبھی ان دونوں نے اکٹھے لیں تھیں.ایک ایک کرکے اس نے ساری تصویروں کو دیکھا

ایک دوسرافولڈر کھولا جس پر"Lifeline" درج تھااس کو کھول کر بہرام کو دھچکا لگااس میں بہرام کی تمام رینڈم تصویریں تھیں..جن کا اسکے وہم وگمان میں بھی نہیں

تھااس نے کب بنائیں تھیں.. تمام تصویروں میں آخری تصویر اسکی ہوٹل کے سامنے لی گئی تھی جس میں موبائل اس نے کان کے ساتھ لگایا ہوا تھا..

"تجھے ایک نظر دیکھنے والے
اپنی آنکھوں پہ مرتے ہوں گے"

نیچے ایک شعر کی صورت میں کیپشن بھی موجود تھا.

"آج مجھے تمہاری محبت پر رشک آرہا ہے فوجن... شکریہ میری زندگی میں آنے کا"
اس نے موبائل کو بیک کیا.. بلوٹوتھ آن کر کے اپنے موبائل سے عروش کی واحد تصویر عروش کے موبائل میں بھیج دی..اور اپنی آنکھیں بند کر کے ڈیلیٹ کے آپشن کو ٹچ کیا. موبائل سے عروش کی تصویر چلی گئی بلکل ویسے ہی جیسے وہ چلی گئی تھی اسکی زندگی سے اچانک..

"میں نے تمہاری تصویر مٹادی عروش میں تمہارا محرم نہیں بن سکا مجھے کوئی حق نہیں تمہاری تصویریں پاس رکھنے کا..اب یہی میری سزا ہے"..اس نے عروش کا موبائل آف کر کے دراز میں رکھ دیا.. قدم اٹھا کر الماری کے پاس گیا اپنی ٹوپی نکالی.. سر پر دونوں ہاتھوں سے پہن کر اسکی ڈگری کے فریم میں سیٹ کی موبائل اور والٹ اٹھایا

New Era Magazine

اور کمرے سے باہر نکل گیا.. پیچھے کمرے میں عروش رہ گئی تھی اور ایک نا ختم ہونے والا احساس. اب وہ کمرہ صرف عروش کا معلوم ہوا کرتا تھا. بہرام کی تو محبت کی قبر تھی.

"میجر بہرام بخت اسکا سوگ ساری زندگی منانے والا تھا اور مناتا بھی کیوں نہ ڈاکٹر عروش وقار عالم اُس پر اپنی زندگی بھی توار گئی تھی"

ختم شُد

نوٹ

وچھوڑاازرومانہ شاہ پڑھنے کے بعد اپنی رائے سے ضرور آگاہ کریں۔ نظرِ ثانی کرتے ہوئے اس بات کو یقینی بنایا گیاہے کہ کسی قسم کی غلطی نہ ہو اگر پھر بھی کوئی غلطی رہ گئی ہو تو اس کی نشاندہی ضرور کریں تاکہ ہم اس کو بہتر کر سکیں۔

تعاون کا طلبگار

ادارہ (نیو ایرا میگزین)

New Era Magazine